# اوقات نماز کا نقشہ

## کونسا شرعی اور کونسا جمہوری؟

۱۸ درجے پر مبنی رنگین چھاپ میں شائع کردہ پرانے نقشے

مرتبین: مجلس التحقیق الاسلامی ضلع صوابی

کا علمی جائزہ

اور ۱۵ درجے پر مبنی تحقیقی نقشے کا تعارف

مولانا شوکت علی قاسمی

**نوٹ** : جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں !

کتاب : اوقات نماز کا نقشہ شرعی کونسا؟ اور جمہوری کونسا؟

مصنف : مولانا شوکت علی قاسمی صوابوی

کمپوزنگ : اسلامک کمپوزنگ سنٹر صوابی (محلّہ شمشہ خیل صوابی)

کمپوزر : حافظ ذیشان علی

تعداد : ...........

صفحات : ۱۷۷

تاریخ طبع اوّل: محرم ، ۱۴۳۳ھ بمطابق فروری، ۲۰۱۲ء

ناشر : ادارہ فرقان، صوابی

(شعبہ تحقیق وتالیف)

idarafurqanswabi@yahoo.com

shaukatswabien@yahoo.com

0300-5688720, 0301-8828985,

0321-9890583

# فہرست مضامین

## مقدمہ

## (موضوع سے متعلق)

پیش لفظ........................................ ۹
موضوع کا تعارف ........................................ ۱۰
موضوع کی اہمیت ........................................ ۱۲
نماز کا وقت معلوم کرنے کے طریقے ........................................ ۱۵
سبب تالیف ........................................ ۱۸

## باب اوّل

## (جمہوری نقشے ''۱۸ درجے'' کا علمی جائزہ)

جمہوری نقشے کا تعارف ........................................ ۲۴
چند سوالات ........................................ ۲۴
جمہوری نقشے کا علمی جائزہ ........................................ ۲۶

جمہوری نقشے پر مندرج فتووں کی حیثیت .............................. ۲۷
فتویٰ کیا ہوتا ہے؟.................................................... ۲۷
حضرت مفتی رضاء الحق صاحب کا فتویٰ .............................. ۲۸
مفتی عبدالقادر نعمانی صاحب اکوڑہ خٹک کا فتویٰ ........................ ۲۸
علماء کا احترام ................................................................... ۳۰
مشاہیر علماء امت اور ماہرین فن کی تصدیقات مع فتاوی جات ............. ۳۱
(یہ جمہوری نقشے کا عنوان ہے)
محقق طوسی کا حوالہ ........................................................ ۳۲
شرح چغمینی کا حوالہ ........................................................ ۳۷
موصوف کا استدلال ........................................................ ۳۸
علامہ آلوسیؒ کا حوالہ ........................................................ ۴۳
مولانا روحانی بازیؒ کا حوالہ........................................................ ۴۸
حضرت شاہ ولی اللہؒ کا حوالہ........................................................ ۵۲
شیخ یوسف القرضاوی ........................................................ ۵۴
ڈاکٹر حسین کمال الدین........................................................ ۵۴
رابطہ عالم اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی ........................................ ۵۴
پروفیسر عبداللطیف کراچی ........................................................ ۵۴

جناب سید شبیر احمد کا کاخیل .......................... ۵۴
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ کا حوالہ .......... ۵۴
صبح کے اوقات میں فرق .......................................... ۵۵
اگر دیکھا جائے ؟............................................ ۵۶
عصر کے اوقات میں فرق .......................................... ۵۷
حقیقت کیا ہے ؟.............................................. ۵۷
مفتی دیوبند حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ .............. ۵۹
لطیفہ ......................................................... ۶۱
امداد الاحکام کا حوالہ ............................................ ۶۱
امداد الاحکام کا دوسرا حوالہ ........................................ ۶۳
مزید تائیدات (یہ جمہوری نقشے کا عنوان ہے)............................ ۶۶
اکابر علماء و ماہرین فن کے مشاہدات ................................ ۷۰
قدیم مشاہدات ................................................. ۷۰
خط بنام پروفیسر صاحب .......................................... ۷۰
جواب از محترم پروفیسر صاحب ...................................... ۷۱
دوسرا (جوابی) خط بنام پروفیسر صاحب ............................... ۷۳
جدید مشاہدات.............................................. ۷۸

پہلی روئیداد ........................................ ٧٩

دوسری ٹیم کی رپورٹ (دوسری روئیداد) ........................ ٨١

جنوبی افریقہ کے مشاہدات ........................ ٨٢

''اس کے علاوہ'' (یہ جمہوری نقشے کا عنوان ہے) ........................ ٨٣

کچھ بزبانِ حال سے ........................ ٨٤

جمہوری نقشے کے اصول وضوابط ........................ ٨٥

الزامات یا حقائق؟ ........................ ٩١

## باب دوم

## (١٥ درجے کی تحقیق، طریقہ کار وتعارف)

فصل اول......(قائلین ١٥ اور جمہور کی علمی وتحقیقی آراء) ............٩٥

دونوں ماہرین میں فرق ........................ ١٠٣

١٨ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی کیسی ہوتی ہے؟ ........................ ١٠٤

اشکال ........................ ١٠٤

جواب ........................ ١٠٤

علماء عرب کی تحقیقات وآراء ........................ ١٠٧

ایک علمی اور فقہی کانفرنس ........................ ١١٥

فصل دوم...... (ہمارا طریقہ کار کیا تھا؟)........................... ۱۲۵
علاقہ کے علماء کرام سے رابطہ.................................۱۲۶
بذریعہ خط وکتابت............................................ ۱۲۶
عام علماء کرام کے نام ......................................... ۱۲۶
اوقات نماز کے نقشوں کے مرتبین کے نام........................ ۱۲۹
بالمشافہ ملاقاتیں اور نتائج ......................................... ۱۳۲
عوام وخواص کا ردعمل.............................................۱۳۸
ہمارا گِلہ شکوہ کس سے ہے؟ .....................................۱۳۹
فصل سوم......مشاہدات (فجر وعشاء) .................................۱۴۳
مشاہدات فجر.....................................................۱۴۴
مشاہدات عشاء...................................................۱۵۱

## باب سوم

## (احتیاط کس میں ہے؟)

تعجب وحیرانگی ان پر ............................................................۱۵۸.
(جو "احتیاط" کی سمجھ سے بھی قاصر ہیں)
نماز فجر کے حوالے سے دارالعلوم کراچی کا بنا بر احتیاط عمل.....................۱۶۰
(۱۵ درجے کے نقشے کے مطابق)

استفتاء مع الجواب ............................................................. ۱۶۱

مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب کی گفتگو (فون پر اس فقیر کے ساتھ)........۱۶۳

خط از فقیر بنام مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب ............................۱۶۴

ناراض گروپ کی شرعی ذمہ داری اور اخلاقی جرأت کا تقاضاء..................۱۶۵

ہم کیا کہتے ہیں؟ ..................................................................۱۶۷

اہل علم اور ذمہ دار حضرات کی خدمت میں ......................................۱۶۷

(دارلعلوم کراچی کے فتوے کے حوالے سے)

دوسرا خط از فقیر ..................................................................۱۷۳

مصادر و مراجع.......................................................................۱۷۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# مقدمہ

## (موضوع سے متعلق)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبى بعده اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ـقال تبارك وتعالىٰ فى كتابه الحكيم إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا (١) وقال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِى فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ (٢)اما بعد!

چونکہ اس رسالے کا مقصد صبح صادق اور کاذب کی مکمل تحقیق نہیں، جسے ابتدائی طالبعلم مطالعہ کر کے صبح کاذب وصادق کی شرعی اور فنی پہلو کے ساتھ اختلافی ابحاث سمجھ سکے ،یعنی ایسی تحریر جس میں موضوع کے متعلق بتدائی ابحاث سے لے کر متعلقہ اختلافات سمیت آخر تک سارا کلام پایا جاتا ہو۔ بلکہ اس رسالے کی تحریر کا مقصد یہ ہے

---

۱۔سورۃ النساء ۱۰۳

۲۔سنن النسائی لابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (م،۳۰۳ھ )مکتبۃ المعارف، الریاض، ص ۸۵

کہ اس مسئلہ ( صبح صادق اور کاذب ) میں موجودہ اختلاف اور اس کے حوالے سے دونوں فریق کا طریقہ کار اور بالآخر دونوں کی طرف سے شائع کردہ نقشے کن اصولوں کے ساتھ اپنے انجام تک پہنچے ہیں۔ لہٰذا مبتدی حضرات کے لئے اول اس مسئلے کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

## موضوع کا تعارف :

شرعی طور پر صبح صادق کی تشریح میں اہل سنت والجماعت میں سے کسی بھی مسلک یا مکتب فکر کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب اس بات پر متفق ہیں کہ جب رات کی اخیر میں افق شرقی پر شمالاً جنوباً ( چوڑائی میں ) سفید روشنی کا بالکل ابتدائی خط ظاہر ہو جائے تو اس کے ظہور کے ساتھ متصل شرعی طور پر رات ختم اور دن کا آغاز ہو جاتا ہے یعنی اب دن کے متعلق سارے احکام مثلاً سحری کا بند ہونا، صدقہ فطر کا واجب ہونا، نصاب زکوٰۃ وغیرہ جیسے متعدد احکام نافذ ہو جائیں گے۔ ہاں ایک قول یہ ملتا ہے کہ جب یہ روشنی ظاہر ہونے کے بعد اچھی طرح پھیل جائے تو تب دن کے احکام نافذ سمجھے جائیں گے، پھر اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں تک کہ افق شرقی پر سرخی واضح نظر آجائے مگر مؤخر الذکر تو بالاتفاق مجروح قرار دیا گیا ہے جبکہ ثانی الذکر بھی قرآن کے ظاہر نص ( یعنی خیط ابیض ) کی بنا پر بالخصوص روزہ کے حوالے سے متروک ہے۔ البتہ بقول بعض فقہاء ثانی الذکر میں وسعت ہے۔ لہٰذا تطبیقاً کہا جاسکتا ہے کہ رات کے احکام میں اول الذکر کو ملحوظ رکھا جائے جب کہ دن کے احکام میں ثانی الذکر قول کو بنا بر احتیاط اختیار کر لیا

جائے۔تاہم یہ احتیاط کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے ورنہ عمومی طور پر فتویٰ کے رو سے ''اول الذکر'' کو ہی صبح صادق کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

البتہ جب صبح صادق کے حوالے سے خارج میں تعیین کی بات آتی ہے، تو یہ اہل علم کے درمیان ایک معرکۃ الآراء مسئلہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔اب تعیین کی بھی دو صورتیں آپ سمجھ لیں۔ایک یہ کہ باہر نکل کر آسمان (مشرقی افق) کو دیکھا جائے جب مستطیر روشنی ظاہر ہو جائے تو اذان فجر دے کر صبح کی نماز ادا کی جائے۔تو اس میں بھی کوئی خاص پریشانی نہیں بنتی۔دوسری صورت یہ کہ درجات فلکیہ کو سامنے رکھ کر اس کی تعیین کی جائے۔یا دوسرے الفاظ میں یہ سوال اٹھایا جائے کہ صبح صادق کی روشنی جس وقت ظاہر ہوتی ہے تو:

(۱)......اس وقت سورج کہاں ہوتا ہے؟

(۲)......یا اس وقت سورج کتنے درجے زیر زمین ہوتا ہے؟

(۳)......یا سورج کو ابھی افق شرقی پر نکلنے کے لئے کتنے درجے مزید طے کرنا باقی ہیں؟

(۴)......یا یہ کہا جائے کہ صبح صادق کتنے درجے پر طلوع ہوتی ہے؟

(۵)......یا یہ کہا جائے تو (آج کل کے حوالے سے زیادہ) مناسب ہوگا کہ ''شرعی نقشہ 15 درجے کا یا 18 درجے کا؟

یہ سب عنوانات ایک ہی منظر کے مختلف تعبیرات ہیں۔جو شخص جس عنوان وتعبیر کو صحیح سمجھ سکا آج ہمارا زیر بحث موضوع یہی ہے۔آیندہ آنے والی ابحاث میں ہم نے انہی

سوالات کا جواب تلاش کرنا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے صبح صادق کا وقت ایک متنازع امر، اختلافی مسئلہ اور بالخصوص علم جدید کی مداخلت سے ایک نہ ختم ہونے والا جھگڑا بن چکا ہے۔

## موضوع کی اہمیت :

نماز اپنے وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ اگر کسی نے ایک لمحہ پہلے تکبیر تحریمہ پڑھ کر نماز شروع کی تو باقی نماز وقت میں پڑھنے کے باوجود ادا نہ ہوئی۔ کیونکہ جس وقت یہ نماز شروع ہو رہی تھی وہ وقت اسی نماز کا نہیں تھا جس میں اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور جس وقت حکم باری تعالیٰ متوجہ ہو گیا اس وقت نماز شروع نہیں کی گئی لہٰذا نماز درست نہیں ہوئی۔ اب اگر کسی کو اس غلطی کا پتہ چلا تب تو اس کی خوش قسمتی ہے کہ اسے دوبارہ پڑھ لے گا اور اگر وقت ختم ہونے کے بعد پتہ چلا پھر بھی یہ ہے کہ قضاء پڑھ لے گا جو کہ نہ پڑھنے سے بہر حال بہتر ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو سالہا سال تک یہ پتہ ہی نہیں چلے کہ جو نماز پڑھ رہا ہے وہ وقت داخل ہونے سے پہلے پڑھ رہا ہے، اس کا کیا حکم ہوگا؟ جسے نہ دوبارہ پڑھنے کا موقع ملے اور نہ اس بات کی ضرورت محسوس کرے؟ یہاں ان کورس یافتہ مفتیان کرام سے سوال ہے کہ جب ''وقت کی معرفت'' شرائط صلوٰۃ میں سے ہے تو اس سے لاعلمی کا عذر کس حد تک شرعاً معتبر ہوگا؟ کون اس میں داخل اور کون اس سے خارج؟ وقت میں نماز نہ پڑھنے کی صورت میں کس کی نماز جائز اور کس کی ناجائز ہو جائے گی؟

اوقات نماز کی اہمیت اس شخص پر مخفی نہیں ہے جو فرضیت نماز کا قائل ہو۔ چنانچہ ایک شخص کی نظروں میں اوقات نماز کی معرفت اس درجے میں ضروری ہوگی جس درجے میں اس کے دل میں نماز کی اہمیت موجزن ہو۔کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ میں فرضیت نماز کے ساتھ ﴿ کتابا موقوتاً ﴾ فرمایا گیا ہے۔لہٰذا جو شخص نماز کے لئے وقت ضروری نہیں سمجھ رہا ہے وہ فرضیت نماز کے عقیدے میں صادق نہیں قرار دیا جاسکتا۔اب جو حضرات نماز کے لئے فرضیت وقت کے تو قائل ہیں مگر اس کی معرفت کے لئے کوشش کرنا ان کے نزدیک ایک غیر ضروری اور لایعنی کام ہے،تو ان حضرات کے رویے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قلوب نماز کی اہمیت سے خالی ہیں۔ورنہ فقہی اختلافات میں تو گھنٹوں گھنٹوں ابحاث کے دوران تھکتے نہیں ،مگر اوقاتِ نماز کی معرفت کی خاطر آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

اور افسوس و تعجب اس پر مزید بڑھ جاتا ہے کہ یہ حضرات عوام الناس کی نظروں میں اچھے خاصے علمی مقام رکھتے ہوں،مگر یہ لوگ اپنے علمی مقام کا کچھ بھی ساکھ نہ رکھیں۔اپنی علمی، تحقیقی جولانیاں خوب دکھاتے پھرتے ہوں مگر وہ فروعی اختلافی مسائل میں۔ہم مسلک کی دفاعی خدمات کا کبھی بھی انکار نہیں کرسکتے مگر سوال یہ ہوگا کہ وہ مسائل جو فرضیت کا درجہ رکھتے ہیں ، کیوں نظر انداز کئے جارہے ہیں ؟ اگر امت کی اصلاح کی فکر میں یہ لوگ صادق ہیں تو پھر اتنی بڑی تباہی (یعنی فرض نمازوں کے ضیاع ) پر کیوں خاموش ہیں؟ معاف فرما دیجئے گا کہ ان حضرات کے عملی رویے سے معلوم ہوتا

ہے، کہ ان کے نزدیک اس میدان (اوقات نماز) میں محکمہ موسمیات، نیوی اور جدید ٹیکنالوجی کے حاملین عیسائی، یہودی جیسے کافر اور مشرک سائنس دانوں کے اقوال قطعی دلائل کا درجہ رکھتے ہیں۔ان کے فہم وفراست کے مطابق اس مسئلے میں قیامت تک آنے والے علماء اسلام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان کافر سائنسدانوں کے اقوال پر نظر ثانی کی جرأت کریں البتہ برطانیہ یا امریکہ جیسے ممالک کے بسنے والے سائنسدان اگر مسلمانو ں پر مہربان ہوکر کچھ نیا انکشاف کر دیں تو اسے ماہرین فن کی ڈگری کے طفیل قبول کیا جائے گا۔گویا ہمارے ان علمی دوستوں کے نزدیک شریعت اسلامی میں اوقات نماز کی تخریج میں اجتہاد کا دروازہ علماء اسلام پر تا قیامت بند اور غیر مسلم سائنسدانوں کے لئے ہر وقت کھلا رہے گا۔

ہماری تحقیق ومکرر مشاہدات کے مطابق ہماری مساجد میں جو عام طور پر دائمی اوقات نماز کے نقشے آویزاں ہیں، ان میں صبح کی آذان کا وقت شرعی طور پر صبح کے وقت سے ۱۵ تا ۲۰ منٹ پہلے درج کیا گیا ہے، جس کی بنا پر ہماری مساجد میں اذانیں شروع ہوجاتی ہیں جنہیں سن کر گھروں میں عورتیں، گھروں سے نکل کر اڈوں میں گاڑی کے انتظار میں کھڑے لوگ، راستے پر چلتے ہوئے مسافر وغیرہ ہزاروں، لاکھوں مسلمان فوراً نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔حالانکہ ابھی شرعی صبح صادق کے طلوع میں ۱۵، ۲۰ منٹ رہتے ہیں۔اسی طرح لاکھوں مسلمانوں کی صبح کی نماز وقت سے پہلے پڑھ لینے سے برباد ہوجاتی ہیں۔ ہمارے اہل علم پر امت کے اس نقصان اور خطرے کا کیا اثر ہوا ؟

بالخصوص صوابی کے اہل علم نے اسے کس نظر سے دیکھا؟

## نماز کا وقت معلوم کرنے کے طریقے :

اس کے بارے میں قرآن وسنت سے بالکل ہم آہنگ بات تو یہ ہے وقت کو مشاہدہ کر کے معلوم کیا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر کسی کو تجربہ نہیں یا کم ہے تو اسے وقت کی سمجھ تھوڑی دیر سے آجائے گی مثلاً نماز کا ایک وقت 5 بجے داخل ہوتا ہے تو اسے 5 بجکر چند منٹ بعد وہی وقت معلوم ہو جائے گا۔ مگر 5 بجے سے پہلے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اور ہمیں خوف وخطرہ تو ''وقت سے پہلے'' نماز پڑھنے کا ہے۔ چنانچہ جب مشاہدے کے مطابق کوئی شخص مذکورہ بالا وقت میں (مثلاً 5 بج کر چند منٹ بعد) نماز پڑھے گا تو اس میں نقصان کچھ نہیں البتہ وقت یقینی طور پر داخل ہو کر نماز بلا شک وشبہ وقت کے اندر ادا ہو جائے گی۔ ہاں روزہ میں احتیاط کے پیش نظر کچھ پہلے سحری بند کر دے۔ نیز اس طریقہ میں ایک مشکل یہ پیش آتی ہے کہ بادل اور بارش کی صورت میں سورج کے نظر نہ آنے کی وجہ سے تعیین وقت میں مشکلات پیدا ہوں گے۔ مگر شریعت نے بعض نمازوں کی تاخیر اور بعض کی تعجیل کا حکم دے کر یہ عقدہ بھی حل فرمایا ہے۔ اور یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ دور نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات، دور صحابہؓ، دور تابعین اور تبع تابعین کے بعد کتنے صدیوں تک تعیین صلوٰۃ کا یہ طریقہ استعمال ہوتا رہا۔ چنانچہ ایک اور فائدہ اس میں یہ بھی ہے کہ یہ خالص اسلامی طریقہ ہے اگر بوجہ مجبوری کچھ غلطی ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی

کی امید ہے۔

**دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تجربات کی رشنی میں سائنسی اور فلکی قواعد وضوابط کو** بروئے کار لاکر اوقات نماز کا تعین کیا جائے۔اس طریقہ میں اگر صحت کو ملحوظ رکھی جائے تو فائدہ یہ ہے کہ ہمیں پورے سال کے تمام نمازوں کے اوقات ایک چارٹ کی صورت میں حاصل ہو جاتے ہیں جو نہایت سہولت کے ساتھ اور ہر موسم میں قابل عمل ہو سکتے ہیں۔عام طور پر مساجد میں ''دائمی اوقات نماز'' کے نام سے جو نقشے لگے ہوئے ہیں۔ اسی طریقے کے مطابق بنے ہوئے ہیں۔

اس طریقہ کار میں بہت سارے فوائد کے ساتھ بہت سارے نقصانات بھی پائے جاتے ہیں۔سب سے بڑا نقصان جو اس طریقہ کار کی وجہ سے ہمیں اٹھانا پڑا وہ یہ ہے کہ اہل علم کا ایک بڑا طبقہ خارج میں اوقات نماز کی معرفت سے بالکل محروم ہو گیا ان کے ہاں اوقات نماز کی معرفت یہ ہے کہ اسے کتاب میں تو پڑھ کر اچھی طرح از بر یاد کیا جائے۔مگر ان سے پوچھو کیسے ہوتا ہے تو جواب میں ''لا ادری'' ملتا ہے۔ان سے عملی طور پر کچھ احوال پوچھو تو جواب ملتا ہے کہ ہم نے کبھی نہ دیکھا ہے اور نہ ہمیں سورج اور روشنی کو مدنظر رکھ کر اوقات کی تفصیلات کا پتہ ہے۔جس کا لازمی صلہ امت کو یہ ملا کہ مسند افتاء پر ہمارے انجینئر ز صاحبان سامنے آ گئے اور ہمارے اہل علم طبقہ اس باب سے نہ صرف یہ کہ نا سمجھ رہا بلکہ یہاں تک کہہ گئے کہ ہم اس قابل ہی نہیں ہیں کہ اس میں کلام کر سکیں، گویا کہ علماء نے اوقات نماز کا یہ شرعی باب مکمل طور پر مہندسین کے سپرد کر دیا۔حالانکہ

اوقات نماز کا مسئلہ اتنا پیچیدہ نہیں تھا جتنا اسے ہمارے ان حضرات نے خود اپنے ہاتھوں بنا دیا۔

**دوسرا نقصان** اس کا یہ ہے کہ ایک یقینی چیز خوامخواہ مشکوک کے درجے پر آ گری۔ اوقات نماز میں شرعی طور پر کوئی ابہام نہیں پایا جاتا تھا۔ صاف اعلان ''حتی یتبین'' یہاں تک کہ خوب واضح ہو جائے، قرآن نے کر دیا ہے۔ اب خوب واضح ہو جانے سے مراد یقین ہے بے چینی اور شک کا منظر نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود اہل علم کے مشاہدات اور سائنسدانوں کے نظریاتی تصادم سے ایک اختلاف نے جنم لیا، جس کی وجہ سے بعض اہل علم کو یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ روزہ ایک قول کے مطابق بند کیا جائے اور نماز دوسرے قول کے مطابق پڑھی جائے۔ گویا کہ یہ درمیانی وقت دن رات دونوں سے خارج جس میں نہ سحری جائز اور نہ نماز جائز۔ اب اگر کسی نے غلطی سے یا جان بوجھ کر اس دورانیہ میں رمضان میں سحری کے طور پر کچھ کھایا پیا، یا نماز فجر پڑھ لی تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

**تیسرا نقصان** یہ ہے کہ یہ حسابات ظنیات میں سے ہیں ان پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنا آج تک کسی محقق عالم نے درست نہیں کہا ہے جب تک مشاہدات کے ساتھ پرکھ کر اس کی صحت کی یقین نہ ہو جائے۔ مگر ہمارے اکثر اہل علم نے اسے کسی مشاہدہ اور جانچ پرکھ کے بغیر گلے سے لگایا۔ اور ان حسابات کو سائنسدانوں کی طرف سے اپنے لئے ایک اسلامی تحفہ تصور کر لیا۔ چنانچہ اسی رویئے نے انہیں اپنے فریضہ منصبی سے غافل رکھا جو کہ بہت بڑا نقصان ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس طرز فکر نے بہت

سارے نقصانات جنم دئے مثلاً سائنس کو اولیت کا درجہ دینا، اور شریعت کو اس کا تابع بنا دینا، دین کو جدید فن کا محتاج سمجھنا وغیرہ وغیرہ فسادات اس میں شامل ہیں۔

## سبب تالیف :

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان مبارک ہے: مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ (۱) ''آدمی کا اسلام میں حسن وخوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی (غیر ضروری) کاموں سے اجتناب کرے'' چنانچہ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی اگر حقانیت، افہام وتفہیم سے ہٹ کر محض جواب برائے جواب وجود میں آرہا ہوتو حدیث بالا کی رو سے ایک لایعنی اور عبث کام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھے گا۔ کسی بھی تالیف وتصنیف کے لئے کوئی خاص وجہ ضرور ہونی چاہیئے جس کی بنا پر وہ عامۃ المسلمین کے لئے کسی درجے میں استفادے کا ذریعہ بن سکے۔ ورنہ بعض حالات میں تحصیل حاصل کی صورت اختیار کر کے قارئین کے قیمتی اوقات کے ضیاع کا سبب بنے گا۔ جو کسی طرح بھی ایک اسلامی خدمت نہیں قرار دی جاسکتی۔

دوران مطالعہ احسن الفتاویٰ کے جلد دوم میں ''صبح صادق'' کی بحث نظروں سے گزری۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اوقات نماز کے مروجہ نقشوں میں صبح صادق اور عشاء کے اوقات میں ۱۵ تا ۲۰ منٹ کی غلطی پائی جاتی ہے۔ بڑا عجیب لگا کہ اتنی عمومیت کے ساتھ ان نقشوں کو استعمال کیا جارہا ہے مساجد، مدارس، خانقاہوں اور دیگر اسلامی ادارو

---

۱۔ سنن الترمذی ، بَاب فِيمَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُضْحِكُ بِهَا النَّاسَ

ں میں لگے ہوئے نقشے کیسے اتنی فاحش غلطی کو متحمل ہو سکتے ہیں۔ بہر حال فقیر کی نظروں کے سامنے غلطی کے امکان بلکہ وقوع کی کچھ جھلکیاں موجود تھیں۔ شرح عقود رسم المفتی میں علامہ شامی نے ایسے متعدد مسائل کی نشاندہی فرمائی ہے جو کہ خالص مسلکی مسائل کے باوجود سینکڑوں سال سے فقہ کی متداول کتب میں غلط نقل در نقل چلے آتے رہیں۔

چنانچہ ہم نے سوچا کہ جب خالص مذہبی منقول مسائل میں یہ حال ہے تو جن مسائل میں سائنس نے مداخلت کر کے اپنا اچھا خاص اثر دکھا دیا ہو ان میں وقوع خطاء کا امکان اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے لہٰذا ہمارے لئے اسی مسئلہ میں ایک طرف فیصلہ کرنے سے پہلے باقاعدہ تحقیقی مراحل سے گزرنا ضروری ہے۔ فقیر نے یہ تحقیقی سفر نہایت مشکلات کے باوجود چند احباب کو لے کر شروع کر دیا۔ تقریباً دو سال کے مسلسل مطالعہ، علماء کرام کے ساتھ بالمشافہ ملاقاتیں اور مدارس و مساجد میں مستعمل نقشوں کا سروے اور باقاعدہ مشاہدات کے بعد وہی حقیقت بالکل روز روشن کی طرح سامنے آ گئی جسے حضرت مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے بیان کی تھی۔ بالآخر ابھی نئے نقشے کی اشاعت میں ہمارے سامنے کوئی شرعی سبب موجود نہ رہا لہٰذا یکم جنوری ۲۰۰٦ کو ہم نے سورج کے ۱۵ درجے زیر شرقی افق کی بنیاد پر اوقات نماز کا دائمی نقشہ شائع کر دیا۔

اسی تمہید کو مد نظر رکھ کر فقیر کی اس تحریر کا باعث یہ بن گیا کہ ہمارے تحقیقی مراحل میں ایک بڑا مرحلہ علماء کرام، مفتیان عظام بالخصوص اپنے علاقہ کے فضلاء حضرات کے ساتھ سر جوڑ کر اس مسئلہ میں بحث و تمحیص تھا۔ اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ ایک مرحلہ

ان حضرات کو فجر اور عشاء کے مشاہدات کے لئے تیار کرنا اور لے کر جانا شامل تھا۔ اور الحمدللہ ہم نے اللہ کے فضل و کرم سے ان اہم کاموں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ یہ ساری تفصیلات آپ حضرات باب دوم میں ملاحظہ فرمائیں گے تاہم یہاں مقصود یہ ہے کہ ان حضرات سے ملاقاتوں میں اس موضوع پر ہر قسم کی بات ہو چکی خط و کتابت ہو چکا مگر یہ حضرات اس موضوع پر کسی قسم کی تحقیق یا تبادلہ خیال کے لئے تیار نہیں ہوئے ۔ ہم اصولی طور پر اس قسم کے مسائل میں تشدد کے قائل نہیں ہیں ہمارا طریقہ کار افہام و تفہیم اور موقع ومحل کی مناسبت سے اس موضوع پر علمی گفتگو کرنا اور باہم بیٹھ کر اشکالات کا رفع کرنا ہے۔ چنانچہ اس اہم ترین مسئلے کے باوجود ان حضرات کی خاموشی یا اس مسئلے میں عدم دلچسپی کو دیکھ کر دل نہایت دکھتا تھا، مگر پھر دل ہی میں کہتا کہ چلو خیر یہ ہر شخص کا اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے ان کا ذوق تحقیقی نہیں ہوگا یہ حضرات دین کے اور اہم خدمات یعنی درس و تدریس ،خطابت و تبلیغ وغیرہ کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں ۔اس قسم کے موضوعات میں اگر اللہ پاک آپ سے کچھ کام لے رہا ہے تو اس پر اللہ کریم کا شکر ادا کرنا چاہئے۔حتیٰ کہ اس فقیر کے نزدیک ۱۸ درجے پر سحری کھانا درست اور نماز فجر پڑھنا باطل ہے اگر غلطی وخطاء سے پڑھی گئی تو اس کا قضاء پڑھنا لازم ہے، مگر اس کے باوجود ہمارے جو علماء کرام اور فضلا ساتھی ۱۸ اپر مبنی ( پرانا ) نقشہ استعمال کرتے ہیں، آج تک اس فقیر کے دل میں کسی قسم کی ضد وعناد نے جگہ نہیں پائی اور نہ ان پیاروں کے بارے میں ( معاذ اللہ ) اہل باطل ہونے کا خیال قلب میں آیا ہے، بلکہ ناچیز ان حضرات کا یہ عمل ان کے حق میں علمی

اختلاف پر حمل کر کے ان کا معاملہ اللہ کریم کے سپرد کر دیتا تھا۔اور ۱۵ درجے کے نقشے کی اشاعت افہام و تفہیم کے طریقے سے کرتا رہتا تھا۔ چھ سال کی اس طویل مدت میں ایک حوالہ بھی کوئی شخص اس فقیر کے خلاف نہیں پیش کر سکتا کہ ۱۵ درجے والا نقشہ بغیر کسی کی رضامندی کے کسی مسجد یا مدرسہ میں لگایا ہو۔

مگر اچانک اوقات نماز کا یک نقشہ برائے صوابی و مضافات شائع ہوتا ہے جس پر ''مجلس التحقیق الاسلامی'' کا نام درج کیا گیا ہے۔اور ساتھ تحریر کیا زیر نگرانی محترم مفتی رضاؤالحق صاحب شاہ منصوری مدظلہ'' یہ دیکھ کر حیرانگی اس بات پر ہوئی کہ یہ کیسی تحقیق تھی جس کا ہمیں پتہ ہی نہیں چلا اسے خفیہ رکھنے میں کیا راز مضمر ہو سکتا ہے؟ یہ تحقیق کہاں اور کس طرح ہوئی ؟ تحقیق کے اصولوں کو کیوں پائے مال کیا گیا؟ ان اصولوں کی پائے مالی کا اندازہ نقشے پر موجود حوالجات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، اول باب میں ان حوالجات پر تبصرہ عنقریب آ رہا ہے ۵، ۶ سال تک اس فقیر کے بار بار اصرار اور مذاکرے پر کسی نے کان نہیں دھرا اور اب اچانک تحقیق اسلامی سامنے آ گئی۔اہل علم کا یہ رویہ کس فکر کی غمازی کر رہا ہے؟ ہمیں اس منصوبے کے باطن میں بڑے خطرناک عزائم اور ایک نظریاتی تخریب کاری کارفرما نظر آ گئی ، جس کے تدارک اور امت مسلمہ بالخصوص نوجوان فضلاء اور طلباء کو اس خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے زیر نظر تحریر وجود میں آ گئی ۔تا کہ مسلمانوں کے سامنے دونوں نقشہ اوقات کے منظر عام پر آنے ،فریقین کا طریقہ کار اور اس کے نتائج کے بارے میں معلومات حاصل ہوں۔ نیز وہ اپنی عبادات روزہ

اور نمازوں کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے سر لے سکیں ۔اسی طرح ان پر اتمام حجت ہو، تا کہ نہ سمجھنے اور پتہ نہ ہونے جیسا عذر ان کے دامن میں باقی نہ رہے۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔ آمین یا رب العالمین بحرمة سید المرسلین ۔

شوکت علی قاسمی

☆☆☆☆☆☆☆

# باب اوّل

## جمہوری نقشہ ''۱۸ درجے'' کا علمی جائزہ

جمہوری نقشے کا تعارف:

عوام المسلمین کی نمازوں کی حفاظت کے خاطر مذکورہ بالا عملی کاوش کے نتیجے میں مخلصین کا ردعمل حوصلہ افزائی، مدد ونصرت اور اتفاق اگر نہ ہوسکتا تھا تو کم ازکم اس موضوع پر غور وفکر کی فضاء بننے کی صورت سامنے آنا چاہئے تھی مگر اس کے برعکس ہمارے علمی دوستوں نے ہمارے اس فعل کو ایک ''جرم عظیم'' کا درجہ دے کر اتفاق کی بجائے اختلاف برائے اختلاف کا راستہ اختیار کیا، غور وفکر کا ماحول بنانے کی بجائے اسے اکابر اکابر کے الفاظ سے لوگوں کی حمایت لینا شروع کیا، بالآخر اپنا حلقہ بڑھانے کے لئے شرعی اور تحقیقی طریقہ کار کی بجائے جمہوری روش اختیار کی۔ اور عوام کو یہ باور کرانے کے لئے ''مجلس التحقیق الاسلامی'' کا نام اوپر تحریر کیا۔ گویا کہ یہ نقشہ اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھ کر ایک طویل تحقیق کے بعد سامنے آیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے اپنی اس عجیب وغریب محنت کے نتیجے میں جس نقشے کو منظر عام پر لایا اس کا نام ہم ''جمہوری نقشہ'' منتخب کرتے ہیں۔ بندہ فقیر یہاں چند سوالات عرض کرنے جا رہا ہے:

(۱)......جمہوری نقشہ کی اشاعت سے پہلے وقات نماز کی تخریج کے لئے مجلس مذکور نے کون سے تحقیقی مراحل طے کئے؟

(۲)......اوقات نماز کے حوالے سے شرعی اور فیصلہ کن چیز جو باجماع امت ثابت ہے وہ عینی مشاہدات ہیں ان حضرات نے اس کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی، یہ طریقہ کار کس دلیل سے ''التحقیق الاسلامی'' کہلاتا ہے؟

(۳)......ان حضرات نے جس کتاب سے تائیدی حوالجات نقل کئے ہیں وہ کتاب کس حد تک اصول تحقیق کے مطابق ہے؟

(۴)......اس کتاب پر اس فقیر کی طرف سے جو نقد تبصرے ہو چکے ہیں ''مجلس التحقیق الاسلامی'' نے دورانِ کار انہیں کیوں نظر انداز کیا؟

(۵)...... اصول کے مطابق جب تک ایک دلیل معارضے سے سالم نہ ہو اس سے دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ مجلس نے جس کتاب سے حوالا جات اکھٹے کئے ہیں کتنے حوالجات معارضہ سے محفوظ ہیں؟

(۶)......اگر مجلس کا ذوق واقعی کچھ تحقیقی ہے، تو راقم فقیر نے دوران تحقیق ان حضرات سے جو روابط کئے اس وقت یہ محققین کیوں خاموش تھے؟

(۷)......مجلس نے جن علماء کرام کے اسماء گرامی سے تائید پیش کی ہے ان کی تحریرات اتنی وزنی ہیں جن سے اصول تحقیق کے مطابق استدلال کیا جاسکے؟ یعنی وہ اقوال کسی تحقیق کے بعد حاصل شدہ نتیجہ کے طور پر ان حضرات نے بیان فرمائے ہیں یا انہیں ان حضرات کی محض رائے کہی جاسکتی ہیں؟ مجلس اس کی وضاحت فرمائیں۔

(۸)......**آخری سوال:**

مجلس تحقیق کی خدمت میں گزراش ہے کہ ''کشف الغشاء، اور کشف السطور'' میں اٹھائے کئے سوالات کے جوابات تحریر فرمائیں؟

# جمہوری نقشے کا علمی جائزہ

ضلع صوابی کا ۱۸ درجے پر مبنی جو رنگین نقشہ حال ہی میں شائع ہو چکا ہے۔اس پر بہت سارے علماء کرام کے نام اور بظاہر فتووں کی صورت میں تحریرات سکین کر دی گئی ہیں۔چونکہ اس پر محض ناموں کی کثرت کو ہی اصل کامیابی سمجھی گئی ہے جو کہ دراصل موجودہ جمہوریت کا خاصہ ہے لہٰذا ہم نے اسی نقشے کو اسی معنی میں ''جمہوری نقشہ'' کے نام سے تعبیر کیا ہے۔جمہوری نقشے کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لئے اس پر پانچ قسم کے دلائل (یا جو کچھ بھی کہے ) کو مختلف عنوانات کے ساتھ درج کر دئے گئے ہیں۔

**اول:**......فتاویٰ جات

**دوم:**......مشاہیر علماء امت اور ماہرین فن کی تصدیقات مع فتاوی جات

**سوم:**......مزید تائیدات

**چہارم:**......اکابر علماء و ماہرین فن کے مشاہدات

**پنجم:**......''اس کے علاوہ'' کے تحت چند علماء کے اسماء گرامی

اگلے صفحات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب امور پر فرداً فرداً تبصرہ کیا جائے گا۔ قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ خالی الذہن ہو کر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح لکھنے اور آپ حضرات کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔راقم درج کردہ ہر حوالے کا بلکہ حرف حرف کا ان شاء اللہ ذمہ دار ہے۔

## (اوّل)

## جمہوری نقشے پر مندرج فتووں کی حیثیت

’’جمہوری نقشہ‘‘ کے اوپر تین فتووں کی سکین تصویریں بنادی ہیں ۔ان تصاویر سے مرتبین حضرات یہ تأ ثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ نقشہ جمہوری ہونے کے ساتھ ساتھ شرعی بھی ہے کیونکہ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جس عمل کے بارے میں علماء اسلام کی طرف سے فتویٰ جاری کیا جائے تو اسے ایک حکم شرعی کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، چنانچہ اسی مقصد کے حصول کے لئے جمہوری نقشے پر تین فتووں کی نقلیں چسپاں کردی گئی ہیں ۔

### فتویٰ کیا ہوتا ہے؟

اول یہ معلوم کیا جائے کہ فتویٰ کی تعریف کیا ہے؟ فتویٰ کسے کہتے ہیں؟ تا کہ اس کی روشنی میں ’’نقشے پر درج شدہ تصویروں‘‘ کے بارے میں اہل انصاف کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہوجائے کہ ایک عمل کے شرعی ہونے کے لئے فتویٰ کیسا ہونا چاہیے؟ چنانچہ فتویٰ ،افتاء کے بارے میں مفتی کمال الدین احمد الراشدی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

” ویؤخذ مما قال علماء الفقه الاسلامی واصوله ، ان الافتاء هو الاخبار بحكم الله تعالىٰ عن مسئلة دينية بمقتضى الادلة الشرعية لمن سأل عنه فى امر نازل علىٰ جهة العموم والشمول لا علىٰ وجه الالزام“

’’علماء اصول اور فقہ اسلامی فرماتے ہیں کہ دینی مسئلہ کے بارے میں سائل کو

،الزام کے طور پر نہیں بلکہ عموم وشمول کو مد نظر رکھ کر، باقتضاء ادلہ شرعیہ اللہ تعالیٰ کا حکم بیان کرنا افتاء (فتویٰ دینا) کہلاتا ہے۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ فتویٰ کی خبر وتحریر ایک دینی مسئلہ کے ہوتے ہوئے ادلہ شرعیہ کی روشنی میں ہونا ضروری ہے۔اب ذیل میں ''جمہوری نقشے'' پر درج عبارات ملاحظہ کریں۔

## ۱۔ حضرت مفتی رضاء الحق صاحب کا فتویٰ

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سالہا سال پہلے جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب اوقات نماز کا عالمی دائمی نقشہ مرتب فرمایا تھا اور اکابر اس نقشہ کے ساتھ متفق تھے اسی نقشے کے مطابق ضلع صوابی کے لئے صوابی مانیری کے علما نے ضلع صوابی کے لئے نقشہ مرتب فرمایا ہے بندہ حقیر اس نقشہ کے ساتھ متفق ہے''

## ۲۔ مفتی عبدالقادر نعمانی صاحب اکوڑہ خٹک کا فتویٰ

''جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا موقف قدیم دائمی نقشہ اوقات کے مطابق ہے۔ وہی درست اور معتمد نقشہ ہے جو کہ دارالعلوم حقانیہ کی مسجد میں آویزاں ہے۔ اور اسی کے مطابق اوقات پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اور جو نیا نقشہ سامنے آیا ہے جس پر دارلعلوم حقانیہ کا حوالہ بھی ہے وہ نہ دارالعلوم حقانیہ کا موقف ہے اور نہ دارالعلوم کا اس نقشے سے کوئی تعلق ہے۔ لہٰذا اس قدیم

---

۱۔ مصباح فی رسم المفتی للمفتی کمال الدین احمد الراشدی بشرح اصول الافتاء لمفتی محمد تقی العثمانی ،مکتبہ عثمانیہ اقبال روڈ راولپنڈی، ج ۱،ص ۱۶

نقشے کے مطابق عمل کرنا چاہیئے''

مذکورہ بالا دونوں حضرات کی تحریرات جو فتوے کے نام سے جمہوری نقشے کے اوپر نقل کی گئی ہیں، ان میں وہ کونسی عبارت ہے جسے''ادلہ شرعیہ'' کی قوت حاصل ہو کر ایک فتوے کی حیثیت اختیار کرسکتی ہے؟ گویا کہ ان حضرات کا خود اپنا اتفاق ہی شرعی دلیل ہے حالانکہ اس طرح تو سارے لوگ کہہ دینگے کہ ہمارا فلاں معاملہ میں یہ موقف ہے فلاں میں یہ موقف، اسی طرح یہ بھی ہر عالم کہہ دیگا کہ فلاں کے ساتھ میرا اتفاق ہے اور فلاں کے ساتھ نہیں، اس صورت میں میں شرعی فتویٰ کس کو کہا جائے گا؟

لہٰذا اصول بالا کی روشنی میں مذکورہ بالا دونوں تحریریں ایسی ہیں جنہیں کسی طرح بھی فتویٰ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ جمہوری نقشے کے مرتبین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ فتویٰ نقل کرتے وقت کم از کم عبارت کو پڑھ کر یہ تسلی کرلیں کہ یہ فتویٰ کہلایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ علاوہ ازیں تیسرے فتوی کی نقل''جامعہ بنوریہ کراچی'' کا فتویٰ۔ تو اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ''بنوریہ کا فتویٰ'' اور''اول الذکر فتوے میں مفتی رضاء الحق صاحب کی یہ تحریر''اکابر اس نقشہ کے ساتھ متفق تھے'' دونوں کا تعلق ان حالات کے ساتھ ہے جس وقت مفتی رشید احمد صاحب کی تحقیق''صبح صادق'' کے خلاف پروفیسر صاحب نے انگریزوں اور موسمیات کے ماہرین کے حوالے جمع کرکے بزرگوں کی تائید حاصل کرلی۔ اس موضوع ہمارا مستقل مضمون شائع ہو چکا ہے بنام''صبح صادق کے حوالے سے چند اکابر کے اختلاف کی حقیقت'' اسے ملاحظہ فرمالیجئے گا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میدان میں اس وقت کے حالات کو نظر انداز کرکے بزرگوں کی محض تائید پیش کرنا تاریخی حقائق کو مسخ کرنا ہے جس

سے عامۃ المسلمین کو غلط راہنمائی مل جاتی ہے۔لہٰذا جمہوری نقشے پر محض ان بزرگوں کی تحریرات پیش کرنا نزاع سے محفوظ نہیں ہے۔

علماء کا احترام:

احترام کا تعلق علماء ومشائخ کی ذوات کے ساتھ ہوتا ہے، چونکہ حضرات علماء کرام بالخصوص جو ہمارے اساتذہ کے برابر یا ان سے بھی بڑھ کر عظمت رکھتے ہوں، ذاتی طور پر ایسی صفات وکمالات کے مالک ہوتے ہیں جن کی بنا پر احترام گویا کہ ان کا ذاتی حق بن جاتا ہے لہٰذا ہم جیسے لوگوں پر ان بزرگوں کا احترام واجب کے درجے میں آجاتا ہے۔اسی نظریے کے ساتھ دیگر اکابر بزرگوں کی طرح حضرت مفتی صاحب مدظلہم العالیہ بھی ہمارے لئے نہایت قابل احترام شخصیت ہیں ہم آپ کے خلاف ''بے احترامی پر مشتمل'' کچھ لکھنے یا بولنے کی ذرہ برابر جرأت نہیں کر سکتے۔

مگر یہاں جس حقیقت کا اظہار مقصود ہے وہ محض ان کی ذکر کردہ تحریر کا جائزہ لینا ہے تاکہ اصول کے مطابق تحریر بالا کو وہ مقام دیا جائے جو اس کا حق بنتا ہے۔کیونکہ علماء کے اقوال ،ان کی تحریرات وآراء عوام المسلمین کے لئے مشعل راہ بننے اور نہ بننے کا موجب ہوا کرتے ہیں لہٰذا دریں صورت اس کا تعلق ذوات کے ساتھ نہیں بلکہ ''احکام دین'' کے ساتھ بن جاتا ہے۔اور جب معاملہ ''ذوات'' سے نکل کر ''دین'' کی طرف منتقل ہوجاتا ہے،تو پھر ایک مسلمان کی شرعی ذمہ داری اس کی سمجھ وعقل کے مطابق مختلف ہوجاتی ہے۔ چنانچہ علماء کی تحریرات میں کلام ہر اس شخص پر زیادہ ضروری اور لازم ہوجاتا ہے جس کے

علم کے مطابق اس میں اصلاح کا پہلو پایا جائے ۔ہم نے مذکورہ بالا فتاویٰ پر کلام اسی نظریے کے ساتھ کیا ہے۔

(دوم)

# مشاہیر علماء امت اور ماہرین فن کی تصدیقات

# مع فتاوی جات

جن حوالجات کو ہماری رسائی ہوچکی ہے۔ ان شاء اللہ ان پر تبصرہ قید تحریر میں لایا جائے گا، ان سے بھی اندازہ ہو جائے گا کہ ''جمہوری نقشے'' کے مرتبین نے علم و دیانت کا کتنا لحاظ کیا ہے؟

نقشے کے اوپر سب سے پہلے دو حوالے ''محقق طوسی'' اور ''شرح چغمینی'' کے درج ہیں۔ چونکہ جمہوری نقشہ کے مرتبین نے اصل راہنمائی محترم جناب مفتی رضوان صاحب کی کتاب ''صبح صادق اور وقت عشاء کی تحقیق'' سے حاصل کی ہے، اور آخر میں ان حضرات نے باقاعدہ طور پر موصوف کا حوالہ بھی درج کیا ہے لہٰذا صحیح اور جائز طریقہ یہ ہے کہ یہاں موصوف کی کتاب اور اس کے استدلال پر تبصرہ کیا جائے۔ موصوف کی پوری کتاب پر ہم نے (انہی کے ارشاد کی تعمیل میں ) ایک تبصرہ بنام ''کشف الغشاء عن اوقات الفجر والعشاء'' لکھ کر مفتی صاحب کو ارسال کیا تھا ۔لہٰذا اسی سے مذکورہ بالا حوالجات کا تبصرہ کسی قدر تلخیص وتسہیل کے ساتھ نقل کیا جائے۔تو کافی ہوگا۔

(ا) محقق طوسی کا حوالہ:

کتاب مذکور[1] میں نمبر ۷ اور نمبر ۸ حوالوں میں محقق طوسی کے حوالے نقل فرمائے گئے ہیں۔حوالہ جات نقل کرنے کے بعد ''مطلق فجر'' والے ایک جدید قاعدے کو بنیاد بنا کر مؤلف کتاب نے اس نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک بھی صبح صادق ۱۸ درجے پر طلوع ہوتی ہے۔محترم مؤلف تحریر فرماتے ہیں:

''محقق طوسی کی مذکورہ عبارت میں شروع باب سے آخر مسئلے تک صبح اور شفق کی انواع کے بغیر طلوع صبح اور شفق کے صاف الفاظ موجود ہیں۔جن کا ۱۸ درجے پر ہونا مذکور ہے، اور <u>طلوع صبح کے اطلاق</u> سے طلوع صبح صادق ہی مراد ہوا کرتا ہے، نہ کہ کاذب اور شفق کے اطلاق سے بھی احمر یا ابیض ہی مراد ہوا کرتا ہے۔۔۔اس لئے طلوع صبح وشفق کو بیاض مستطیل یا احمر پر محمول کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا''..........(کتاب مفتی رضوان، صفحہ نمبر ۱۴۸)

خط کشیدہ الفاظ میں ''مطلق فجر'' جیسے جدید قاعدے سے استدلال کر کے مفتی صاحب نے محقق طوسی کا حوالہ ''صبح صادق'' پر محمول کیا ہے۔اس خود ساختہ قاعدے کا ابطال ہم نے ''کشف الغشاء'' میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیجئے گا، یہاں محض اس حوالے کے بارے میں عرض کیا جارہا ہے۔مگر اصل جواب سے پہلے چند تمہیدی

---

[1] : صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق، مفتی محمد رضوان، ناشر: ادارہ غفران، اسلام آباد ماہنامہ التبلیغ علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر ۱۶، طبع اول اپریل ۲۰۰۹ء، صفحات: ۱۹۳

باتیں ملاحظہ ہو:

(۱)......محقق طوسی کی کتاب ''بیست باب'' کی زیر بحث عبارت کے اوپر پہلے حاشئے پر ''شفق وفجر'' باب کی اہمیت بیان کر کے مولانا محمد عبیداللہ الایوبی القندہاری لکھتے ہیں:

''مخفی نباشد کہ توضیح ایں باب موقوف است بر معرفت جسم مخروطی (الیٰ ان قال) ایں بود تمہید برائے فہم مقاصد این باب''..............................

..............................................(بیست باب ص ۱۶ حاشیہ نمبر ۲)

عبارت کا مقصد یہ ہے کہ اس باب اوقات (فجر وشفق) کو صحیح سمجھنے کے لئے کم از کم ظل مخروطی اور اس کے متعلقہ فنی تفصیلات کا جاننا ضروری ہے۔آگے متصل دوسرے حاشئے پر لکھتے ہیں:

اعلم ان هذا الباب من ابواب هذا الكتاب مما يحتاج اليه فى الشريعة المطهرة لمعرفة وقت صلوٰةالصبح ابتدائها و انتهائهاولمعرفة ابتداء وقت الصوم ولانتهاء وقت صلوٰة المغرب ولابتداء وقت صلوٰة للعشاء فينبغى ان يهتم بهٰذاالباب جداً ـ...

. ...... .......................(بیست باب ص ۱۶ حاشیہ نمبر ۳)

''خبردار یہ باب کتاب کے ان ابواب میں سے ہے جسے شریعت مطہرہ میں بہت ضرورت پڑتی ہے مثلاً صبح صادق کی ابتداء اور انتہاء کی معرفت اور اسی طرح اختتام سحری کی پہچان اور نماز مغرب کا آخر وقت نماز عشاء کی ابتداء۔پس ضروری ہے کہ اس باب (کے سمجھنے) میں بہت زیادہ اہتمام کیا

جائے۔"

اس عبارت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتاب مذکور (یعنی بیست باب) کے مضامین کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ پر کچھ لکھنے کے لئے شرعی ذمہ داری کا کتنا احساس ہونا چاہیے؟ کیا یہ اتنا بھی تقاضا نہیں کرتا؟ کہ محشی علیہ الرحمۃ خود کتاب کے پڑھنے والوں کو اوقات نماز کے حوالے سے احتیاط وحزم کی تاکید کر رہے ہیں اور خود اہل علم و ماہر فن ہونے کے باوجود کتاب کے متن میں صبح صادق سے کاذب بنا ڈالا؟ وہ اتنی موٹی بات کی سمجھ کے بھی اہل نہیں تھے؟ اب آتے ہیں کہ محشی علیہ الرحمۃ کیا کہتے ہیں: حاشیہ نمبر ۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

(۱) : انہ قد علم بالتجربۃان اول الصبح الکاذب انما یکون اذا کان انحطاط الشمس من الافق الشرقی ثمانیۃ عشر جزء ---الیٰ ان قال ---واذا عرفت ھذا فاتضح لك ما قال المصنفؒ وقس علیٰ ذالك حال الشفق لانہ قد علم بالتجربۃ ایضاً ان آخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس من الافق الغربی ثمانیۃ عشر جزء۔....................... (بیست باب ص۱۶ حاشیہ نمبر۱)

ترجمہ: تجربہ سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچی ہے کہ جب سورج ۱۸ درجے زیر افق چلا جاتا ہے تو اس وقت صبح کاذب طلوع ہوتی ہے...الیٰ ان قال...اور جب آپ یہ حقیقت سمجھ گئے تو اب مصنف (محقق طوسی) کی بات تجھے واضح ہونا چاہیے اور اسی فجر پر شفق کی حالت بھی قیاس کیجئے ،

کیونکہ یہ حقیقت بھی تجربات سے کھل کر سامنے آچکی ہے کہ آخر (مستطیل) شفق کے درجات بھی ۱۸ درجے ہیں۔

(۲) اقول قد علمت من بیان المصنف فی ھذا الباب ان المقدار الفاصل بین طلوع الصبح الکاذب و طلوع الشمس ۱۸ درجة ـــــالیٰ ان قال ــــــواما الصبح الصادق فیکون بعید ذالک ،، فالعجب من بعض الطلباء بل بعض العلماء انھم یؤذنون للصبح قبل طلوع الشمس ساعةٍ و نصف ساعةٍ بل ساعتین مع ان الفقھاء قالوا ان اذن المؤذن قبل الوقت یجب اعادته فاعلم بذالک ۱۲ .............. (بیست باب محقق طوسی، ص:۱۶ حاشیہ ۳)

ترجمہ :اس (فجر و شفق کے) باب میں مصنف (محقق طوسی) کی بات جو میں سمجھا ہوں، وہ یہ ہے کہ صبح کاذب اور طلوع الشّمس کے درمیان وقفہ کی مقدار ۱۸ درجے ہیں ـ ـ ـ جب کہ صبح صادق اس (۱۸ درجے) کے بعد طلوع ہوتی ہے۔لہٰذا بعض طلباء بلکہ بعض علماء پر بھی تعجب ہوتا ہے کہ صبح کی اذان طلوع الشّمس سے ڈیڑھ گھنٹے بلکہ دو گھنٹے پہلے دینا شروع کر دیتے ہیں ۔حالانکہ فقہاء کرام نے یہ بات واضح کر کے لکھی ہے کہ قبل الوقت اذان کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔

(۳)....بیست باب کی ایک اور شرح میں علامہ عبدالباقی الکتوازیؒ تحریر فرماتے ہیں:

اذا صارت الشمس قریبة من الافق بقدر ثمانیة عشر جزءاً

(الیٰ)یری البیاض الطویل فی جانب المشرق وھو یسمی بالصبح الکاذب کان کون الافق بعده مظلماً یکذب کونه نور الشس والمنتشر فی الافق بعده بزمان یسمی بالصبح الصادق لکونه اصدق ظھوراٍ من الاول قیل ابتداء ه حین انحطاط الشمس خمسة عشر جزء ا ................( **تحفۃ اولی الاباب شرح بیست باب للعلامہ عبدالباقی الکتوزی، بحوالہ احسن الفتاویٰ، ج ۲،ص ۱۶۵)**

ترجمہ: جب سورج افق کے ۱۸ درجے قریب آجاتا ہے ----تو افق شرقی میں ایک طویل بیاض ظاہر ہوجاتی ہے، اور یہی صبح کاذب ہے۔اس کے بعد افق پر اندھیرا آکر اس بات کی تکذیب کردیتا ہے کہ یہ سورج کی روشنی تھی۔ پھر اس کے تھوڑی دیر بعد افق میں بیاض منتشر ظاہر ہونا شروع ہوجاتا ہے اس حال میں کہ یہ پہلی کی بنسبت ظہور میں زیادہ صادق ہوتی ہے ۔کہا گیا ہے کہ اس کی ابتداء ۱۵ درجے پر ہوتی ہے۔

آپ نے اس سے پہلے محترم مؤلف (مفتی رضوان صاحب) کی طرف سے ''مطلق فجر'' جیسے جدید قاعدے کی بنیاد پر محقق طوسی کا مسئلہ فجر وشفق کو صبح صادق پر حمل کرنا بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔اوراب مذکورۃ الصدر عبارات میں محشی علیہ الرحمۃ کی طرف سے اوقاتِ صلوٰۃ کے بارے نہایت احتیاط وحزم کو مدنظر رکھ کر محقق طوسی کی عبارت کی توضیح وتشریح بھی ملاحظہ فرمایا۔اب کس کی بات قبول کرنے کی اہلیت رکھتی ہے؟ کیا مؤلف صاحب کی جن کے پاس ماسوائے ''مطلق فجر'' جیسے قاعدے کے اور کوئی شئے نہیں، یا ان محققین

بزرگوں کی جنہوں نے اس کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر کے اس فن میں مقتداء بن گئے تھے؟ جواب ظاہر ہے کہ متقدمین علماء دین و ماہرین فن کی سوچ و سمجھ آج کے علماء کی بنسبت کافی بلند ہے جب کہ آج کی اکثریت ،فن کے ذوق رکھنے والے مغرب کے اہل فن کے تجربات اور اقوال کے محض ناقل ہیں۔لہٰذا مذکورہ بالا شواہد وحقائق کو مدنظر رکھ کر ہم وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ محقق طوسی کے نزدیک ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی فجر''اول فجر'' کی حیثیت سے صبح کاذب ہی ہے جسے جمہوری نقشے کی تائید میں نقل کر کے علمی خیانت کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

## (۲) شرح چغمینی کا حوالہ:

شرح الچغمینی میں صفحہ نمبر۱۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

”وقد عرف بالتجربة ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذاکان انحطاط الشمس ثمانیة عشر جزء .ففی بلد یکون عرضه اقل من تمام المیل بثمانیة عشر جزءاً یتصل الشفق بالصبح الکاذب اذا کانت الشمس فی المنقلب الصیفی..........
.....................(شرح چغمینی ص۱۲۲،مکتبہ اسلامیہ،کوئٹہ)

ترجمہ: اور تحقیقاً تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اول صبح اور آخر شفق اس وقت ہوتے ہیں جب آفتاب ۱۸ درجے افق سے نیچے ہو۔پس جس شہر کا عرض بلد تمام المیل سے ۱۸ درجے کم ہوگا (جو کہ ۴۸ عرض البلد بنتا ہے) وہاں انقلاب صیفی (۲۲ جون) کے وقت شفق صبح کاذب سے مل جائے گی۔

اتنی صریح عبارت نقل کرنے کے باوجود مؤلف کتاب مذکور (مفتی رضوان) لکھتے ہیں:

''اس عبارت میں اول صبح صادق کی ابتداء اور آخر شفقِ ابیض کی انتہاء مراد ہے''

## موصوف کا استدلال:

آگے شرح چغمینی کی عبارت ومن جملة تلك الاشياء المنفردة الكلام فى معرفة الليل و النهار... الخ سے استشہاد کر کے محترم موصوف لکھتے ہیں کہ:

''شارح چغمینی نہار ولیل اور فجر وعشاء کا وقت بتانا چاہتے ہیں، اور شریعت کی نظر بلکہ فلکی قانون میں بھی نہار کا آغاز صبح صادق سے ہوتا ہے، نہ کہ کاذب سے'' (صبح صاق اور وقت عشاء کی تحقیق، مفتی رضوان، صفحہ نمبر ۱۵۱)

ہماری گزارش یہ ہے کہ مفتی صاحب نے شرح چغمینی کی اصل عبارت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ یا جان بوجھ کر قطع وبرید کا ارتکاب کیا ہے۔ کہ عبارت تو آخر سے صرف وہی کاٹ کر نقل کر دی جسے دن کی پہلی روشنی (ایک خود ساختہ قاعدہ) کی بنیاد پر صبح صادق سمجھا سکے، چاہے عبارت کا سیاق وسباق کچھ بتا رہا ہو لیکن ظاہری الفاظ ایسے ضرور ہوں جن کی مدد سے اپنے خاص استدلال کے ذریعے صبح صادق نکالی جا سکے۔ بس پوری عبارت کا تو حصہ آخری کاٹا، مگر اس کا رشتہ بہت دور جا کر ''لیل ونہار'' کی بالکل ابتدائی بحث سے ملایا، جس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

ہم محترم مفتی صاحب پر حسن ظن کر کے یہ کہیں گے کہ انہیں مغالطہ لگا ہے، ورنہ جان بوجھ کر ایسی حرکت تحقیق کے میدان میں بہت بڑا جرم کہلاتا ہے۔ کیونکہ بحث

کی بالکل ابتداء میں صاحب شرح چغمینی نے تو اس پوری بحث کا تعارف کرانا ہے جس کے لئے یہ فصل بنائی گئی ہے۔ چونکہ یہ بحث لیل ونہار کی معرفت کے لئے وضع کی گئی تھی ،تو لامحالہ مصنفؒ نے یہی لکھنا ہے کہ:و من جملة تلك الاشياء المنفردة الكلام فی معرفة الليل و النهار مگر یہ اصول کہاں سے دریافت ہوا کہ کسی موضوع پر تفصیلی عبارت میں ہر لفظ اور ہر جملے سے وہی عنوان ہی مراد لیا جائے گا؟ بلکہ طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ لکھنے والا کسی عنوان کے تحت ان تمام امور کو زیر بحث لاتا ہے جو موضوع کے ساتھ نفیاً یا اثباتاً متعلق ہوں، کسی کی نفی کریگا کسی کا اثبات کرے گا کوئی فرضی طور پر ثابت کریگا ،کسی کا مستقل اثبات پیش نظر ہوگا،مگر اصل اور فیصلہ کن بات وہ ہوگی جسے مصنف خود عنوان کے مطابق قرار دے یا عبارت سے منطقی استدلال کے نتیجے میں واضح طور پر ثابت ہو جائے۔

موصوف نے شرح چغمینی کی عبارت کا عنوان ''... الكلام فی معرفة الليل و النهار...'' نقل کر کے اس سے بغیر کسی تشریح کے صبح صادق ہی مراد لے کر بہت جلدی کا مظاہرہ فرمایا ہے۔حالانکہ شرح چغمینی کی عبارت کو صحیح سمجھنے کے لئے مفتی صاحب کو چاہئے تھا کہ اصل بحث ''سورج کے تحت الارض بجانب افق شرقی حرکت اور اس کے نتیجے میں ظل مخروطی کی بجانب غربی حرکت'' سے مطالعہ کرتے ،جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

فان كانت الشمس تحت الارض قريبة من الافق كان مخروط الظل مائلاً عن سمت الرأس الیٰ مقابلة الشمس و سطحه الذی

فی جهتها مائل الينا وكان الهواء المستضىء بضياء الشمس لكثافته الحاصلة بسب المجاورة للارض والماء يعنى الهواء المستضىء من كرة البخار فان الهواء الذى فوقها لاتقبل الاستضاء للطافته قريباً منا فيظهر فى الافق بل فوقه النور فالبياض المستطيل المستدق الظاهر فوق الارض اولاً يسمى بالصبح الكاذب كان لون الافق بعده مظلماً يكذب كونه نور الشمس والمستطير المنبسط فى الافق بعده بزمان يسمى بالصبح الصادق لكونه اصدق ظهوراً من الاول قال عليه الصلوٰة والسلام لايغرنكم المستطيل فكلوا واشربوا حتى يطلع الفجر المستطير، "وقد عرف بالتجربة ان اول الصبح وآخر الشفق انما يكون اذاكان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزء .ففى بلد يكون عرضه اقل من تمام الميل بثمانية عشر جزءاً يتصل الشفق بالصبح الكاذب اذا كانت الشمس فى المنقلب الصيفى..............

.....................(شرح چغمینی ص۱۲۲، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

ترجمہ: اگر سورج تحت الارض افق شرقی کے قریب ہو تو اس کے مقابل میں ظل مخروطی سورج کے مقابلے میں سمت الرأس سے مائل بسمت غرب ہوگا، جبکہ بسمت شمس اس کی سطح ہماری طرف ہوگی۔ (زمین کے اردگرد ایک ہوائی کرہ ہوتا ہے جس میں کسی حد تک نمی بھی پائی جاتی ہے، اور یہی کرۃ البخار کہا

جاتا ہے، علاوہ ازیں جو حصہ سطح زمین کے جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی وہ حصہ) قربت زمین اور نمی کی وجہ سے کثیف ہوتا ہے، چنانچہ یہ حصہ سورج کی روشنی کا اثر قبول کرکے روشن ہوتا ہے اور جو حصہ اس کے اوپر ہوتا ہے وہ سورج کی روشنی کا اثر قبول نہ کرنے کی وجہ سے غیر روشن رہتا ہے۔پس افق بلکہ اس کے اوپر ایک روشنی ظاہر ہوجاتی ہے پس زمین کے اوپر جو بیاض مستطیل اول ظاہر ہوتا ہے وہی صبح کاذب کہلاتا ہے۔اس کے بعد افق پر اندھیرا آجاتا ہے گویا کہ اس اندھیرے نے سورج کی روشنی کی تکذیب کردی۔اس کے بعد (فوراً) افق پر بیاض مستطیر ظاہر ہونا شروع ہوجاتا ہے ،جو کہ اول صبح کی بنسبت اپنے ظہور میں زیادہ صادق ہوتا ہے اور اسے صبح صادق کہا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے تم لوگوں کو بیاض مستطیل دھوکے میں نہ ڈالے ،پس کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ بیاض مستطیر طلوع ہوجائے ۔اور تحقیقاً تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اول صبح اور آخر شفق اس وقت ہو تے ہیں جب آفتاب ۱۸ درجے افق سے نیچے ہو۔پس جس شہر کا عرض بلد تمام المیل سے ۱۸ درجے کم ہوگا (جو کہ ۴۸ عرض البلد بنتا ہے) وہاں انقلاب صیفی (۲۲ جون) کے وقت شفق صبح کاذب سے مل جائے گی۔

محترم قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ اتنی واضح بیان کے باوجود محترم مفتی صاحب نے عبارت بالا کی آخری چار سطریں (’ وقد عرف بالتجر بة ان او ل الصبح الخ) نقل کر کے لکھا ہے کہ :

''اس عبارت میں اول صبح صادق کی ابتداء اور آخر شفق ابیض کی انتہاء مراد ہے''

حالانکہ عربی عبارت اور ترجمے میں خط کشیدہ الفاظ کو مدنظر رکھ کر ایک معمولی عربی دان آدمی بھی نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ شروع بحث سے ظل مخروطی کے نتیجے میں ''اول بیاض' ' کے وجود کا ذکر کیا گیا پھر اسی کو صبح کاذب قرار دے دیا۔اس کے بعد صبح صادق کو صبح کاذب کے ساتھ موازنہ کے طور پر پیش کیا گیا،اس میں صبح کاذب کو ''اول صبح'' کے ساتھ تعبیر کیا گیا۔ان دونوں کے تذکرے کے بعد صبح کاذب کے درجات بیان کئے،مگر صبح کاذب کی تعبیر وہی بحال رکھی یعنی ''اول صبـــــــــــح'' فرمایا

''وقد عرف بالتجر بة ان او ل الصبح....... الخ''

اب فرمایئے کہ اس پوری عبارت کو پڑھ کر اس بات میں کیا اشکال باقی رہتا ہے کہ''اول صبح ''سے مراد صبح کاذب ہے؟ پھر اتنی صراحت کے ساتھ متن کتاب میں موجود ہونے کے باوجود کیوں''اول صبح'' کو صبح کاذب کی بجائے صبح صادق قرار دیا جارہا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ شرح چغمینی کے محشی علیہ الرحمۃ نے یہی بات تحریر فرمائی ہے جو اس ناچیز نے ابھی بتادی۔ملاحظہ ہو:

ثمانية عشر جزءً هذا هو المشهور ووقع فى بعض كتب ابى ريحان انه سبعة عشرجزء وقيل انه تسعة عشر جز وهذا فى ابتداء الصبح الكاذب................(حاشیہ ۹ شرح چغمینی ص۱۲۲)

ترجمہ : ۱۸ درجے والی بات مشہور ہے،اگرچہ ابی ریحان کی بعض کتب

میں یہ مقدار ۱۷ بھی منقول ہے اور کسی نے تو ۱۹ درجے والے قول بھی لیا ہے۔اور یہ صبح کاذب کی ابتداء سے متعلق ہے۔

کیا اب بھی اس بات کے ابطال میں کوئی شبہ باقی رہتا ہے کہ شرح چغمینی میں اول صبح سے مراد صبح صادق ہے؟ محشی علیہ الرحمۃ نے کچھ اختلاف کا ذکر کر کے ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی کو صبح کاذب، مشہور قول قرار دے دیا۔ جو لوگ محقق طوسی اور شارح چغمینی کی طرف ۱۸ درجے پر صبح صادق منسوب کرتے ہیں وہ حقائق کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں یا وہ حضرات ان مسائل کو سمجھنے کے لئے ضروری استعدا سے محروم ہیں۔

(۳) علامہ آلوسیؒ کا حوالہ:

''جمہوری نقشے'' پر ایک حوالہ علامہ آلوسیؒ کا درج کیا گیا ہے۔اس کا جواب ملاحظہ کرنے سے پہلے تمہیدی طور پر یہ سمجھ لیجئے گا کہ ہمیں اس بات سے انکار نہیں ہے کہ علامہ آلوسیؒ نے صبح کو ۱۸ درجے پر نہیں بتایا ہے، اور نہ ہم دوسرے ماہرین فن کی طرف سے صبح کے ۱۸ درجے کی نفی کر رہے ہیں۔ ہم شروع سے جس بات کو لئے ہوئے ہیں اور ہماری نزاع کا بنیادی اور مرکزی نقطہ جو ہے وہ یہ ہے کہ ماہرین فن نے ۱۸ درجے پر جس ''اول صبح'' کا تذکرہ کیا ہے اس سے مراد صبح صادق نہیں بلکہ صبح کاذب ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر بزرگوں نے ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے ولی روشنی کو ''اول فجر'' لکھتے ہوئے اس کے ساتھ واضح طور پر ''کاذب'' کی تصریح فرمائی ہے۔ جو کہ ایک دیانت دار

آدمی کے لئے اسے ''فجر کاذب'' قرار دینے کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے۔اس کی مثال میں متقدمین فلکیین جیسے محقق طوسی اور شارح چغمینی کے حوالے پہلے گزر چکے ہیں ۔اسی طرح ابوریحان البیرونیؒ ،صاحب التصریح وغیرہ نے بھی اول صبح کو کاذب قرار دیا ہے ۔لہٰذا ہمارا اصل دعویٰ یہ ہے کہ جہاں محققین کے کلام میں صبح کاذب وصادق کی بحث چل رہی ہو وہاں صبح کا مطلق حکم ''کاذب صبح'' کو شامل ہوگا۔اسی تمہیدی گفتگو کے بعداب ذیل میں علامہ آلوسیؒ کے حوالے کی وضاحت ملاحظہ ہو:

جمہوری نقشے کے مرتبین نے جس کتاب سے علامہ آلوسیؒ کا حوالہ نقل کیا ہے ،اس کتاب میں مصنف نے جہاں علامہ آلوسیؒ کے حوالے سے " والصبح اذا تنفس " کی تفسیر میں ۱۸ درجے پر صبح صادق قرار دینے والی عبارت تحریر کی ہے ۔وہاں علامہ آلوسیؒ نے بالکل متصل مندرجہ ذیل عبارت بھی درج فرمائی ہے:

و کلام بعض الاجلة یشعر بانه فیها اشارة الی الکاذب حیث قال یؤخذ من تسمیة الفجر الاول عارضاً للثانی انه یعرض للشعاع الناشی انحباس قرب ظهوره کما یشعر به التنفس فی قوله تعالیٰ ﴿والصبح اذا تنفس﴾ فعند ذالك الانحباس یتنفس منه شیء من شبه کوة والمشاهد فی المنحبس اذا خرج بعضه دفعة ان یکون اوله اکثر من آخره ویعلم من ذالك سبب طول العمود واضاءه اعلاه ..........(روح المعانی ،سورة التکویر ج:۳۰،ص:۵۹)

یعنی بعض جلیل القدر اکابر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿والصبح اذا تنفس﴾ میں

صبح کاذب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مصنف (مفتی رضوان) نے علامہ صاحبؒ کی جو دو عبارات نقل فرمائی ہیں، پہلی عبارت میں ”والصبح اذا تنفس “کی تفسیر صبح صادق سے کی گئی ہے، جبکہ دوسری عبارت میں ”صبح“ کو۱۸درجے پر بتلایا ہے۔ان دونوں عبارات کے درمیان متصل جو عبارت حذف کر کے مصنف نے اس کی جگہ نقطے(.....) لگائیں ہیں وہ یہی عبارت ہے، جسے ہم نے اوپر نقل کی۔

گویا کہ آخری عبارت جس میں ” صبح “ کو۱۸درجے پر بتلایا ہے، علامہؒ نے اس سے پہلے” اذاتنفس“ کی دونوں تفسیریں، اوّل صبح صادق پھر بعض اجلہ کی طرف سے صبح کاذب نقل کی ہیں۔اس کے بعد ۱۸درجے کی تصریح فرمائی ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں علامہؒ نے ” صبح “ کے ساتھ کوئی صادق کا لفظ بھی استعمال نہیں فرمایا، جس سے یہ احتمال اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے، کہ ہوسکتا ہے اس سے بنابر اختلاف دونوں اقوال واحتمالات (یعنی صبح کاذب وصادق) کی طرف اشارہ مقصود ہو۔

(هذا ما عندی والله تعالیٰ اعلم بالصواب)

شبہ: کاذب کے ساتھ جب حکم شرعی متعلق نہیں ہے تو مسلمان علماء فلکیین کو اس کے تذکرے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی پھر اس کو اتنی اہمیت دینے کی کیا وجہ بن گئی؟

ازالہ شبہ: یہ ایک مغالطہ ہے جو غور وفکر کی کمی کی بدولت ۱۸ درجے کے قائلین ، بالخصوص جمہوری نقشے کے مرتبین کے مرجع وماویٰ محترم مؤلفِ ”صبح صادق وکاذب اور

وقتِ عشاء کی تحقیق'' کے ذہن میں جگہ کر گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ صبح کاذب کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد احادیث میں یہ تنبیہ ارشاد فرمائی ہے کہ کہیں ''کاذب'' سے دھوکہ کھا کر اسے صادق نہ سمجھ لینا۔ مگر جو شبہ کیا گیا ہے یعنی ''صبح کاذب کی کثرتِ تذکرہ'' تو یہ خود جناب رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے اور وہ اس لئے کہ چونکہ یہ صبح صادق سے قبل نظر آ جاتی ہے لہٰذا اس سے دھوکے کا امکان بہت زیادہ ہے۔ تو زیادہ امکانِ خطاء ہی ''صبح کاذب کی کثرتِ تذکرہ'' کا سبب بن گیا ہے، جسے فراست نبوی نے محسوس کر کے بیان فرمایا۔

چونکہ قدیم فلکیات کے مسلمان مرتبین اکثر علماء شریعت بھی تھے، لہٰذا ان کی نظر فرامین رسول ﷺ کے اس حصے پر مرکوز تھی چنانچہ ان بزرگوں نے امت کو اسی خطرے سے بچانے کی خاطر اسی ''کاذب'' کی وضاحت ضروری سمجھ کر اپنی کتب فلکیات میں بیان کر دی۔ آپ قدیم فلکیات کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھیں تقریباً سب میں فجر کی بحث کی ابتداء صبح کاذب سے کی گئی ہے اور اسے اول فجر کہتے ہوئے آخر میں اس کے درجات ۱۸ بتلا دئے۔ مگر جب کوپرنیکس کے نظریے کے ساتھ فلکیات جدیدہ کی تشکیل ہو رہی تھی تو بدقسمتی سے اس فن کے بانی اور شارحین یورپ کے غیر مسلم سائنسدان قرار پائے۔ انہوں نے اس فن میں کتابیں لکھیں، ان کا مطمحِ نظر چونکہ ہر طرف فن ہی فن تھا اور اب بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں، تو انہوں نے محض فن کی بنیاد پر ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی پہلی روشنی کو ڈان (فجر) کہہ دیا۔ چونکہ احادیث اور قدیم فلکیین کی

تصریحات کی رو سے رات کے اندھیرے میں پہلی روشنی یہی کاذب کی نکلتی ہے صبح صادق اس کے بعد نکلتی ہے۔چنانچہ ان سائنسدانوں نے فن کے میدان میں پنی تحقیقات ومشاہدات کا ہدف اسی پہلی روشنی کو بنا دیا۔اور درجات وقواعد اسی کے مطابق کتب فلکیات میں درج کردئے۔

آپ دیکھیں جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کاذب کی صورت وکیفیت کو دیکھ کر اس سے مسلمانوں کو دھوکہ لگنے کا خطرہ محسوس فرمایا تو کیا خیال ہے آپ کا ایک غیر مسلم سائنسدان کے بارے میں جس کی نظروں میں ساری شریعت اسلامی (معاذ اللہ من ذالک) ایک غیر ضروری اور ایک پسماندہ ذہنیت کا پیداوار ہو تو اس کے دماغ میں ''اول فجر'' (جسے متقدمین علماء نے کاذب کہا تھا) کے شرعی اعتبار یا عدم اعتبار کا پایا جانا کیا ممکن ہے؟ بلکہ اس سے یہ توقع رکھنا بجائے خود ایک فضول سوچ ہے۔لہٰذا ان کی طرف سے کسی بھی کتاب (مثلاً انسائکلو پیڈیا بریٹانیکا اور انسائکلو پیڈیا امریکانا وغیرہ جیسی کتب) میں ۱۸ درجے پر صبح کہنا کسی طرح بھی کاذب سے خالی ہو کر صادق نہیں قرار دیا جا سکتا۔

پھر ان سے یا ان کی کتابوں سے یہ علم ہمارے مسلمان انجینئرز اور سائنسدانوں نے حاصل کیا جنہوں نے ان کی اتباع میں اول صبح کو دن کی ابتدائی روشنی خیال کرتے ہوئے صادق قرار دے دیا۔جس کے ہوتے ہوئے صبح کاذب کا وہ تصور ختم ہو جاتا ہے جو کہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔اور نہ پھر وہ خطرہ باقی رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے رسول

اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرمانا پڑ گیا تھا کہ اس اول فجر کا ظہور تمھیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ اگر اس بیان کے ساتھ کسی کا اتفاق نہیں تو ہمارا سوال یہ ہے کہ جب صبح کاذب شرعاً غیر معتبر تھی تو اس کی نفی کرنے یا اس سے بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ''منع کرنے'' کی بجائے'' لایغر نکم'' کے الفاظ کیوں ارشاد فرما دیئے؟

## (۱۳) مولانا روحانی بازیؒ کا حوالہ:

جمہوری نقشہ پر ایک حوالہ مولانا روحانی بازیؒ کا بھی دیا گیا ہے جس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ روحانی بازیؒ کی تحقیق کے مطابق ۱۸ درجے پر ہی صبح صادق طلوع ہوتی ہے۔ لہٰذا پرانا نقشہ (موجودہ جمہوری نقشہ) بھی درست ہے۔ ان حضرات نے چونکہ حوالجات کسی اور کتاب سے نقل کئے ہیں اور خود اصل کتب کی طرف مراجعت ہی نہیں کرسکیں۔ ذیل میں مذکورہ بالا حوالہ ملاحظہ ہو: مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ تحریر فرماتے ہیں:

> '' فجر صادق شرقی افق کے کنارے عریض اور پھیلی ہوئی روشنی کا نام ہے۔ اس کی ابتداء میں چونکہ روشنی نہایت مدہم ہوتی ہے اس لئے اس کے مبداء کا پتہ لگانا متعدد ایام تک مسلسل تجربہ و مشاہدہ کے بغیر نہایت مشکل ہے۔ فجر کی ابتداء فن ہیئت کے اصولوں کے پیش نظر اس وقت ہوتی ہے جب کہ (۱) آفتاب کا فاصلہ افق شرقی سے نیچے کی طرف ۱۸ درجے ہو عند بعض العلماء، اور یہ قول زیادہ محقق ہے۔ (۲) یا ۱۷ درجے

ہو جیسا کہ بعض ماہرین کی رائے ہے (۳) یا ۱۹ درجے ہو جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے (۴) یا ۱۵ درجے ہو جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے''...

....................... (الھیئۃ الکبریٰ لموسیٰ روحانی بازی ج۱، ص۱۳۲)

مگر اس حوالے سے استدلال مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر مخدوش ہے:

(۱)......اس میں کہاں لکھا ہے کہ روحانی بازیؒ کی تحقیق ۱۸ درجے پر صبح صادق ہے۔ آپؒ نے تو فلکیین کے چار اقوال ذکر کر دئے، ورنہ بتایا جائے آج جو حضرات ۱۸ درجے کے علمبردار ہیں کیا وہ اپنی تصنیفات میں یا نقشوں پر یہ لکھنے کو تیار ہیں کہ صبح صادق بنا بر اختلاف اقوال ماہرین فن ۱۷، ۱۹ اور ۱۵ درجے پر بھی طلوع ہوتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں پھر روحانی بازیؒ نے ایسا کیوں لکھا؟ ان سارے اقوال کے نقل کرنے کا اس کے علاوہ اور کیا مطلب لیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے محض ماہرین فن کے اقوال نقل کر دئے۔

(۲)......اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ ۱۸ درجے ان کی تحقیق ہے بلکہ انہوں نے اقوال متعددہ میں ۱۸ کو قول محقق کہا ہے۔ حالانکہ بنیادی طور پر انہوں نے ۱۸ درجے کو بھی ''بعض علماء'' کا قول قرار دیا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ۱۷ کو بعض ماہرین کا قول قرار دیا ہے، اور ۱۹ درجے کو بھی ایسا ہی ''بعض علماء'' کا قول کہا ہے جیسا کہ ۱۸ کے لئے کہا ہے۔

(۳)......علاوہ ازیں روحانی بازیؒ فلکیات جدیدہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''رصدگاہوں کی تحقیقات اور دیگر تجربات سے ثابت ہوا کہ طلوع فجر اور انتہائے غروب آفتاب کے وقت آفتاب افق سے ۱۷ درجے نیچے ہوتا ہے'' ......................................(فلکیات جدیدہ،ص۳۶۴)

اوراس سے پہلے یا بعد میں کسی قسم کا قول یا اختلاف کی طرف اشارہ نہیں فرمایا ہے۔اب بتادیا جائے کہ حضرت کے نزدیک راجح قول کونسا ہے؟

(۴)......حضرت روحانی بازی رحمہ اللہ کی اپنی مفصل تحقیق ہی کوئی نہیں موجود، اس پر حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم کی مندرجہ ذیل عبارت سے استشہاد کیا جاسکتا ہے۔

''پھر ناچیز کی درخواست پر مولانا موصوف (محمد موسیٰ روحانی بازی) رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر تین کتابیں عربی زبان میں تصنیف فرمائیں۔ ۱۔ الهيئت الصغرىٰ، ۲۔الهيئت الوسطىٰ ،۳۔ الهيئت الكبرىٰ چنانچہ وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے نصاب میں کتاب ''فلکیات جدیدہ'' کی جگہ ''الہیئت الوسطیٰ'' نے لے لی۔ لیکن ایک خلا پھر بھی باقی رہا، اور وہ یہ کہ درس نظامی کے نصاب میں علم ہیئت کی جو (قدیم) کتابیں داخل نصاب تھیں، ان میں سمت قبلہ، رؤیت ہلال اور اوقات نماز کے فنی اصول اور طریقے تفصیل سے دئے گئے تھے، جبکہ ان نئی تالیف کردہ کتابوں میں یہ مباحث نہ آسکے، ایک بار ناچیز نے حضرت مولانا روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان مباحث کو شامل کرنے کی درخواست بھی کی ، مگر موصوف کو اس کا موقع نہ مل سکا اور وہ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ

و انا الیہ راجعون“ ...............................(فہم الفلکیات۔ص۵)

(۵)......انسان خطاء کا پتلا ہے کوئی شخص جتنا بھی ماہرفن ہو جائے بہر حال ہوتا انسان ہی ہے۔ چنانچہ انہی روحانی بازیؒ نے فلکیات جدیدہ میں لاہور کا نقشہ درج کر کے دیگر شہروں کے لئے تخریج اوقات کا ایک فارمولا ”معروف و مستعمل طریقہ“ (۱) کے عنوان سے لکھا ہے کہ فی درجہ ۴ منٹ کے حساب سے لاہور سے محض طول بلد کا فرق نکال کر جمع تفریق کرنے سے اسی شہر کا ”نقشہ اوقات نماز“ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بارے میں سید شبیر احمد کا کاخیل صاحب لکھتے ہیں:

”نہیں ایسا نہیں ہوسکتا ہے، یہ فنی طور پر ایک بہت بڑی غلطی ہے اس غلطی کا علماء کرام کو پتا ہونا چاہئے۔۔۔۔۔اگر (زوال کے علاوہ) باقی اوقات میں اس فارمولے کو استعمال کیا گیا تو نتیجہ کچھ سے کچھ ہو جائے گا،۔۔۔۔۔اس لئے اس طریقے کو معروف اور مستعمل طریقہ کہنا بہت بڑی غلطی ہے۔“

........................................ (فہم الفلکیات،ص:۱۴۷ تا ۱۴۸)

قارئین نے ملاحظہ فرمایا کہ شرق وغرب میں قدیم وجدید ماہرفن شخصیت کیسی غلطی کر چکے ہیں؟ جس کی سید صاحب نے نشاندہی فرمادی۔ اب بتایا جائے کہ حضرت کی طرف سے ”الہیئت الکبریٰ“ میں چار منقول اقوال میں سے اپنی مرضی کا قول لے کر حضرت کی تائید (وہ بھی بلا تحقیق) حاصل کرنا کس اصول تحقیق کی روشنی میں جائز ہے؟ خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر ”جمہوری نقشے“ کے اوپر حضرت روحانی بازیؒ

کا حوالہ حقیقت کے بالکل خلاف اور دیانت وانصاف کے سراسر منافی ہے۔

(۴) امداد المفتین کا حوالہ: فی الحال یہ کتاب دستیاب نہ ہوسکی۔

## (۵) حضرت شاہ ولی اللہؒ کا حوالہ:

اصول تحقیق کے مطابق کسی شخص کا حوالہ نقل کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس شخص کی کتاب سے وہ چیز ثابت کی جائے۔ اسے اصول تحقیق کے رو سے ''بنیادی مصدر'' (Primery Source) کہا جاتا ہے اور محقق کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے، کہ وہ ''بنیادی مصادر'' استعمال کرے۔ اور اگر کسی کا قول کسی دوسری کتاب کے حوالے سے نقل کیا جائے تو یہ ''ثانوی مصدر'' (Secondry Source) کہا جاتا ہے، محقق بوجہ انتہائی مجبوری ہی ''ثانوی مصدر'' کو ہاتھ لگا سکتا ہے، جس کے لئے اس کے پاس معقول عذر موجود ہو۔ اور اس سے نیچے درجہ (یعنی جو حوالہ ثانوی مصدر میں بھی نہ ملے) استعمال کرنا تحقیق کے میدان میں قطعاً جائز نہیں۔ لہٰذا ''جمہوری نقشہ'' کے مرتبین کا اصولی فرض بنتا تھا کہ ''بنیادی مصدر'' استعمال کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحبؒ کی ہی کتاب سے ۱۸ درجے کی تائید حاصل کرتے۔ اگر ایسا ممکن نہیں تھا تو پھر ضروری تھا کہ ''ثانوی مصدر'' کے طور پر غیر کی کتاب سے شاہ صاحبؒ کی کسی کتاب کے حوالے سے اپنا دعویٰ ثابت کرتے۔

---

۱۔ فلکیات جدیدہ ص ۳۸۴

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جمہوری نقشہ پر شاہ ولی اللہؒ کا نام مبارک تو درج ہے مگر جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے (یعنی مظاہر حق) وہ شاہ صاحبؒ کی کتاب ہی نہیں، جسے بنیادی مصدر کے رو سے قبول کیا جائے۔ اور جب ہم مزید دیکھتے ہیں تو مظاہر حق میں موجود حوالہ ''ثانوی مصدر'' کی ضرورت بھی پوری نہیں کرسکتا کیونکہ وہاں شاہ صاحبؒ کی کسی کتاب کی عبارت حوالہ کے طور پر نہیں درج۔ جب ان دونوں ذرائع سے کوئی چیز ثابت نہ ہوسکے تو اس کے بعد کسی شخص کی طرف کسی قسم کا قول وفعل منسوب کرنا اصولی طور پر دائرہ تحقیق سے خارج ہوجاتا ہے، جس کی بنا پر اس کے ساتھ کسی دعوے کی نفی یا اثبات کا کوئی تعلق نہیں رہ جاتا۔ ذیل میں ''جمہوری نقشے'' کا حوالہ ملاحظہ ہو، کہ کس درجے میں ہے؟

> ''مظاہر حق میں ایک جدول تحریر کی گئی ہے جس کے بارے میں مظاہر حق میں تحریر ہے کہ: یہ جدول مرزا خیر اللہ منجم نے بحسب افق دار الخلافہ شاہجہاں آباد لکھی ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے پسند کی ہے''
>
> ....................(صبح صادق وکاذب اور وقت عشاء کی تحقیق، ص:۱۵۹)

آپ دیکھ رہے ہیں یہ حوالہ مصادر کے کس درجے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یہ ''بنیادی مصادر'' میں سے ہے یا اسے ''ثانوی مصدر'' قرار دیا جاسکتا ہے؟ تو پھر قارئین کے لئے اس حوالہ میں کیا ثبوت ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے واقعی ۱۸ درجے والا نقشہ پسند فرمایا ہے؟

(۷) شیخ یوسف القرضاوی

(۸) ڈاکٹر حسین کمال الدین

(۹) رابطہ عالم اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی

(۱۴) پروفیسر عبداللطیف کراچی

(۱۵) جناب سید شبیر احمد کاکاخیل

ان سب بزرگوں کے بارے میں ہماری گزارش یہ ہے کہ عصری ماہرین کے ناطے یہ حضرات ۱۸ درجے کے موقف رکھتے ہیں جو کہ قارئین ۱۵ درجے کے بالمقابل فریق ہیں لہٰذا ان حضرات کے مبنی بر ۱۸ فیصلے خود محتاج دلیل ہیں، چہ جائیکہ یہ مطلقاً حجت کی حیثیت رکھیں؟ ہماری معلومات کے مطابق ان حضرات نے جدید سائنسدانوں کی دریافت کردہ زوڈیکل لائٹ کو صبح کاذب سمجھ کر دھوکہ کھایا ہے۔ جس کے بعد ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی انہیں صبح صادق تسلیم کرنا پڑ گیا۔

**(۱۰) حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ کا حوالہ :**

جمہوری نقشہ کے مرتبین حضرات چونکہ بزرگوں کے نام ہی جمع کرتے رہتے ہیں، تو اسی بنا پر یہاں حضرتؒ کا بھی نام درج کیا ہے اور حوالہ ''البوادر النوادر'' کا پیش کیا ہے۔ حالانکہ جمہوری نقشہ (۱۸ درجے کا) کسی طرح بھی حضرت کے ذکر کردہ اوقات کے موافق نہیں ہے۔ اس حوالے پر دو قسم کی بات پیش کریں گے۔

## (۱) صبح کے اوقات میں فرق:

حضرتؒ کتاب مذکور کے صفحہ نمبر ۴۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں: ''صبح صادق اور طلوع شمس میں فرق کم سے کم بماہ فروری و مارچ دسمبر و اکتوبر ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ اور زیادہ سے زیادہ بماہ جون شروع جولائی ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ ہوتا ہے''

قارئین کے سامنے ابھی جمہوری نقشے کے اوقات پیش کیے جائیں گے دیکھا جائے کہ جمہوری نقشہ کے اوقات حضرتؒ کے اوقات کے برابر ہے یا کم و بیش ہے؟

| تاریخ | صبح صادق تا طلوع آفتاب دورانیہ | | |
|---|---|---|---|
| | حضرت تھانویؒ کے مطابق | جمہوری نقشے کے مطابق | فرق |
| یکم جنوری | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۲۹ منٹ | ۹ منٹ |
| یکم دسمبر | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۲۹ منٹ | ۹ منٹ |
| ۱۵ دسمبر | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ | ۱۰ منٹ |
| ۳۱ دسمبر | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۳۱ منٹ | ۱۱ منٹ |
| یکم فروری | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۳۴ منٹ | ۱۴ منٹ |
| یکم جون | ۱ گھنٹہ ۳۷ منٹ | ۱ گھنٹہ ۴۲ منٹ | ۵ منٹ |
| ۱۷ جون | ۱ گھنٹہ ۳۷ منٹ | ۱ گھنٹہ ۴۵ منٹ | ۸ منٹ |
| یکم جولائی | ۱ گھنٹہ ۳۷ منٹ | ۱ گھنٹہ ۴۴ منٹ | ۷ منٹ |

جموری نقشہ کے مرتبین کو پتہ ہونا چاہئے کہ ایک درجے میں ایک گھنٹے کا فرق

نہیں بنتا بلکہ ایک درجے سے تقریباً ۴ منٹ کا فرق پڑتا ہے اب جبکہ حضرت تھانویؒ کے اوقات ۵ منٹ پہلے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ۱۷ درجے زیرِ افق کے مطابق ہیں اسی طرح جب یہ اوقات ۹ منٹ پہلے آتے ہیں تو یہ ۱۶ درجے زیرِ افق کے موافق بنتا ہے اور جب وہ فرق ۱۴ منٹ تک پہنچ گیا تو یہ اوقات ۱۵ درجے کے قریب ہوگئے۔ اب اتنے بڑے فرق کے ساتھ یہ سارے اوقات ۱۸ درجے کے مطابق کیسے قرار پائے؟

## اگر دیکھا جائے؟

تو دسمبر جنوری اور فروری کے مہینوں میں ۱۵ درجے والے نقشے کے ساتھ حضرت تھانویؒ کے اوقات کا فرق جمہوری نقشے کی بنسبت کم بنتا ہے، ملاحظہ ہو:

| تاریخ | صبح صادق تا طلوع آفتاب دورانیہ | | دونوں میں فرق |
|---|---|---|---|
| | حضرت تھانویؒ کے مطابق | شرعی نقشے ۱۵ کے مطابق | |
| یکم جنوری | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۱۴ منٹ | ۶ منٹ |
| ۱۵ جنوری | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۱۳ منٹ | ۷ منٹ |
| یکم دسمبر | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۱۲ منٹ | ۸ منٹ |
| ۳۱ دسمبر | ۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ | ۱ گھنٹہ ۱۵ منٹ | ۵ منٹ |

ہم حضرتؒ کے درج کردہ وقت اپنی تائید میں نہیں پیش کررہے ہیں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت کے اوقات کے ساتھ ۱۵ درجے والے نقشے سے زیادہ ۱۸ درجے کے نقشے کا فرق آرہا ہے تو پھر حضرتؒ کا حوالہ جمہوری نقشے کے مرتبین اپنی تائید میں کیسے پیش

کر رہے ہیں؟

## (۲) عصر کے اوقات میں فرق:

حضرت تھانویؒ نے مثلین کا وقات معلوم کرنے کے لئے ایک کلیہ قاعدہ ذکر فرمایا ہے آیئے دیکھتے ہیں کہ جمہوری نقشے کے اوقاتِ عصر حضرت تھانویؒ کے قاعدہ کے کتنے موافق ہیں۔ حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اس فصل کا ایک قاعدہ کلیہ بھی ہے، وہ یہ ہے کہ طلوع شمس سے غروب تک جو مدت ہو اس کا ساتواں حصہ جب باقی رہے گا مثل دوم ہو جائے گا۔ اور اس میں پانچ منٹ تاخیر کر لی جائے تو کسی موسم میں غلطی نہ ہوگی'' (اا البوادالنوادر ص ۴۳۱)

| تاریخ | طلوع آفتاب تا غروب آفتاب کل دورانیہ | تقسیم ۷ عصر کا وقت | جمہوری نقشے کا وقت عصر | حضرت تھانویؒ کا وقت بعد میں |
|---|---|---|---|---|
| یکم جنوری | ۱۰ گھنٹے یا ۶۰۰ منٹ | ۳:۵۸ بجے | ۳:۳۵ بجے | ۲۳ منٹ |
| ۳۱ جنوری | ۱۰ گھنٹے ۲۹ منٹ | ۴:۱۰ بجے | ۴:۲ بجے | ۸ منٹ |
| ۱۵ فروری | ۱۱ گھنٹے | ۴:۲۵ بجے | ۴:۱۶ بجے | ۹ منٹ |

### حقیقت کیا ہے؟

اب سوال یہ ہوگا کہ کیا حضرت تھانویؒ نے غلط اوقات بتلا دئے ہیں؟ جواباً عرض ہے کہ حضرت نے اوقات غلط نہیں تحریر فرمائیں۔ بلکہ ہمارا یہ رویہ غلط ہوگا اگر ہم حضرت کے اوقات کو اپنے نقشے کی تائید میں پیش کریں کیونکہ یہ بات سائنسی حقائق کے

خلاف ہے کہ تین چار مہینوں کے اوقات بالکل ایک ہوں جیسا کہ جنوری فروری مارچ اور دسمبر کے (ان سب ) مہینوں میں صبح صادق کا وقت ایک گھنٹہ اور ۲۰ منٹ ہو، اس بات پر کوئی شخص عمل کر کے اوقات کا مستقل نقشہ نہیں بنا سکتا۔ لہٰذا حضرت کے اوقات سے کسی بھی نقشے والے کے لئے استدلال درست نہیں ہوگا۔ ہاں حضرتؒ کے اوقات کی یہ توجیہ ممکن ہے کہ صبح کا وقت زیادہ بیان فرما کر روزوں کی حفاظت کو یقینی بنا دیا اور اسی طرح بالعکس غروب شفق کے لئے زیادہ وقت بتلا کر وقت عشاء کے دخول کو یقینی بنا دیا۔ اسی طرح عصر کے فارمولے سے بھی جو اوقات معلوم ہوتے ہیں تو جدید نقشوں کے اوقات سے بعد ہیں اس سے بھی یہی حقیقت ظاہر ہوگئی کہ اس سے عصر کا وقت یقینی طور پر داخل ہو جاتا ہے۔ دیکھا جائے تو حضرتؒ کے قاعدے کے مطابق ۱۵ درجے کے اوقات چونکہ ۱۸ درجے کے بعد کے ہیں لہٰذا نماز فجر کے لئے ۱۵ درجے پر ہی عمل درست ہوسکتا ہے نہ کہ ۱۸ درجے پر۔

| تاریخ | ۱۵ درجے کا وقتِ صبح | جمہوری نقشے میں صبح صادق کا وقت | ۱۵ درجے کا وقت کا وقت بعد میں |
|---|---|---|---|
| یکم جنوری | ۶:۰۲ | ۵:۴۷ | ۱۵ منٹ |
| ۳۱ جنوری | ۵:۵۷ | ۵:۴۳ | ۱۴ منٹ |
| ۱۵ فروری | ۵:۴۵ | ۵:۳۲ | ۱۳ منٹ |

آپ حضرت تھانویؒ کے قاعدے کی بنیاد پر پچھلے صفحے میں عصر کے اوقات ملاحظہ

فرمائیں اور یہاں ۱۵ درجے کے اوقات کا فرق دیکھیں کیا دونوں اوقات جمہوری نقشے کے اوقات کے بعد نہیں ہیں؟ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل واقعہ سے مذکورہ بالا توجیہ سمجھ میں آجائے گی۔

**مفتی دیوبند حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ:**

**سوال:** پاکستان سے ایک تحقیق بسلسلہ وقت فجر عشاء شائع ہوئی ہے کہ صبح صادق کا وقت جو جنتریوں میں چھپتا ہے وہ صحیح نہیں ہے رمضان شریف میں اس وقت کے لحاظ سے نماز فجر قبل طلوع صبح صادق ہو جاتی ہے، جبکہ متصل ختم وقت پر سحر پڑھی جاوے، دریافت طلب یہ ہے کہ یہ تحقیق آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں اگر کوئی شخص نماز فجر متصل وقتِ سحر پر پڑھے، وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً**

مجھے فلکیات میں درک نہیں ہے ایک دفعہ مدرسہ کی جانب سے افطار و سحر سے متعلق جنتری کا مرتب کرنا میرے سپرد کیا گیا تھا اس لئے صبح صادق، طلوع یا زوال، مثلین یا غروب شمس۔ غروب شفق کی تحقیق و تفشیش کے لئے متعدد جنتریوں کو سامنے رکھا، دوربین سے دیکھا، دھوپ گھڑی سے کام لیا، قطب نما و قبلہ نما سے مدد لی۔ ایک ہی مقام سے متعلق 1 سے لے کر 18 منٹ تک فرق نکلا تقریباً دو ہفتے تک کوشش کر کے معذرت کر دی تھی کہ یہ کام میرے بس کا نہیں ایک ضلع کے ایک قصبہ میں ایک وقت سحری کھائی جا رہی ہے اور

اسی وقت دوسرے قصبہ میں نماز فجر ادا کی جارہی ہے اب یا تو ایک قصبہ
والوں کے روزے غلط، تا دور قصبہ والوں کی نماز فجر غلط، جنتری اور نقشہ
دونوں کے پاس موجود، گھڑی دونوں تار سے ملاتے ہیں اور بعض نصف
النہار سے بھی ملاتے ہیں اور جنتری کو تصدیق علماء کا شرف بھی حاصل
ہے۔ اگر سحری صبح کے وقت مشتہر سے قبل ختم کردی جائے اور نماز فجر
اسفار میں ادا کی جائے جو کہ اصل مذہب ہے تو کوئی خدشہ نہ رہے یا اسفار
میں نہ ہو تو کم از کم اتنا لحاظ تو کرلیا جائے کہ یہ خدشہ دفعہ ہو کر نماز بالتعیین صحیح
وقت پر ادا ہو۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ محمودیہ، ج:۵۔ صفحہ نمبر ۳۶۱\۳۶ ناشر جامعہ فاروقیہ کراچی)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اُس وقت جو اختلاف نقشوں میں موجود تھا وہ کس بنیاد پر تھا؟ کیا ۱۸، ۱۵ کے علاوہ اور اختلافات بھی تھے جس کی وجہ سے یہ فرق اتنا بڑھ گیا تھا، علاوہ ازیں مفتی صاحب رحمہ اللہ کے بیان سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اس وقت جو نقشے رائج تھے یا بعض علماء کرام کی طرف سے جو قواعد کے طور پر اوقات کی مقدار منقول تھی وہ کسی خاص اصول و بنیاد پر مبنی نہیں تھے ورنہ یہ اختلافی صورت ایک یا دو میں محصور ہو جاتی ۔اور مفتی صاحب یہ نہ تحریر فرماتے ''ایک ہی مقام سے متعلق 1 سے لے کر 18 منٹ تک فرق نکلا'' لہٰذا معلوم ہوا کہ اُس وقت ان بزرگوں کے اوقات سے کسی خاص نقشے کے لئے استدلال درست نہیں ہاں نقشہ نہ ہونے کی صورت میں ایک وقت کو تاخیر سے داخل سمجھنا یا بصورتِ اختلاف دونوں میں جو بعد مؤخر ہو اس پر عمل کرنا بنا بر احتیاط زیادہ صحیح

ہوگا۔جیسا کہ ۱۵ درجے والے نقشے میں صبح کا وقت مؤخر ہے بنسبت ۱۸ کے۔

**لطیفہ** : دیوبند کے مذکورہ بالا فتوے سے جمہوری نقشے والوں کا یہ دعویٰ بھی باطل ہوگیا کہ ۱۸ درجے پر عمل متواتر اور تمام اکابر دیوبند کا متفق علیہ ہے۔جمہوری نقشہ کے مرتبین جواب ارشاد فرمائیں کہ آپ سمیت راولپنڈی کے محقق اعظم کا یہ دعویٰ کہاں تک درست ہے کہ ۱۸ درجے پر عمل دور صحابہ۔تابعین،ائمہ مجتہدین حتیٰ کہ دیوبند،سہارنپور اور تھانہ بھون تک اکابر امت کا اس پر اجماع چلا آرہا ہے؟محترم کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

> ’’دیوبند،سہارنپور،تھانہ بھون،دہلی اور دیگر بے شمار ثقات کے علمی مراکز کی طرف سے جو ۱۸ ڈگری کے مطابق نقشے متواتر و متوارث چلے آرہے ہیں، اوران کو اسلام کی ابتدائی صدیوں سے لے کر اب تک فلکیات کے قاعدے سے بھی تائید حاصل ہے‘‘.......................... (کشف الغطاء،ص:۱۶۲)

**(۱۱) امداد الاحکام کا حوالہ:**

جمہوری نقشے پر ’’امداد الاحکام‘‘ کا جو حوالہ درج ہے وہ دراصل ایک سائل کا مشاہدہ اور پھر اس کے جواب میں حضرت تھانویؒ کی مشاورت سے مفتی عبدالکریم صاحب کی تحریر ہے، جسے ’’صبح صادق و کاذب اور وقت عشاء کی تحقیق‘‘ کے مؤلف نے اپنی تالیف میں نقل کی ہے۔اور بتایا ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک بھی صبح صادق ۱۸ درجے زیر افق ہوتی تھی۔ہم اس حوالے سے گفتگو کرنے سے پہلے امداد الاحکام کا مکمل سوال و

جواب نقل کرتے ہیں، اس لئے کہ مؤلف نے اپنے حوالے میں اُس عبارت کو خذف کیا ہے جس سے سائل اور مجیب کا مدعا واضح ہوتا ہے۔

''سوال: علامات مشہورہ صبح کاذب وصادق کی یعنی بیاض مستطیل ومستطیر معلوم ہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ موسم موجودہ زمانہ سرما میں بیاض مستطیل صبح کاذب کی کس وقت ظاہر ہوکر غائب ہوتی ہے، اورابتداء بیاض مستطیل صبح صادق کی کتنے بجے پر ظاہر ہوتی ہے، گھڑیال کے حساب اور انداز سے ارشاد فرمائیں، زید وعمر وعلامات مذکورہ کی شناخت سے عاجز ہیں بلکہ اکثر مسلمان اس جان بے علمی کی وجہ سے صبح صادق میں سحری کیا کرتے ہیں، آپ ہی کے فیصلہ پر اتفاق چاہتے ہیں؟

**الجواب؛** قال فی شرح الچغمینی وقد عرف بالتجربة ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس ثمانیة عشر جزء اه قال المحشی ۔ھذا ھو المشھور ووقع فی بعض کتب ابی ریحان انه سبعة عشرجزء وقیل انه تسعة عشر جزء وھذا فی ابتداء الصبح الکاذب واما فی ابتداء الصبح الصادق فقد قیل لان انحطاط الشمس حینئذٍ خمسة عشرجزء ا اہ وذکر فی رد المحتار ان التفاوت بین الفجرین وکذا بین الشفقین الاحمر والابیض انما ھو بثلث درج اہ ـــــــ **ان عبارات سے معلوم ہوا** کہ صبح صادق طلوع آفتاب سے ۱۸ درجے پہلے ہوتی ہے، جس کی مقدار

گھنٹوں کے حساب سے ایک گھنٹہ ۱۵ منٹ ہوتی ہے، اور صبح کاذب وصادق میں تین درجے کا تفاوت ہے، یعنی صبح کاذب صبح صادق سے ۱۲ منٹ پہلے ہوتی ہے۔ الخ ........................... (امداد الاحکام ج۱ ص: ۴۰۱)

آپ سوال پڑھے، تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے سوال میں درحقیقت خط کشیدہ عبارت ہی اصل سوال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس میں صرف صبح کاذب کے بارے میں پوچھا گیا ہے، جو کہ سائل کی عبارت:

(''دریافت طلب یہ امر ہے کہ موسم موجودہ زمانہ سرما میں بیاض مستطیل صبح کاذب کی کس وقت ظاہر ہو کر غائب ہوتی ہے، اور ابتداء بیاض مستطیل صبح صادق کی کتنے بجے پر ظاہر ہوتی ہے'') سے بالکل واضح ہے، آگے پھر صرف صبح کاذب کی ابتداء اور پھر کاذب سے صادق کی ظہور تک کی تفاوت کے بارے میں پوچھا ہے۔ صبح صادق کے بارے میں سائل نے استفتاء ہی نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوال مذکورہ کے جواب میں بزرگوں نے ان سب عبارات کو ذکر فرمایا جن میں صبح کاذب کو ۱۸ درجے پر بتلایا گیا ہے اور صادق کو ۱۵ درجے پر۔ علاوہ ازیں ردالمحتار کی وہ عبارت بھی نقل فرمائی جس میں فجرین کے درمیان ۳ درجے کا تفاوت بتایا ہے۔ مگر سہو قلم سے عبارت بالا میں کاذب کی بجائے صادق کا لفظ آ گیا ہے۔

## امداد الاحکام کا دوسرا حوالہ:

اب ذیل میں کشف الغطاء کے مؤلف کے نقل کردہ حوالے کی تفصیل حوالہ ملاحظہ ہو:

''الجواب ؛ گزارش آنکہ آپ کی تحریر میں غور کیا، نیز حضرت والا سے اس باب میں مراجعت کی، بالآخر یہ طے ہوا کہ غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض میں اتنا ہی تفاوت ہوتا ہے جتنا کہ صبح کاذب اور طلوع آفتاب میں ہوتا ہے،یعنی ۱۸ درجے۔ اور جتنا تفاوت صبح کاذب اور وصادق میں ہوتا ہے اتنا ہی تفاوت شفق احمر وابیض کے غروب میں ہوتا ہے یعنی ۳ درجے، کتابوں میں بھی یہی ملا۔ چنانچہ جزء اول شرح چغمینی میں اور جز دوم رد المحتار میں مصرح ہے، اور مقتضائے قیاس بھی یہی ہے۔ پس اصل سوال کا جواب تو ہو چکا،یعنی بیاض مستطیر کے غروب پر شفق کا غروب مانا گیا ہے، اور وہ سفیدی جو شکل ستون ۱۸ درجہ کے بعد آپ نے مشاہدہ کی ہے،نظر انداز کرنے کے قابل ہے جیسا کہ سب جنتریوں میں کی گئی ہے، باقی رہا یہ سوال کہ باوجود بعد شمس عن الافق اس بیاض مستطیر کے رہنے کی کیا وجہ ہے، سو یہ علم ہیئت کی بحث سے خارج ہے، ممکن ہے کہ علم طبیعات میں اس کی کوئی وجہ مل جائے، تلاش کی ضرورت نہیں سمجھی، کہ اس پر کوئی حکم شرعی مرتب نہیں،

فقط احقر عبدالکریم عفی عنہ (امداد الاحکام ج ۲، ص:۲۸،۲۹)

اس جواب میں شرح چغمینی اور ردالمحتار کی عبارات کی طرف اشارہ کر کے گویا کہ فیصلہ فرما دیا کہ'' کہ صبح کاذب اور طلوع آفتاب میں ہوتا ہے،یعنی ۱۸ درجے '' اس میں صاف فرمایا کہ ۱۸ درجے پر صبح کاذب طلوع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ان حضرات نے جواب میں جن فلکیین کے حوالے نقل کئے ہیں اس میں ۱۸ درجے پر صبح کاذب کی

تصریح پائی جاتی ہے۔عبارات بالا کو سرسری بھی ملاحظہ کیا جائے تو ان میں ماسوائے کاذب کا دوسرا کوئی مطلب ہی نہیں بنتا۔اسی طرح بزرگوں نے یہ بھی صاف تحریر فرمایا ہے کہ صبح کاذب اور وصادق کے درمیان ۳ درجے کا تفاوت کتابوں سے ثابت ہے۔

رہ گئی مشاہدے کی بات وہ جیسا کہ بالکل ظاہر اور واضح الفاظ میں بیان کررہا ہے تو اس کا تقاضاء یہ نہیں تھا کہ مفتی حضراتؒ کو اس کے بعد غور وفکر اور کتابوں کی طرف مراجعت کی ضرورت پڑتی ،اس کے پڑھتے ہی مفتی صاحبؒ کو اسی مشاہدے کا جواب دینا چاہئے تھا جبکہ سائل نے سوال بھی اسی مشاہدے کے بارے میں کیا ہے ۔مگر بزرگوں نے سائل پر اعتماد کرنے کی بجائے خود کتب معتبرہ کی طرف مراجعت ضروری سمجھی۔ جہاں ۱۸ درجے پر صبح کاذب اور پھر صادق وکاذب کے درمیان فاصلہ ۳ درجے ثابت ہو گیا۔اور یہی ہمارا بھی دعویٰ ہے۔

اب جمہوری نقشہ کے مرتبین یہاں بھی ارشاد فرمائیں کہ یہاں ۱۸ درجے پر صبح صادق کس علم وفن کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے؟ جب کہ امداد الاحکام کے دونوں حوالوں میں ۱۸ درجے پر صبح کاذب کی تصریح فرمائی گئی ہے جو کہ عبارت بالا میں خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہے۔نیز دونوں حوالوں میں شرح چغمینی کا حوالہ دیا گیا جس پر اس رسالے میں الگ طور پر مستقل بحث گزر چکی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

(سوم)

# مزید تائیدات

جمہوری نقشے کے مرتبین نے مذکورہ بالا عنوان قائم کرکے اس کے تحت چند نام درج کر دئے ہیں ۔ان ناموں کو دیکھ کر عوام کو اس سے یہ دھوکہ ہو جاتا ہے کہ اول الذکر درجنوں حوالجات کے علاوہ مزید تائیدات کی بات ہو رہی ہے ۔حالانکہ جمہوری نقشے کے خدوخال پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مرتبین حضرات فن تحقیق سے صحیح طور پر آشنا بھی نہیں ہیں ۔ اگر ان حضرات کو تحقیق کے ساتھ کچھ مناسبت ہوتی تو اول تو یہ حضرات مذکورہ بالا حوالہ جات مستند کر دیتے دوسرے نمبر پر جب ''مزید تائیدات'' کی بات آتی تو کم از کم تکرار سے اجتناب کرتے ہوئے مزید مستند تائیدات پیش کرتے ۔ حالانکہ معمولی غور کرنے کے بعد ''مزید تائیدات'' کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے ۔ذیل میں نمبروار تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......لکھا ہے کہ '' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جو اوقات مستعمل ہیں وہ ۱۸ درجات زیر افق والے ہیں'' حالانکہ وہاں مستعمل جدول اوقات ''ام القریٰ کیلنڈر'' ۱۹ درجے کے مطابق بنا ہوا ہے ۔ہم تو (۱۸ اور ۱۹) دونوں کو غلط سمجھ رہے ہیں ۔لیکن جمہوری نقشے کے مرتبین کو چاہئے کہ صوابی کا نقشہ بھی اسی کے مطابق (۱۹ درجے کی بنیاد پر) بنادے۔

(۲)......لکھا ہے ''ابوریحان البیرونیؒ بھی ۱۸ پر دن کا آغاز بتلاتے ہیں''

گزارش یہ ہے کہ جمہور نقشے کے مرتبین نے مذکورہ بالا بیان ( بالخصوص دن کا

آغاز) جس کتاب سے نقل کیا ہے اس کتاب کی حیثیت تاویلات وتحریفات کے ایک مجموعے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔اس کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے فقیر کی کتاب ''کشف الغشاء عن اوقات الفجر والعشاء'' یا پھر مجموعہ مذکورہ کے عجائب وغرائب اگر دیکھنا ہوتو فقیر کی دوسری تالیف ''کشف الستو رعما فی کشف الغطاء بین السطور'' ملاحظہ فرمالیجئے گا۔وہاں ابو ریحان البیرونیؒ کا مسلک بھی واضح ہوجائے گا۔

بہرحال جمہوری نقشہ کے مرتبین حضرات کو چاہئے تھا کہ ابوریحان البیرونی کی کتاب ''القانون المسعودی'' خود مطالعہ فرماتے یا کم ازکم متقدمین ماہرین کی تشریحات پڑھتے تو حقیقت کو سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگتی۔اسے تفصیل سے سمجھنے کے لئے تو مذکورہ بالا کتب کی طرف مراجعت ضروری ہوگی تاہم یہاں ایک مختصر حوالہ پیش خدمت ہے:

ثمانية عشر جزءً هذا هو المشهور ووقع فی بعض کتب ابی ریحان انه سبعة عشرجزء وقيل انه تسعة عشر جز وهذا فی ابتداء الصبح الکاذب۔.............(حاشیہ ۹ شرح چغمینی ص۱۲۲،)

ترجمہ : ۱۸درجے والی بات مشہور ہے،اگرچہ ابی ریحان کی بعض کتب میں یہ مقدار ۱۷بھی منقول ہے اور کسی نے تو ۱۹درجے والے قول بھی لیا ہے۔اور یہ ساری اختلافی بحث صبح کاذب سے متعلق ہے۔

(۳)......تیسرے نمبر پر لکھتے ہیں''انسائکلو پیڈیا برٹانیکا میں یہ بات واضح طور پر لکھی ہوئی ہے کہ ۱۸درجے پر سورج پہنچنے سے دن کا آغاز ہوجاتا ہے''افسوس کہ آج ہمارے اہل علم کفار سے مرعوب ہوگئے اپنے دین اوراپنی شریعت کے احکام کی تشریحات ان

دشمنان اسلام سے سمجھنے کی سعی کرتے ہیں۔ان حضرات کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ صبح صادق شرعی مسئلہ ہے یا فنی معمہ؟ جسے حل کرنے کے لئے انہیں کفار سائنسدانوں کے دامن میں پناہ لینا پڑ رہا ہے؟ میرے بھائیوں کفار کا ہمارے احکام شریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ تو اس کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں، انہیں صبح صادق کی سمجھ کہاں سے کیسی آئے گی؟ لہٰذا ہم انسائیکلو پیڈیا کے حوالے کے اندراج پر افسوس ہی کر سکتے ہیں۔

(۴)......محکمہ موسمیات کا تعلق بھی مطلق اہل فن کے ساتھ ہے انہیں بھی شرعی بصیرت نہ ہونے کی بنا پر قابلِ اقتداء نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(۵)......لکھتے ہیں ''محکمہ موسمیات نے قاری شریف احمد صاحب کے نقشے کی تصدیق کی ہے'' موسمیات کی بات ابھی گزر چکی۔البتہ جمہوری نقشے کے مرتبین کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ لوگ اپنی بات بھی تو کہیں ذکر کر دے نا۔ان لوگوں نے آج تک کیا کیا ؟ انہوں نے فقہ کی کتابوں میں کیا یہ پڑھا ہے کہ اوقات نماز کی تصدیق محکمہ موسمیات سے کروانا چاہیئے ؟ یا فقہاء کرام بزرگوں نے صبح صادق اور عشاء کے نشانات ذکر کئے ہیں انہیں دیکھ کر اوقات نماز کا تعین کرنا چاہیئے ؟

(٦)......ڈاکٹر حسین کمال الدین کے عربی مضمون کے دو جملے لکھے ہیں۔

**بداية الفجر:** وجود الشمس تحت الافق الشرقى بمقدار ١٨

**بداية العشاء:** وجود الشمس تحت الافق الغربى بمقدار ١٨

اس میں تکرار ہے، نیز یہ دعویٰ ہے جو کہ خود محتاج دلیل ہے۔

مجبوری اور عذر کی بات الگ ہے مگر جب بات تحقیق کی آتی ہے اور اسے مستقل قانون کی شکل میں عملی طور پر نافذ کی جارہی ہو، تو لازم ہے کہ مشاہدات سے ان قواعد و بیانات کی تائید ہو جائے۔ اس حوالے سے کسی خاص علاقے میں فضاء کا موزوں نہ ہونا کوئی عذر نہیں ہے۔ اس کے لئے ملک کے دیگر علاقوں میں کمیٹیاں تشکیل دی جاسکتی ہیں، کوئی جلدی نہیں ہے، عجلت اور جلد بازی کی بجائے موقع اور موسم کے تلاش میں لگتے ہوئے سالوں میں بھی یہ مسئلہ حل ہو جائے تو غنیمت ہے، مگر طریقہ کار عینی مشاہدات پر مبنی ہو کر خالص شرعی ہو، تو علماء اسلام کی یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

الحمدللہ اس فقیر نے صرف کتابی تحقیق پر ہرگز اعتماد نہیں کیا ہے بلکہ اکیلے بھی اور ساتھیوں سمیت بیسوں مشاہدات کئے ہیں، جن میں صبح صادق اور شفق ابیض دونوں مشاہدات شامل ہیں، اور اب بھی جب موقع ملتا ہے تو غنیمت جان کر کسی بھی ساتھی کو لے کر مشاہدہ کر لیتے ہیں، اس کی وجہ ۱۵ درجے والے نقشے پر عدم اطمینان ہرگز نہیں بلکہ یہ اہل علم ساتھیوں کی تسلی اور اطمینان کے لئے ہوتا ہے کیونکہ جتنے مشاہدات زیادہ ہونگے اتنی بات لوگوں کی سمجھ میں آسانی سے آئے گی اور جتنے بھی مختلف مشاہدین کی تعداد بڑھتی جائے گی اتنا لوگوں کو اس کو قبول کرنا آسان ہوگا۔ اگر موقع و موسم اجازت دے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ فقیر اہل علم کی معیت میں مشاہدات میں شرکت سعادت سمجھ کر حاضر ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆☆☆☆☆

(چہارم)

## اکابر علماء وماہرین فن کے مشاہدات

جمہوری نقشے پر پیش کی گئی تحریرات میں یہ باور بھی کرایا گیا ہے کہ اس نقشے کی تصدیق عینی مشاہدات کے ذریعے ہو چکی ہے حالانکہ صرف مشاہدات نقل کرنے سے کام نہیں بنتا بلکہ مشاہدات کی صحت کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ان حضرات نے جو مشاہدات کئے ہیں ان پر تفصیلی کلام کا یہ مقام نہیں ہے البتہ اتنا ضرور عرض کریں گے کہ جمہوری نقشے پر تین قسم کے مشاہدات کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن پر مختصر کلام یہ ہے:

### (۱) قدیم مشاہدات

یہ مشاہدات محترم پروفیسر عبداللطیف صاحب کی معیت میں چند علماء کرام نے کئے ہیں ۔راقم فقیر نے موصوف کو ان مشاہدات کے بارے میں مندرجہ ذیل تبصرہ ارسال کیا تھا:

**فقیر کی طرف سے خط بنام پروفیسر صاحب:**

”.........ان مشاہدات میں صرف نمبر 3 اور نمبر 7 میں صبح کاذب کا تذکرہ موجود ہے باقی اس کے علاوہ اور مشاہدات میں صرف یہ لکھا ہے کہ ہم نے سمجھا کہ صبح صادق طلوع ہو گئی اس میں صبح صادق کی سرخی مائل روشنی کا تذکرہ نہیں ہے۔

یہ فقیر جناب اور انکے رفقاء مشاہدہ پر یہ گمان ہرگز نہیں کرسکتا کہ یہ حضرات

صبح صادق کو نہ پہچان سکیں اور یوں صبح کاذب کو صبح صادق قرار دے دیا اگر چہ ان مشاہدات میں صبح کاذب کا نظر نہ آنا یا صبح صادق کی رؤیت میں سرخی مائل روشنی کا عدم تذکرہ اس حقیقت کو مشتبہ بنا دیتا ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے قائلین 18 درجات کے مشاہدات کو مغالطے کا شکار قرار دئے ہیں ۔ یہ فقیر (قطع نظر اس سے کہ یہ مشاہدات غلط ہیں یا ٹھیک ) یہ عرض کرر ہا ہے کہ اکابر حضرات کی نگرانی میں 11,10 جید علماء کا باقاعدگی سے تین دن مشاہدات (جواحسن الفتاویٰ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے قلم سے تحریر ہیں ) کے عدم اعتبار کی کیا وجہ ہے......؟الخ

## جواب از محترم پروفیسر صاحب:

’’(ا)......ان حضرات کی تحریر سے یہ بات عیاں ہے کہ ان حضران کو اس وقت کا مشاہدہ کرایا گیا تھا جب سورج زیر افق 15 درجہ پر تھا۔حقیقت یہ ہے کہ۔۔۔طلوع آفتاب سے پہلے جب سورج 15 درجہ زیر افق کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔اس وقت اس قدر دن نکل آتا ہے کہ ہر شخص اس وقت کے اجالے۔سعود واسفار کو دیکھ کر آسانی سے یہ بیان دے دیگا۔کہ صبح ہوگئی۔ان حضرات نے بھی اس لمحہ روشنی کو دیکھ کر ارشاد فرمادیا تھا۔۔۔کہ صبح تو ہو گئی۔انہوں نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا تھا (خیال رہے کہ طلوع آفتاب سے قبل سورج پہلے 18 درجہ پر آتا ہے پھر 15 درجہ پر آتا ہے۔)15 درجہ پر سورج کے پہنچ جانے پر اس قدر روشنی کا پھیلاؤ۔اسفار وسعود ہوتا ہے کہ

ضعیف سے ضعیف آنکھ بھی محسوس کر لیتی ہے کہ کن نکل آیا۔۔۔۔18 درجہ پر جب سورج پہنچتا ہے اور پو پھٹتی ہے۔۔۔۔تو یہی وہ لمحہ ہے جس وقت خط ابیض اور خط اسود میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔اس لمحہ کو جن کی نگاہیں صبح صادق کے اثار سے مانوس ہوتی ہیں۔۔عموماً وہی اس کا ادراک کر سکتی ہیں۔اس کے بعد دن کے اجالے میں بتدریج اضافہ ہوتا ہی چلا جاتا ہے۔حتیٰ کہ جب سورج 15 درجہ زیر افق کی حد تک پہنچتا ہے تو اس قدر روشنی پھیل جاتی ہے کہ ہر شخص کے لئے یہ کہنا آسان ہوگا کہ دن نکل آیا،

**(2)**......کاش ان حضرات کو اس وقت کا بھی مشاہدہ کرا دیا جاتا جب سورج 18 درجہ زیر افق پر تھا۔اس سے قطعی بات واضح ہو جاتی کہ صبح صادق 15 پر یا 18 درجہ پر کس پر نمودار ہوتی ہے۔مگر وہاں تو قصہ ہی دوسرا تھا۔۔زیر افق 18 درجہ کے لمحہ کو یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ تو صبح کاذب کا وقت ہے اس کے مشاہدہ کی کیا ضرورت ہے۔اس لمحہ کو قطعی نظر انداز کیا گیا۔اور مشاہدہ کی ضرورت تک محسوس نہیں کی گئی۔۔۔حالانکہ یہی وہ وقت ہے جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔۔۔**بات دراصل یہ ہے کہ ان گیارہ علماء کرام کی جمعت کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ یہ 15 درجہ اور 18 درز کا کیا چکر ہے۔یہ حضرات ان فنی باتوں سے بھی قطعی ناواقف تھے۔۔۔**۔اور نا ہی ان حضرات کو معلوم تھا کہ یہ مقدمہ بن جائے گا۔

اگر مشاہدہ میں یہ گیارہ علماء کرام کی جماعت زیر افق 18 درجہ کے لمحہ کا

مشاہدہ کر لیتے اور اس لمحہ پر صبح کاذب کا مشاہدہ کر کے ایک بیان بھی دے دیتے تو مزید کسی وضاحت کی قطعی ضرورت نہیں تھی۔مگر واللہ عالم کیوں اس کے مشاہدہ کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ کاش ان حضرات کو اس وقت (18 درجہ کے لمحہ) کا بھی مشاہدہ کرا دیا جاتا اور وہ اسی وقت طے فرما دیتے کہ اس لمحہ صبح کاذب کی کوئی علامات نہیں ہیں۔۔۔۔کیونکہ اس لمحہ کسی قسم کی صبح کاذب کی علامات ہوتی ہی نہیں ہیں۔الحمدللہ اس کے مشاہدہ کا بعد میں اہتمام ہوا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور دارالعلوم کورنگی کے جید علماء کرام نے خود مشاہدات کئے اور دلی اطمنان حاصل کیا کہ 18 درجہ کے لمحہ پر ہی صبح صادق ہوتی ہے (اس کی تفصیلات صبح صادق وصبح کاذب میں مشاہدات اور اس کے نتائج میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں)....الخ

دوسرا (جوابی) خط بنام پروفیسر صاحب (از راقم فقیر):

جناب نے بزرگوں کی مشاہدات کے بارے میں تحریر فرمایا ہے "**ان حضرات کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ وہ جھوٹے اور غیر ذمہ دار تھے، ان پر سراسر الزم ہے**" جواباً عرض ہے کہ ہم قطعاً یہ جرأت نہیں کر سکتے کہ ہم ان حضرات کے بارے یہ تصور بھی کر سکے چہ جائیکہ ان پر الزام لگائیں۔شائد جناب نے ان حضرات کے ساتھ تحقیقی اختلاف کو ہی الزام کا نام دیا ہو تو اس بارے میں یہ بات ذہن نشین فرمالی جائے کہ علمی تحقیق کی بنیاد پر کسی کیساتھ اختلاف کرنا ان پر الزام لگانے کو مستلزم نہیں ہوتا ہے ورنہ اسلاف ومتقدمین

حضرات میں اس قسم کے اختلاف کی بے شمار مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں۔ان اختلافات کو شاہد جناب بھی ایک دوسرے پر (معاذ اللہ) الزام، ان کا غیر ذمہ دار ہونا یا انکے بارے میں جھوٹا ہونا قرار نہ دے سکے۔ جناب نے خود اسی جوابی خط میں تحریر فرمایا ہے ''**یہ حضرات ان فنی باتوں سے بھی قطعی ناواقف تھے۔۔۔**'' جب ان حضرات کا اس فن سے ناواقفیت جناب کے نزدیک خود مسلم ہے تو جناب ہی سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اس صورت میں ان بزرگوں کے رجوع کی بنیاد کس چیز پر ہوگئی.....؟ اگر اس کی بنیاد فنی تحقیق ہے تو وہ بقول جناب بزرگوں کے پاس تھی نہیں، اور اگر اس (رجوع) کی بنیاد تحقیقِ شرعی تھی تو اس کی جناب کے پاس دلیل نہیں۔ پھر ان کے رجوع سے کسی کا اختلاف کرنا کس دلیل کی مخالفت ہے اور یہ کیسے الزام میں داخل ہوسکتا ہے۔اس کے علاوہ اگر ان حضرات کو ماہرین فی الفن نہ ہونے کی وجہ سے رجوع میں غلط فہمی ہوئی ہو تو یہ عین ممکن ہے اور اس صورت میں تو ان حضرات کی نیت پر کسی قسم کا شک کئے بغیر ان سے اختلاف واجب ہو جائیگا؟ لہٰذا اصولی طور پر یہ ہونا چاہئے کہ ان حضرات کا وہ فیصلہ زیادہ قابل اقداء ہو جو اس علم پر مبنی ہو جس میں یہ حضرات مہارت تامہ رکھتے تھے اور وہ ہے شریعت بیضاء کا علم۔لہٰذا ان بزرگوں کا وہ فیصلہ جو اس (شرعی) علم پر مبنی ہو زیادہ قابلِ قبول ہوگا بنسبت اس فیصلے کے جو فن فلکیات وحسابات پر مبنی ہو جسمیں جناب کے نزدیک بھی انکو بصیرت حاصل

نہیں تھی۔اور یہ بات اصولی طور پر آنجناب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔جیسا کہ جوابی خط میں تحریر فرمایا ہے ’’ **کاش ان حضرات کو اس وقت کا مشاہدہ بھی کرادیا جاتا جب سورج 18 درجہ زیر افق پر تھا۔اس سے قطعی بات واضح ہوجاتی کہ صبح صادق 15 پر یا 18 درجہ پر کس پر نمودار ہوتی ہے۔مگر وہاں قصہ ہی دوسرا تھا**.....آگے تحریر فرماتے ہیں...... **مشاہدہ میں یہ گیارہ علماء کرام کی جماعت زیر افق 18 درجہ کے لمحے کا مشاہدہ کر لیتے اور اس لمحہ پر صبح کاذب کا مشاہدہ کر کے ایک بیان بھی دے دیتے تو مزید کسی وضاحت کی قطعی ضرورت نہیں تھی مگر واللہ اعلم کیوں اس کے مشاہدے کی طرف رخ بھی نہ کیا**‘‘ جناب کے اس بیان سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ آپ کے نزدیک ان بزرگوں کا شرعی اصولوں کی بنیاد پر مشاہدہ ایک حکم کی حیثیت رکھتا ہے اور ساتھ آنجناب نے یہ بھی افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ان حضرات کو 18 درجے کے وقت کے مطابق مشاہدہ نہیں کرایا گیا ہے بلکہ اس کے بعد (یعنی فقط 15 درجے کے مطابق ) کرایا گیا ہے لہٰذا اس کا مقتضاء یہ ہے کہ اگر ان حضرات کا مشاہدہ بقول جناب 18 درجے کے مطابق ثابت کیا جائے تو وہ جناب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔اب آیئے دیکھتے ہیں کہ ان بزرگوں نے کس وقت مشاہدہ فرمایا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ خود مشاہدات کی صورت حال تحریر فرماتے ہیں

☆ ’’۱۱ جون ، پھر ایک روشنی عرضاً پھیلنے والی افق کے اوپر شروع ہوئی

، روشنی کا پورا تبیّن جس پر سب دیکھنے والوں نے کا اتفاق کیا وہ تو 4:19 پر تھا اس روشنی کے اس سے کچھ پہلے ہونے کا بھی بعض کو شبہ رہا۔

☆ ''۱۲ جون، صبح کو تقریباً 3:30 بجے میدان میں سب حضرات پہنچ گئے اس وقت افق پر مشرق پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی ٹھیک 4 بجے افق پر مخروطی طولانی روشنی نمودار ہوئی جسکو سب نے دیکھ کر صبح کاذب قرار دیا اور اس کے 17 منٹ بعد یعنی 4:17 پر صبح صادق واضح طور پر مشاہدہ کی گئی اسی پر سب کا اتفاق رہا۔ طلوع آفتاب 5:35 منٹ پر ہوا۔

☆ ۱۳ جون، آج کراچی میں کورنگی سوکواٹر کے قریب مشرقی ساحل سمندر پر جا کر مشاہدہ کی کوشش کی گئی جس میں مفتی رشید احمد صاحب، مولانا محی الدین صاحب، مولانا عاشق الٰہی صاحب، مولوی محمد علی صاحب، مولانا محمد رفیع صاحب اور احقر محمد شفیع شامل تھے۔

اتنا سب نے محسوس کیا کہ 4:11 جو وقت صبح صادق قدیم نقشوں میں آج کی تاریخ کا لکھا ہوا ہے اس وقت کسی قسم کی روشنی افق پر نہیں تھی۔ اس کے بعد وہ روشنی جس کو صبح کاذب کہا جا سکتا ہے شروع ہوئی، پھر اس کے بعد صبح صادق کی معترضاً پھیلنے والی روشنی سامنے آئی۔''

ٹنڈو آدم میں کراچی سے بمطابق مشاہدہ طلوع آفتاب، 9 منٹ اور بموافق حساب 10 یا 11 منٹ پہلے اوقات کا دخول ہونا چاہئے۔ لہٰذا ان دنوں پرانے نقشوں کے مطابق ٹنڈو آدم کے اوقات یوں ہونا چاہئے:

| پرانے نقشوں کیمطابق اوقات | صبح کاذب | صبح صادق | طلوع آفتاب |
|---|---|---|---|
| ۱۱جون | --- | 4:01بجے | 5:32بجے |
| ۱۲جون | --- | 4:00بجے | 5:32بجے |

| اب مشاہدہ کی تفصیل ملاحظہ ہو: | صبح کاذب | صبح صادق | طلوع آفتاب |
|---|---|---|---|
| ۱۱جون | --- | 4:19بجے | 5:32 بجے |
| ۱۲جون | 4:00بجے | 4:17بجے | 5:32 بجے |

(احسن الفتاویٰ ج۲،ص۱۷۶)

اب آنجناب کی خدمت مؤدبانہ گزارش ہے کیا یہ مشاہدات اس وقت (جبکہ سورج 18 درجے زیرافق ہو) میں نہیں جس پر حد درجہ افسوس کا اظہار فرمایا گیا ہے..؟ یا کیا اس میں پرانے نقشوں کے مطابق صبح صادق کے وقت میں بزرگوں نے صبح کاذب کا اعلان نہیں کیا ہے...؟ حالانکہ یہ حضرات مشاہدے کے مقام میں ساڑھے تین بجے پہنچ چکے تھے ۔اورانہوں نے مشاہدے کے موافق پرانے نقشوں میں صبح صادق کے وقت میں، بجائے صبح صادق کے،نمودار ہونے والی صبح کاذب کا اعلان بھی کر دیا؟ تو پھر جناب کے خود مسلم اصول کہ.... ''مشاہدہ میں یہ گیارہ علماء کرام کی جماعت زیر افق 18 درجہ کے لمحے کا مشاہدہ کر لیتے اور اس لمحہ پر صبح کاذب کا مشاہدہ کر کے ایک بیان بھی دے دیتے تو مزید کسی وضاحت کی قطعی ضرورت نہیں تھی ''.......کا کیا مطلب ہوا ؟

جمہوری نقشہ کے مرتبین کو چاہئے کہ پروفیسر صاحب کے غیر تفصیلی مشاہدات

کی بجائے اکابر ہی کے مذکورہ بالا مشاہدات پر فیصلہ فرمائیں جس میں واضح طور پر بزرگوں نے پرانے نقشے کے وقت میں صبح کاذب کا اعلان فرمایا ہے ۔[1]

## (۲) جدید مشاہدات

ان مشاہدات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اس پر مزید اللہ کا احسان یہ ہوا کہ دارالعلوم کراچی کے اساتذہ کرام نے

---

[1] بزرگوں کے مشاہدات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوگئیں:

1۔ بزرگ حضرات میدان مشاہدہ میں فلکی شفق سے کافی پہلے پہنچ گئے تھے۔

2۔ پرانے نقشے میں دیئے گئے صبح کے وقت سے پہلے افق پر اندھیرا تھا، اور کسی قسم کی روشنی افق پر نہیں پائی جاتی تھی۔

3۔ اگر پرانا وقت صبح صادق تسلیم کیا جائے تو ساڑھے تین بجے سے لے کر چار بجے تک کے اندھیرے میں کسی قسم کی صبح کاذب نظر نہ آئی۔

4۔ مشاہدات بالخصوص ۱۲ جون کی تاریخ کو بلا کسی ابہام کے واضح طور پر پرانے نقشے کے مطابق ظاہر ہونے والی روشنی صبح کاذب کی صورت میں ظاہر ہوگئی جسے سب نے بالاتفاق صبح کاذب قرار دی۔

5۔ بعد میں چونکہ بزرگوں کی ساری تائید اور فیصلے کی بنیاد محترم پروفیسر صاحب کی تحقیق ہے۔ لہٰذا محترم پروفیسر صاحب کا بزرگوں کے مشاہدے میں ۱۸ درکے کے وقت سے پہلے پہنچنے اور دوران مشاہدہ صبح کاذب کے اعلان پر ۱۵ درجے کو تسلیم کرنا موقوف فرمایا، چنانچہ مشاہدات میں دونوں باتوں کی صراحت پائی جاتی ہے ۔لہٰذا پروفیسر صاحب کو یہ حقیقت تسلیم کرنا چاہیئے تھا مگر ان کی طرف سے کسی قسم کا جواب اس کے بارے میں نہیں آیا حقیقت پسند حضرات کے لئے اس میں کافی سبق موجود ہے۔ قاسمی

اپنے تخصص کے طلبہ کو ساتھ لے کر جدید مشاہدات کیئے۔ان کے نتائج احقر کو بھی موصول ہوئے۔ان مشاہدات سے گویا ایک انقلاب آ گیا جو باتیں پہلے نظری بنیادوں پر سمجھانے میں مشکل محسوس ہو رہی تھیں۔ان مشاہدات کے نتائج نے ان کا سمجھانا آسان کر دیا‘‘......( کا کاخیل مقالہ ص: ۱)

آگے ان مشاہدات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’مئی 2008 میں دارالعلوم کراچی کے اساتذہ کی نگرانی میں تخصص کے طلبہ نے مشاہدات کیئے ہیں۔ان کے ساتھ بعض مشاہدات میں جامعۃ الرشید کے اساتذہ بھی شامل تھے۔ان کے مشاہدات کی تفصیلات دی جاتی ہیں۔پہلی روئیداد بقلم مفتی حسین احمد مدظلہ استاذ دارالعلوم کراچی ہے۔دوسری بقلم مولانا عبدالحفیظ مدظلہ ہے اور تیسری بقلم مولانا احسن ظفر طالبعلم تخصص سال دوم ہے‘‘.....................................( کا کاخیل مقالہ ص:۷)

ان مشاہدات پر یہاں تفصیلی کلام کا موقع نہیں البتہ اجمالی طور پر انتہائی مختصر تبصرہ، محترم کا کاخیل صاحب ہی کے مقالہ سے نقل کیا جا رہا ہے:

## پہلی روئیداد:

<u>**پہلا دن 6 مئی**</u>۔مٹھی سے مقام مشاہدہ کے لئے روانگی رات 2:24 پر ہوئی اور 03:09 پر پہنچ گئے،اس دن افق پر دس، بارہ درجے تک گہرے سیاہ بادل تھے، ( کا کاخیل مقالہ :ص:12)

<u>**دوسرا دن 7 مئی**</u>: اس دن 02:55 پر مٹھی شہر سے روانہ ہوئے اور

03:44 پر مشاہدے کے لئے ایک بلند ٹیلے پر بیٹھ گئے، اس دن بھی افق پر تقریباً دس درجے تک سیاہی مائل بادل تھا۔ (کاکاخیل مقالہ :ص:12)

**تیسرا دن 8 مئی** البتہ افق کے قریب تارے نظر نہیں آ رہے تھے، جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ شاید افق پر بادل یا گرد وغبار ہے۔صبح جب روشنی خوب واضح ہوئی تو ہمارے خیال کی تصدیق ہوگئی اور محسوس ہوا کہ افق پر تقریباً آٹھ درجے تک سیاہی مائل بادل تھے (کاکاخیل مقالہ :ص:12)

**چوتھا دن 9 مئی** 03:54: پر مقام مشاہدہ پہنچے، افق پر نیچے سیاہ رنگ کے بادل تھے، اور اوپر سفید رنگ کے بادل بہت اونچائی تک پھیلے ہوئے تھے، درمیان میں کہیں کہیں سے آسمان کا نیلگوں رنگ نظر آ رہا تھا، تاہم سفید بادلوں کی وجہ سے طلوع فجر کی روشنی کا احساس نہ ہوسکا۔

(کاکاخیل مقالہ:ص13)

**پانچواں دن 10 مئی** افق پر کوئی بادل نہ تھا، اوپر آسمان میں بھی بادل نہیں تھے، البتہ افق کے اوپر معمولی گرد تھی جس کا احساس سورج طلوع ہونے کے وقت ہوا۔(ایضاً)

**چھٹا دن 11 مئی**: اس دن افق پر نیچے سیاہ رنگ کے گہرے بادل تھے، اوران کے اوپر سفید رنگ کے بادل بہت اونچائی تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسلئے مشاہدہ نہ ہوسکا۔ (کاکاخیل مقالہ :ص: 14)

## دوسری ٹیم کی رپورٹ

**(دوسری روئیداد)**

**<u>8 مئی</u>** افق پر نچلے حصّے میں بعض جگہوں پر بادل کے ٹکڑے موجود تھے لیکن پہلے دودنوں کی نسبت مطلع بالکل صاف تھا۔ (کاکاخیل مقالہ :ص:15)

**( تیسری روئیداد)**

**<u>8 مئی</u>** اور روشنی عرضاً افق کے دونوں طرف پھیل گئی پھر جوں جوں روشنی مزید ہوتی گئی تو معلوم ہوا کہ افق پر تقریباً 12 درجے تک باریک بادل موجود ہیں (کاکاخیل مقالہ ص:16)

**<u>9 مئی</u>** افق کے اوپر اس روشنی میں اضافہ ہورہا تھا لیکن افق واضح نہیں ہورہا تھا۔ جب کچھ روشنی مزید ہوئی تو معلوم ہوا کہ افق پر کافی بادل ہیں جس کی وجہ سے اوپر اوپر تو روشنی میں اضافہ ہورہا تھا لیکن افق کافی دیر تک واضح نہیں ہوا۔'' (کاکاخیل مقالہ :ص16)

قارئین ملاحظہ فرمائیں ان مشاہدات میں کونسا دن ایسا ہے جس میں دوران مشاہدہ ان حضرات نے بادل یا کم ازکم گرد وغبار نہ دیکھا ہو؟ کیا ان مشاہدات کو فیصلہ کن قرار دئے جاسکتے ہیں؟!!! مگراس کے باوجود محترم کاکاخیل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ان مشاہدات سے گویا ایک انقلاب آ گیا جو باتیں پہلے نظری بنیادوں پر سمجھانے میں مشکل محسوس ہورہی تھیں۔ان مشاہدات کے نتائج نے ان کا سمجھانا آسان کردیا'' ............................ (کاکاخیل مقالہ ص: ۱)

## (۳) جنوبی افریقہ کے مشاہدات

جمہوری نقشے کے اوپر جنوبی افریقہ کے مشاہدات کی بات بھی لکھی ہے کہ وہاں پر ۸۰ کلومیٹر کی مسافت میں عینی مشاہدات کئے گئے جو کہ ۱۸ درجے کے مطابق تھے۔ان مشاہدات کی حقیقت ملاحظہ ہو:

اس فقیر نے ایک دفعہ محترم مفتی رضاءُ الحق صاحب (مفتی جنوبی افریقہ) مدظلہم سے مشاہدات کے بارے میں عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ’’ایک دفعہ ساتھی باہر صحرا میں گئے تھے جہاں انہوں نے ۱۸ کے وقت پر روشنی دیکھ لی تھی‘‘ جس کے جواب میں فقیر نے عرض کیا کہ حضرت ۱۸ درجے وقت پر روشنی نظر آنے سے کوئی نہیں منکر۔ہم یہ کہتے ہیں کہ اس وقت روشنی مستطیر نہیں ہوتی نیز کچھ دیر بعد وہ ختم ہونا شروع ہوجاتی ہے جس کے چند سیکنڈ کے بعد دوبارہ روشنی ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہے۔مگر معاف فرمائے حضرت نے فقیر کی بات کو کوئی خاص توجہ ہی نہیں فرمائی۔

اللہ کے فضل وکرم سے فقیر یہ بات مکمل وثوق اور سو فیصد یقین کے ساتھ لکھ رہا ہے کہ جو حضرات مشاہدات میں مذکورہ بالا نکتے کا خیال نہیں کرتے انہیں پہلی روشنی کے ظہور سے مغالطہ ہوجاتا ہے۔گویا کہ بمطابق حدیث پہلی بیاض (غیر مستطیر) سے صبح صادق سمجھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔لہٰذا ذہن میں یہ تصور بٹھا کر مشاہدہ نہیں کرنا چاہئے کہ دیکھا جائے ۱۸ درجے پر روشنی نظر آئی کہ نہیں؟ چنانچہ افریقہ کے ایک وقتی مشاہدہ میں اس قسم کا کوئی احتیاط نہیں برتا گیا تھا لہٰذا وہ مشاہدات کسی طرح بھی فیصلہ کا دارومدار نہیں

قرار دئے جاسکتے۔

## (پنجم)

## ''اس کے علاوہ''

جمہوری نقشے کے اوپر''اس کے علاوہ'' کا عنوان قائم کر کے چند علماء کرام کے نام تحریر کئے ہیں۔راقم اس کے بارے میں تفصیل سے لکھنا نہیں چاہتا، کہ اس میں بھی تحقیق کے اصول کو پائے مال کئے گئے ہیں۔''اس کے علاوہ'' کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ''گذشتہ سے غیر'' اب دیکھا جائے تو''اس کے علاوہ'' کے تحت کتنے نام ایسے تحریر کئے ہیں جو اس سے پہلے عنوانات میں بھی درج ہیں مثلاً جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ، مفتی رضا ؤالحق صاحب، پروفیسر عبداللطیف صاحب وغیرہ، تو ان ناموں کا تذکرہ کن اصول کے رو سے''اس کے علاوہ'' کے تحت آسکتا ہے؟

علاوہ ازیں ان سب بزرگوں نے اپنی تحریرات میں محض تائید کے طور اپنے دستخط ثبت فرمائے ہیں۔لہٰذا جب ۱۸ درجے کی دیگر تحقیقات کی حیثیت سامنے آگئی تو ان بزرگوں کی یہ تائیدات بھی انہی کے تابع ہوکر ۱۵ درجے جیسی مستند تحقیق کے مقابلے میں قابل اقتداء نہ رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

# کچھ بزبان حال

مندرجہ ذیل مضمون پر قارئین حضرات سے معذرت چاہوں گا مگر اس کے باوجود اس کا نقل کرنا ان شاء اللہ فائدے سے خالی نہیں ہوگا۔وجہ یہ ہے کہ فقیر نے دوران تحقیق ان حضرات سے جو رابطے کیئے ہیں، یا اس حوالے سے ان حضرات کے ساتھ جو زبانی گفتگو ہو چکی ہے جو منت سماجت ان حضرات کے سامنے عرض کر چکا ہوں وہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دیکھا ہے۔پھر اس دوران ان حضرات کی مسلسل خاموشی اور پھر اچانک ۱۸ درجے کے مطابق جمہوری نقشے کی اشاعت۔اس پوری کارروائی کے دوران اس موضوع سے فقیر کو ان حضرات کی زبان مبارک ایک جملہ سننے کی بھی سعادت نصیب نہ ہو سکی۔لہٰذا احقر نے اس عرصے کے دوارن ان حضرات کی زبان حال کی ساری روئیداد کو قید تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے۔مگر فقیر اس کوشش میں کتنا کامیاب ہوا ہے اس کے بارے میں قارئین آنے والی تحریر مطالعہ فرما کر کہہ سکیں گے۔بہر کیف اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمارے قلم سے وہ حالت نہ لکھوا دے جو ان حضرات کے اوپر الزام کے زمرے میں آتا ہو۔مگر اس کے باوجود کوئی تحریر حقیقت کے برعکس ہو تو نشاندہی فرمانے پر ان شاء اللہ فقیر اس بات سے رجوع کرنے اور پھر اس پر معذرت میں ایک لمحہ بھی دیر نہیں لگائے گا۔ایک محقق یا ایک ادارہ کسی تحقیق کے دوران جن امور کا

اہتمام کرتا ہے وہ اس کے ''اصول تحقیق'' قرار پاتے ہیں ۔لہٰذا ذیل میں اسی معنی میں جمہوری نقشے کے مرتبین کے چند اصول ملاحظہ فرمالیں:

## جمہوری نقشے کے اصول وضوابط

(جمہوری نقشہ کے مرتبین حضرات بزبان حال فرماتے ہیں)

(۱)......ہم نقشہ اوقات نماز کی جانچ پرکھ کے لئے کسی قسم کا مشاہدہ ضروری نہیں سمجھتے ۔ کیونکہ یہ کام ہمارے بزرگوں نے ایک دفعہ کردیا ہے ۔(جس پر پچھلے صفحات میں تبصرہ قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں، راقم)

(۲)......اگر فریق مقابل (یعنی قائلین ۱۵) میں سے کوئی شخص ہمارے موقف کے خلاف مشاہدہ پیش کرے تو اسے ہر حال میں رد کردیا جائے گا۔

(۳)......ہم میں سے کوئی فرد غلطی سے اگر ان کے ساتھ مشاہدے میں شریک ہوا اور مشاہدہ ہمارے نظرئے کے خلاف اور ان کے موافق ہوا، ہم آسمان میں ''گرد وغبار'' کا بہانا بنا کر اس مشاہدے کو غیر معتبر قرار دیں گے۔

(۴)......پھر اگر وہ اپنے مشاہدات کی تائید میں کسی مفتی (مثلاً مفتی محمد فرید صاحبؒ اور ایک جماعت سمیت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ) کے حوالے پیش کرے، تو ہم ان کا مشاہدہ بھی مغالطہ پر حمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۵)......فریق مقابل اگر اپنے موقف کی تائید میں (مثلاً مذکورہ بالا) بزرگوں کے بیسوں سال مشاہدات بھی پیش کریں تو ان بزرگوں کا یہ فعل ان کا تفرد قرار دیا جائے گا۔

(۶)......ہم خود اگر چہ نہ صرف آج کل بلکہ تا قیامت کسی قسم کے مشاہدے کو جائز نہیں سمجھتے، مگر ہمارے موقف کے حاملین انجینئرز صاحبان کا ہر مشاہدہ معتبر سمجھا جائے گا، اگر چہ انہوں نے تقریباً سارے مشاہدات افق پر بادل کے ہوتے ہوئے کیئے ہوں۔

(۷)......دوران استشہاد ہمارا زیادہ زور فن جدید کے غیر مسلم سائنسدانوں کے حوالجات پر مرکوز ہونا چاہیئے۔

(۸)......متقدمین مسلم ماہرین بزرگوں کے سب اقوال میں، جو ہمارے نظریے کے خلاف ہوں، تاویل کر کے اپنے موقف پر چسپاں کرنے کی کوشش کریں گے۔حتیٰ کہ ہمیں ان اقوال میں اگر تحریف کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرینگے۔ اس کی مثالیں ہمارے ''جمہوری نقشے'' پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔مثلاً محقق طوسی اور شرح چغمینی کے حوالوں میں تحریف ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔

(۹)...... بدقسمتی سے چونکہ ہمارے پاس ماسوائے انجینئرز کے کسی عالم کی تحقیق نہیں ہے لہٰذا ہم سے استفتاء بھی کیا گیا تو جواب میں ان صاحبان کی تحریروں سے اقتباسات نقل کر کے مستفتی کو ارسال کیا جائے گا۔

(۱۰)......اللہ کا شکر ہے، کہ ابھی کچھ دو سال پہلے راولپنڈی کے ایک مفتی صاحب نے قائلین ۱۸ درجے کی ترجمانی کر کے تاویلات وتحریفات کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے۔ہم

اسے غنیمت جانتے ہوئے ہر علمی ماحول میں اس کے حوالجات پیش کریں گے۔

(۱۱)......اسی ’’مجموعہ مفتی‘‘ کا پرداچھاک کر کے ہمارے علاقے کے ایک مولوی (مراد راقم فقیر) نے ایک مفصل جواب بنام ’’کشف الغشاء عن اوقات الفجر والعشاء‘‘ تحریر کیا ہے جسے مذکورہ بالا مفتی صاحب کو بھی ارسال کیا گیا ہے۔مگر ہم مطالعہ کی نیت سے اسے ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔

(۱۲)......ہاں اس ’’کشف الغشاء‘‘ کے جواب میں راولپنڈی کے حضرت مفتی صاحب نے علمی اور اخلاقی اصولوں کو پلا نگتے ہوئے جواب کے طور پر ’’کشف الغطاء‘‘ کے نام سے ایک خانہ پوری کی ہے، اسے ہر حال میں خود بھی پاس رکھنا ہے اور دوسروں کو بھی مطالعے کے لئے (ترغیب) دینا ہے۔

(۱۳)......اسی ’’کشف الغطاء‘‘ میں مفتی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ صبح کاذب کی روشنی صبح صادق کے بعد بھی نظر آسکتی ہے۔حالانکہ ہمیں پتہ ہے کہ اس قول کا توقع ایک ان پڑھ آدمی سے بھی بعید تر ہے۔کیونکہ احادیث کی روشنی میں باجماع امت ’’صبح کاذب کا ظہور‘‘ رات کہلاتا ہے اور ’’صبح صادق کا ظہور‘‘ شرعی دن کہلاتا ہے، مگر ہمارے نظریے کی جنگ لڑتے ہوئے مفتی صاحب نے چونکہ لکھا ہے تو کوئی بات نہیں۔ہم اعتراض نہیں کر سکتے۔لہٰذا کتاب مذکور میں خلافِ اسلام اس نظریے کو تحریر کرنے کے باوجود ہم نہ صرف اس کتاب کا مطالعہ کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی اس کتاب کے پڑھنے کی دعوت دیں گے۔

(۱۴)......ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ''کشف الغطاء'' کے جواب میں بھی ''کشف السطور عن مافی کشف الغطاء بین السطور'' کے نام سے صوابی کے مذکورہ بالا شخص نے کتاب لکھی ہے، مگر اسے بھی ہاتھ لگانا ہم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ فریق مقابل کی تشریحات کو تو وہ شخص پڑھتا ہے جس کا مقصد تلاش حق ہو اور ہم نے تو اپنی ضد سے پیچھے ہٹنا نہیں ہے لہٰذا اپنے نظریے کے علاوہ کوئی بھی تحریر پڑھنا عبث ہوگا۔

(۱۵)......ہمارے نظریے کے محقق کراچی کے پروفیسر صاحب کے بقول ہمارے اکابرؒ حضرات اس فن سے ''قطعی طور پر ناواقف تھے'' مگر چونکہ ان بزرگوں نے پروفیسر صاحب کی تائید کی ہے لہٰذا ان کا اتباع ''فن اوقات'' سے لاعلمی کے باوجود ہمارے اوپر فرض اور واجب سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۱۶)......ہم میں سے کسی کے دل میں اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالنا چاہے کہ تقلید تو ہم نے امام ابوحنیفہؒ کی کرنا ہے، اور یہ پروفیسروں کا اتباع کس دلیل سے واجب ہوگیا؟ تو پریشان ہونے یا ڈرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ آج کل ''شخص پرستی'' کا بھی ایک طریقہ چل پڑا ہے۔

(۱۷)......اس وسوسے کو بھی دل میں جگہ نہیں دینا چاہئے کہ عوام کا تم لوگوں پر اعتماد ہے مگر تم لوگ بھی تو عوام کی طرح کسی مشقت، علمی تحقیق وغیرہ میں پڑنا پسند نہیں کرتے ہو۔ تو یہ کیا ماجرا ہے؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ آپ یہ جملے یاد کرلیں کہ ''ہمارے اکابر نے یہ کام کر کے ہماری جانیں چھڑائی ہیں'' لہٰذا ہمیں تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۱۸)......اگر کوئی کہے کہ اوپر لکھا ہے کہ اکابر حضرات بقول پروفیسر صاحب فن سے ناواقف تھے،تو یہ ان کی تحقیق کیسی قرار پائی ؟ جواب میں کہنا ہے کہ بھائی سنا ہم نے یہی ہے،رہ گئی سمجھنے کی بات تو اس کی ہمیں ضرورت نہیں۔

(۱۸)......اچھا اگر کوئی شخص سوال کر کے آپ لوگوں سے پوچھ لے کہ بھئی جس طرح ''مجلس التحقیق الاسلامی ضلع صوابی'' کے محققین کو مشاہدے کے لئے آج تک آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی توفیق نہ ہوسکی اور دلیل میں کہتے ہو، کہ مشاہدے سے ہٹ کر ہمیں اس کی شرعی حیثیت تسلیم کرنے میں اس لئے تأمل نہیں ہے، کہ مثلاً مردان،اکوڑہ خٹک ،پشاور والے (وغیرہ جمہور) اس پر عمل پیرا ہیں،تو یہی بات تو وہ (دیگر علاقوں والے) لوگ بھی کریں گے کہ ہم اس لئے اس پر عمل کرتے ہیں کہ صوابی والے (جمہور) اس پر عمل کرتے ہیں،تو یہ دَور ہوا جو کہ باطل ہے۔لہٰذا تم لوگ علمی حلقے میں اسے کس طرح واجب العمل قرار دیتے ہو جبکہ یہ طرز عمل اصول تحقیق کے جنازہ نکالنے کے مترادف ہے؟ تو خوب سن لیں کہ مناظرے میں بھی ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا ، بلکہ ٹرکانے سے کام لینا پڑتا ہے۔

(۱۹)......سب سے بڑا کام ہم لوگوں کا یہ ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کی تائید میں اکھٹے کرلیں،ہمیں جمع شدہ آدمیوں کی تعداد چاہئے ، بے شک انہیں اس مسئلے کے ''ابجد '' کا بھی پتہ نہ ہو۔

(۲۰)......لہٰذا اسی فلسفے کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں کو تحقیق کی بنیاد پر قائل

کرنا ہمارا کام نہیں ہے، بلکہ مساجد میں نقشوں کو لٹکانا، لوگوں کے پاس جرگے کی شکل میں جا کر اس سے منوانا اور بوقت ضرورت اسے مجبور کرنا ہمارا طریقہ کار ہوگا۔

(۲۱)......آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں ہر جگہ ''نظام جمہوریت'' ہی واجب الاقتداء ہے، لہٰذا ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کتنے لوگ ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے ہمارے اس قول کا کہ ''نظریہ ۱۸'' پر مبنی نقشہ ''جمہور'' کا نقشہ ہے۔

(۲۲)....اسی طرح اتفاق رائے سے کسی نظریے کو شہرت دینا اگرچہ اہل سنت والجماعت کے اصولوں کے خلاف ہو کر شریعت اسلامی سے متصادم ہے مگر ہم کیا کرے آج یہی رواج پڑ گیا ہے جس کا ساتھ دینا ہماری مجبوری ہے۔

(۲۳)......دوسری مجبوری ہماری یہ ہے کہ یہ تحقیق اگرچہ مفتی اعظم رشید احمد لودھیانویؒ کی ہے مگر اس کی تشریح صوابی کے اس ملازم کے حصے میں آ گئی۔ لہٰذا ''ہم محققین'' کے لئے اس آدمی کا ساتھ دینا ہماری شان کے منافی ہے۔

(۲۴)......نقشہ بناتے وقت علمی طور پر اس کے اوپر راولپنڈی کے مفتی صاحب کا حوالہ درج کریں گے۔ اگرچہ اس کے مدلل جوابات ''کشف الغشاء'' اور ''کشف السطور'' کی صورت میں ہو چکے ہیں، اور ہم نے انہیں جان بوجھ کر نظر انداز کر کے پڑھے نہیں ہیں۔ مگر ظاہری طور پر نقشے پر ''مجلس التحقیق الاسلامی'' کا نام لکھ کر اس طریقے سے ہمارے نقشے کو تحقیق پر مبنی ایک جعلی شکل مل جائے گی۔

(۲۵)......  اصول جمہوریت کو سامنے رکھ کر اسے جمہوری بنانے کے لئے چند علماء کے

نام درج کریں گے۔جس کی بنیاد پر یہ نقشہ ''جمہوری'' قرار پائے گا۔

(۲۶)...... یہ خوف بھی دل میں نہیں لانا کہ جن علماء کے نام نقشے کے اوپر جن عبارات کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک نے بھی نہ مشاہدہ کیا ہے اور نہ خود تحقیقی نظر سے اس مسئلے کا نوٹس لیا ہے، اس لئے کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ ہمارے ''جمہوری نقشے'' کی بنیاد تحقیق نہیں بلکہ نقشے پر زیادہ سے زیادہ ناموں کا اندارج ہی اس کے لئے کافی ہے۔لہٰذا یہاں صرف نام کافی ہیں اگرچہ انہیں اس مسئلے کی تحقیق کا پتہ نہ ہو۔

## الزامات یا حقائق؟

جمہوری نقشے کے قائلین اگر مذکورہ بالا اصول میں سے کسی ایک کا بھی انکار کردے کہ یہ ہمارے اوپر الزام ہے تو بندہ فقیر عرض کرتا ہے کہ ان سے پوچھا جائے کہ جو لکھا گیا ہے تحریری طور پر اس کے خلاف وضاحت پیش کرے۔اور قول وفعل سے اپنی تحریر کا ثبوت دیں۔مثلاً:

(۱)...... مذکورہ بالا اصول میں سے نمبر ا، اگر ان حضرات پر الزام ہے تو بتایا جائے کہ انہوں نے مشاہدات کے لئے انتظام کیوں نہیں کیا جو اس باب میں قطعیت کا درجہ رکھتا ہے؟ اور جب کسی مسئلے کے اثبات میں مشاہدہ اتنی اہمیت کا حامل ہو تو کسی عمل میں بنیادی اور فیصلہ کن عمل کو ہی ضروری نہ سمجھنا کس فہم ودانش کا کرشمہ ہے کہ اسے ''تحقیق اسلامی'' قرار دیا جائے؟

(۲)......اسی طرح نمبر ۸ کو لے لیں اگر اسے بھی کوئی شخص الزام قرار دے۔تو محقق طوسی

اور شرح چغمینی کے حوالوں کی وضاحت اسی رسالے کے صفحات نمبر ۳۷ تا ۴۱ میں گزر چکی ہے اس کے باوجود ان حوالوں کو اپنے نقشے میں کیوں درج کئے ہیں؟

(۳)......اسی طرح نمبر ۱۱ میں لکھا گیا ہے کہ ان کا رویہ یہ ہے کہ مفتی رضوان صاحب کی تو دونوں کتب اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں اور زیر مطالعہ ضرور ہونگی کیونکہ نقشے پر اس کے حوالے درج کئے گئے ہیں مگر ان کے جواب میں لکھی گئی تحریریں ''کشف الغشاء'' اور'' کشف السطور'' حاصل کرنا ہی نہیں پسند کرتے ۔اب اگر ان کے خیال میں ہم نے یہ الزام لگایا ہے تو ثبوت پیش کرے کہ واقعی ان لوگوں نے ان جوابی تحریروں کا بغور مطالعہ کیا ہے؟ پھر اگر کچھ اشکال باقی تھا تو اس کا اظہار کہاں کیا ہے؟اسی طرح سب اصولوں کو ایک ایک کر کے پوچھ لیجئے گا، یہ فقیر ثبوت دینے کے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر وقت حاضر ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ'' جمہوری نقشے'' کے اوپر جتنا بھی تائیدات وتصدیقات کا اندراج کیا گیا تھا تقریباً سب کے سب غیر مستند اور نا قابل اعتبار ثابت ہو گیا۔لہٰذا انہی دلائل کے ہوتے ہوئے'' جمہوری نقشہ'' مسلمانوں کی عبادات مثلاً صوم صلوٰۃ کے اوقات کے لئے شرعی معیار نہیں قرار دیا جا سکتا۔امت مسلمہ بالخصوص پڑھے لکھے طبقے کی خدمت میں گزارش ہے کہ کوئی بھی اسلامی مسئلہ ہو محض ناموں کی کثرت سے مرعوب ہو کر نہیں بلکہ شرعی دلائل کی قوت کے تحت دیکھنا چاہئے ،۔ہم الحمد للہ مسلمان ہیں ہمیں شرعی حقائق کو اللہ ہی کے لئے تسلیم کرنا چاہئے ۔ ہمارے دلوں میں کوئی ایسی چیز قرار نہ

پائے جو حقائق کے مقابلے میں آڑے آجائے اور بالآخر تحقیق کے بجائے شہرت اور جانبداری کے شکار ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

# باب دوم

اس باب میں ان لوگوں کی فہرست بمع مختصر حوالجات پیش کی جارہی ہے جو صبح صادق کو شرعی طور پر اس وقت تسلیم کرتے ہیں، جس وقت افق شرقی کے نیچے سورج ابھی ۱۵ درجے کے مقام پر پہنچ گیا ہو۔ اور اس مقام سے نیچے (یعنی ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ مقامات پر) جب سورج کی روشنی ظاہر ہورہی ہوتی ہے تو وہ روشنی صبح کاذب ہے۔

فصل اول

# ۱۸ درجے پر صبح کاذب اور ۱۵ درجے پر صبح صادق کے قائلین

## اور جمہور کی علمی اور تحقیقی آراء

جمہوری نقشے کے قائلین (یعنی 18 درجے والے) بھی مسلمان ماہرین کے نام یا کبھی ان کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔مگران حوالجات پر ہم پچھلے صفحات میں تبصرہ کر چکے ہیں کہ ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ملا جو معارضہ سے سالم ہو، بلکہ اکثر حوالجات میں تاویلات بعیدہ یا تحریف کی گئی ہے۔علاوہ ازیں ان حضرات نے کچھ مشاہدات کو بھی اپنی تائید میں نقل کردئے ہیں مگر قارئین وہ ملاحظہ فرما چکے کہ اکثر مشاہدات میں بادل نظر آتے رہیں لہٰذا ان مشاہدات میں بھی قوت نہ رہی جس سے نظریہ ۱۸ عملی جامہ پہن سکے ۔اس فصل میں ان بزرگوں کے اقوال وتحقیقات پر مبنی آراء ذکر کئے جارہے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۸ درجے پر صبح کی روشنی ظاہر ہوتی ہے مگر وہ بہر صورت صبح کاذب ہی کی ہوتی ہے جبکہ صبح صادق کی مستطیر روشنی اس کے تین درجے بعد یعنی ۱۵ درجے پر ظاہر

ہوتی ہے۔ذیل میں ان حضرات کے حوالجات ومشاہدات کے خلاصے ملاحظہ فرمائیں:
(۱) کتاب التصریح کے'' فصل خامس فی الصبح والشفق ''میں تفصیلی بحث کر نے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

اذ قد علم بالتجربةان انحطاط الشمس اول الصبح الکاذب وآخر الشفق ثمانية عشر درجة............(التصریح،صفحہ ۶۸)

ترجمہ : یہ بات تحقیق کیساتھ تجربے سے ثابت ہوچکی ہے کہ اول صبح کاذب کے ظہور اور شفق ثانی کے غیوب کے وقت آفتاب افق سے ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے۔

(۲) پھر محشی علیہ الرحمۃ عبارت بالا کے حاشئے پر تحریر فرماتے ہیں:

ان انحطاط الشمس من الافق عند اول طلوع الصبح وهو البياض المستطيل المسمى بالکاذب وآخر غروب الشمس وهو البياض المستدق المستطيل .......الى ان قال.. يکون ثمانية عشر جزء من دائرة الارتفاع (حواله بالا)

ترجمہ: یقیناً افق سے سورج کا جھکاؤ اول صبح کے وقت جو کہ سفید مستطیل روشنی ہوکر کاذب کہلاتی ہے،اور غروب شمس کے بعد آخر شفق جو بیاض مستطیل ہوتی ہے........۱۸ درجے پر ہوتا ہے۔

(۳) شرح الچغمینی میں صفحہ نمبر ۱۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

'' وقد عرف بالتجربة ان اوّل الصبح وآخر الشفق انما يکون

اذاکان انحطاط الشمس ثمانیة عشر جزء .ففی بلد یکون عرضه اقل من تمام المیل بثمانیة عشر جزءاً یتصل الشفق بالصبح الکاذب اذا کانت الشمس فی المنقلب الصیفی۔(۱)

ترجمہ: اور تحقیقاً تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اول صبح اور آخر شفق اس وقت ہوتے ہیں جب آفتاب ۱۸ درجے افق سے نیچے ہو۔پس جس شہر کا عرض بلد تمام المیل سے ۱۸ درجے کم ہوگا (جو کہ ۴۸ عرض البلد بنتا ہے) وہاں انقلاب صیفی (۲۲ جون) کے وقت شفق صبح کاذب سے مل جائے گی۔

(۴) اسی عبارت کے حاشیہ نمبر ۹ پر مولانا محمد عبدالحلیمؒ تحریر فرماتے ہیں :

ثمانیة عشر جزءً هذا هو المشهور ووقع فی بعض کتب ابی ریحان انه سبعة عشر جزء وقیل انه تسعة عشر جزء وهذا فی ابتداء الصبح الکاذب.......(۲)

ترجمہ : ۱۸ درجے والی بات مشہور ہے اگرچہ ابی ریحان کی بعض کتب میں یہ مقدار ۱۷ بھی منقول ہے اور کسی نے تو ۱۹ درجے والے قول بھی لیا ہے۔اور یہ ساری اختلافی بحث صبح کاذب سے متعلق ہے۔

(۵) مالا بد منہ کے فارسی حاشیہ میں لکھتے ہیں:

---

۱۔ شرح چغمینی ص ۱۲۲، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ۔علاوہ ازیں شرح چغمینی کے حوالے پر تفصیلی کلام پچھلے صفحات (۳۷ تا ۴۱) میں گزر چکا ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیجئے گا۔

۲. شرح چغمینی ص ۱۲۲، حاشیہ ۹

بدانکہ صبح دو باشد یک کاذب کہ ہنگام انحطاط بر ہیژدہ درجہ از درجات دائرہ ارتفاع مارۃ بمرکز شمس سفیدی ضعیف ودراز وباریک براجزاء کثیفہ سطح مخروط ظل زمین مسمی بلیل نمودار شود واورا کاذب ازیں جہت گویند کہ افق تکذیبش می کنند کہ دراں حال مظلم باشد....الی قولہ.......... ودوم صبح صادق وآں روشنی نہار درافق شرقی باشد ھنگام انحاط آفتاب پانزدہ درجہ قالہ البرجندی۔(۱)

ترجمہ: خبردار صبح دو ہیں (ایک) کاذب کہ اس وقت سورج دائرہ ارتفاع سے ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے..........دوم صبح صادق ہے اور یہ افق شرقی پر دن کی روشنی کا نام ہے جس وقت سورج ۱۵ درجے نیچے ہوتا ہے اور یہی بات علامہ برجندیؒ نے فرمائی ہے۔

(۶) بیست باب کے حاشئے میں شارح علم ہیئت مولانا محمد عبیداللہ الایوبی الکندھاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

اقول قد علمت من بیان المصنفؒ فی هذا الباب ان المقدار الفاصل بین طلوع الصبح الکاذب وطلوع الشمس ۱۸ درجة (۲)

میں مصنفؒ (محقق طوسی) کے بیان سے یہ حقیقت سمجھا ہوں کہ صبح کاذب اور طلوع آفتاب کے درمیان ۱۸ درجے کا فرق ہوتا ہے۔

---

۱۔ حاشیہ مالا بدمنہ، ص ۲۹، بحوالہ احسن الفتاویٰ ج ۲، ص ۱۶۶

۲۔ بست باب للطوسی صفحہ نمبر ۱۶ حاشیہ ۳

**(۷) اسی طرح حاشیہ نمبر ا میں تحریر ہے:**

انـه قد علم بالتجربة ان اول الصبح الكاذب انما يكون اذا كان انحطاط الشمس من الافق الشرقی ثمانية عشر جزء (۱)

**تجربے سے ثابت ہے کہ صبح کاذب کے وقت سورج افق شرقی سے ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے۔**

**(۸) معارف السنن میں تحریر فرماتے ہیں:**

" قـوله : وان اول وقت الفجر حين يطلع الفجر۔ذكر علماء الهيئة الـريـاضية ان الـصبـح الكاذب يطلع حين كان انحطاط الشمس ثمانی عشرة درجة ،والصادق حين كان خمس عشرة درجة.قال الشيـخ عـلـى الـداغستـانـی:ان التـفـاوت بيـن الـفجرينو كذا بين الشـفـقيـن الاحـمـر والابيض انماهو بثلاث درج الخ۔حكاه ابن عـابـديـن الشـامـی فـی "شـرح الـدرالـمختار" وقد ذكرصاحب "التـصـريـح"فـی الفصل الخامس وشارح الملخص" الصغمينی" (۲) فـی البـاب الثالث من المقالة الثانية :انه وقال فی الشرح : و قدعرف بالتجربة ان اول الصبح وآخر الشفق انما يكون اذا كان

---

۱۔حوالہ بالا

۲۔شائد کتابت کی غلطی کی وجہ سے "الصغمینی "لکھا گیا ہو، غالباً اس سے مراد "الچغمینی " ہے

انحطاط الشمس،ای من الافق، ثمانیة عشر جزأ "(۱)

''فجر کا اول وقت جب کہ فجر طلوع ہو جائے ،(کے تحت لکھتے ہیں ) علماء ہیئت وریاضی دانوں نے ذکر کیا ہے کہ صبح کاذب اس وقت طلوع ہوتی ہے جبکہ سورج ۱۸ درجے زیر افق ہو، اور صبح صادق اس وقت جبکہ سورج ۱۵ درجے زیر افق ہو۔شیخ داغستانی نے فرمایا ہے کہ صبح کاذب اور صادق کے درمیان تفاوت تین درجے ہوتا ہے جیسا کہ شفق احمر اور شفق ابیض کے درمیان ہوتا ہے۔اسی کو ابن عابدین شامیؒ نے بھی درمختار کی شرح میں نقل فرمایا ہے۔اور صاحب التصریح نے فصل خامس میں اور شارح چغمینی نے مقالہ دوم کے باب نمبر۳ کہ تحقیقاً تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اول صبح اور آخر شفق اس وقت ہوتے ہیں جب آفتاب ۱۸ درجے افق سے نیچے ہو۔

معارف السنن میں اس بحث کو مزید بڑھادی گئی ہے مگر اس میں علامہ الہیثمی اور مفسر علامہ روح المعانی کے اختلافات کا تذکرہ ہے جس کے بارے میں تفصیلی کلام کشف الغشاء کے حصہ دوم میں مذکور ہے۔بہرحال حضرت علامہ نے اپنی بات اوپر تحریر فرمادی ہے۔

**(۹)** اعلاء السنن میں علامہ ظفر احمد عثمانی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

وقال فی الشرح : و قدعرف بالتجربة ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس،ای من الافق، ثمانیة عشر جزأ ' قال المحشی : "ھذا ھو المشھور ،ووقع فی کتب

---

۱۔معارف السنن ج ۲، ص ۳۰

ابی ریحان انه سبعة عشر جزأ ،وقیل:انه تسعة عشر جزأ،وھذا فی ابتداء الصبح الکاذب “ ..............(اعلاء السنن ج ۲،ص ۱۵)

’’اور شرح (چغمینی ) میں ہے: تحقیقاً تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اول صبح اور آخر شفق اس وقت ہوتے ہیں جب آفتاب ۱۸ درجے افق سے نیچے ہو۔اس پر محشی نے لکھا ہے یہ (۱۸ درجے والاقول ) مشہور ہے اگر چہ ابی ریحان کی بعض کتب میں یہ مقدار ۱۷ بھی منقول ہے اور کسی نے تو ۱۹ درجے والے قول بھی لیا ہے۔اور یہ (۱۸،۱۷ اور ۱۹ درجے کے اقوال ) صبح کاذب کی ابتداء سے متعلق ہے‘‘

ماہرین فن علماء مسلمین کی اتنی کثیر تعداد کے باوجود جمہوری نقشے کے مدافعین ہر مقام پر غلط بیانی سے کام لیتے رہتے ہیں کسی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ ان کا تفرد ہے،کبھی فرماتے ہیں ممکن ہے غلطی کی وجہ سے صبح کے ساتھ ’’کاذب‘‘ کا اضافہ ہو گیا ہو حالانکہ یہ بات کس پر مخفی ہے کہ کسی تحریر میں ایک لفظ کی غلطی تو ممکن ہے مگر اس کے سیاق وسباق میں بھی اگر یہی مضمون بیان ہو رہا ہو کہ ان بزرگوں نے ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی کو صبح کاذب سمجھ کر ہی ’’کاذب‘‘ تحریر فرمایا ہے،تو پھر اس کو غلطی قرار دینا انصاف و دیانت کا سخت منافی ہوگا۔کبھی لکھتے ہیں کہ بعد میں محشی حضرات نے پہلے والے کی متابعت کی ہے حالانکہ یہ بات بلا دلیل لکھنے کے ساتھ ان بزرگوں کی دیانت اور علمی مقام کے بھی خلاف ہے جبکہ انہوں نے بارہا اذقد علم،قد بالتجربة ،وھذا ھو المشهور جیسے الفاظ بھی تحریر فرمائے ہوں۔

اس باب میں اگر متابعت کی بات کی جاسکتی ہے تو وہ خود ۱۸ درجے کے قائلین کے بارے میں ہی ثابت ہے کہ ان حضرات کی ساری تحقیق کا منبع ہی اہل مغرب کے سائنسدان ہیں، اور انہی پر اعتماد کرکے یہ صبح کاذب کو صبح صادق کہنے لگے ہیں۔ایک دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مولانا یعقوب قاسمی رکن جامعہ علوم القرآن مجلس شوریٰ، جمبوسر (برطانیہ) اپنی تصنیف ''برطانیہ واعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق'' میں صفحہ نمبر ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

''صبح شام ان تینوں شفقوں کی ابتداء وانتہاء کے وقت آسمان پر روشنی کی کیا کیفیت ہوتی ہے، اس کی تشریح رائل گرین وچ آبزرویٹری کی سائنس ریسرچ کونسل نے اپنی آسٹرونومیکل انفارمیشن شیٹ نمبر سات میں جو کی ہے وہ درج ذیل ہے........'' (۱)

اس کے بعد ان کی ساری تفصیلات ذکر کے موصوف نے آسٹرونومیکل ٹویلائٹ کو صبح صادق قرار دیا ہے.

(۲) اسی طرح صفحہ نمبر ۲۲۳ پر اردن کے کلیۃ الشریعہ کے ڈاکٹر ابراہیم الکیلانی صاحب کی عبارت نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں:

''ومن هذه المعلومات المستفادة من الانسا كلو بيد يا

---

ا۔ برطانیہ واعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق'' ص:۴۲، مولانا محمد یعقوب اسماعیل قاسمی

البریطانیہ والامریکیہ وتحدید درجة واحدة هی درجة ١٨ لبدایةالضوء فی مطلع النهار ولغیا .(١)

”اور یہ معلومات کہ دن کی روشنی کی ابتداء اور انتہاء سورج کے 18 درجے زیر افق سے ہوتی ہے، انسا ئیکلو پیڈیا برٹانیکا اور انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ سے ماخوذ ہیں“

آپ نے دیکھا کہ خود ۱۸ درجے والوں کی تحقیقات کی بنیادیں کیسے اہل مغرب کے ماہرین فن کی مطابعت میں مضبوط ہورہی ہیں۔جبکہ ۱۸ پر صبح کاذب اور ۱۵ پر صبح صادق کہنے والوں کا شمار اگر ایک طرف فن ہیئت کے شناساؤوں میں سے ہے تو دوسری طرف وہ قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کے سمندر کے شناور بھی کہلاتے ہیں۔لہٰذا مسلمان محققین اور ماہرین فن کے اقوال وتحقیقات کی ایسی خودساختہ تشریح بیان کرنا جو ماضی کے تمام شارحین کی توضیحات کے بالکل الٹ ہو، کس عقل وفہم کے مطابق مسلمانو ں کے لئے قابل قبول ہوسکتا ہے؟

## دونوں ماہرین میں فرق:

آج کے جدید اور سائنسی دور کے ماہرین بھی علم الفلکیات پڑھتے اور پڑھاتے ہیں جبکہ علماء اسلام بھی فن ہیئت سیکھتے چلے آرہے ہیں۔کوئی بتا سکتا ہے کہ دونوں گروہوں میں کیا فرق ہے؟ دور جدید کے ماہرین کا مطمع نظر صرف اور صرف مادہ ہے یعنی ان کی

---

۱۔ حوالہ بالا :ص۲۲۳

تحقیقات کی پشت پر مادہ پرستی کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے وہ کائنات کے اصولوں کا کھوج لگا کران کی روشنی میں قواعد وضوابط منضبط کرتے ہیں جسکے نتیجے میں سائنسی انکشافات کا ظہور ہوکران کے لئے تعیش کا سامان بن جاتا ہے۔جبکہ علماء اسلام کے سامنے وہ تمام آیات بینات ہیں جن میں کائنات ومافیھا اوراس میں دن رات تغیرات وواقعات کو عقیدہ توحید کے اثبات میں دلائل وشواہد کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔وہ اس علم کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت اوراس کے قوت وجلال کے مظہر کے طور پر غور وفکر میں گم ہوجاتے ہیں۔اس کے علاوہ علماء کرام کے لئے اس علم کے حصول اوراس میں تحقیق کا باعث احکام شریعت کا نہایت اہم حصے کی حفاظت ہے جو کسی نہ کسی طور پر اس کائنات میں روز وقوع پذیر تبدیلیوں کے ساتھ متعلق ہیں،مثلاً نماز کے اوقات،رمضان ،حج وغیرہ کے مہینوں کی معرفت۔اب دونوں گروہ کے نصب العین کوایک نظر دیکھئے پھر فرمائیے کہ زیر بحث موضوع یعنی صبح صادق اور کاذب کے معاملے میں کس گروہ کے قول پرعمل کرنا اقرب الیٰ الصواب ہے؟

## ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی کیسی ہوتی ہے؟

**اشکال:** اگر یہ کہا جائے کہ مشاہدہ کرکے دیکھا جائے اس وقت روشنی مستطیل نہیں ہوتی بلکہ مستطیر ہوتی ہے۔لہٰذا ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی صبح صادق ہی ہے۔

**جواب:** جواب یہ ہے کہ یہ ویسے تک بندی یا محض کتابی اوراق تک محدود بات نہیں

ہے بلکہ جن بزرگوں نے اس وقت ظاہر روشنی کو صبح کاذب قرار دی ہے انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ ہمارا یہ فیصلہ مسلسل تجربات کے بعد کیا گیا ہے۔ **انہ قد علم بالتجربة ، وقد عرف بالتجربة ، اذ قد علم بالتجربة** کے الفاظ تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔اب ہمارے لئے وہ تجربات زیادہ قابل اقتداء ہیں جو اکابر نے کئے تھے۔جن کی مزید تائید مندرجہ ذیل حقائق سے ہو رہی ہے:

(۱)......احسن الفتاویٰ کے مشاہدات جو کہ براہ راست حضرات اکابر نے کئے تھے۔

(۲)......فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب (جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ،نوشہرہ،خیبر پختونخواہ) بھی فتاویٰ فریدیہ ج ۲ ص ۱۵۱ تحریر فرماتے ہیں:

> ”محکمہ موسمیات اور درجات کو بالائے طاق رکھیں ان کا اندازہ یہاں بھی مشاہدہ کے خلاف ہے“......................(فتاویٰ فریدیہ ج۲ص ۱۵۱ )

آگے ص ۱۵۳ پر لکھتے ہیں:

> ”ریاضی کے اصول پر یہ وقت پندرہ درجہ یعنی ۱۵*۴=۶۰ منٹ ہے مگر غروب شمس کے بعد مکرر مشاہدہ سے سوا گھنٹہ ثابت ہے اور صبح صادق کا وقت بھی اسی مقدار سے زائد نہیں ہے ہمارے علاقہ میں صبح صادق ذوالقعدہ (۱۴۰۲ھ) کے اوائل میں میں چار بج کر پچیس منٹ بعد نکلتی ہے۔“ ...................................... (حوالہ بالا، ج۲،ص:۱۵۳)

(۳)......ہمارے ایک رشتہ دار جناب حضرت فضل وہاب صاحب جو تقویٰ اور احتیاط میں علاقہ میں معروف ومشہور ہیں۔راقم بذات خود کئی دفعہ (اصلاحی تعلق کی بنیاد پر)

حضرت صاحب کیساتھ باوجود دوسرے محلے کے اعتکاف میں شریک ہوتا رہا۔سحری اور صبح صادق کے تعین کا دارومدار ان حضرات کے نزدیک مشاہدے پر تھا۔کیونکہ حضرت مغرب کی جانب دور کھیتی باڑی کرتے ہوئے آبپاشی کیلئے اکثر اوقات رات کے وقت جایا کرتے تھے ۔اسلئے ان کو مشاہدہ کا موقع نہایت آسانی کیساتھ میسر آتا تھا۔لہٰذا اکثر اوقات ایسا ہوا کہ پرانے نقشے کی بنیاد پر ارد گرد مساجد میں صبح کی اذانیں ہو رہی تھی اور ادھر ہم ابھی سحری کھا رہے ہوتے تھے۔فقیر کے ایک سوال پر فرمایا کہ ہم نے کئی دفعہ صبح صادق کا مشاہدہ کافی تاخیر سے طلوع ہوتے ہوئے کیا ہے۔

(۴)......بالکل صوابی شہر کے مرکزی جامع مسجد صوابی اڈہ کے پیش امام اور خطیب مولانا گل رحیم صاحب (جن کے سرکاری سطح پر میراث وطلاق وغیرہ کے فتوے عدالتی فیصلوں میں پیش کئے جاتے ہیں) علی الاعلان (پرانے) نقشوں کی مخالفت پر مصر تھے اور اس مخالفت میں اتنے متشدد ہوگئے تھے کہ ایک ملاقات پر انہوں نے اوقات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ''کہ بھئی میں تو نقشہ نہ پرانا مانتا ہوں اور نہ نیا۔نیا نقشہ تو میں نے خیر دیکھا نہیں کہ اس کے اوقات کیا ہیں،مگر پرانا نقشہ جو عام مساجد میں استعمال کیا جارہا ہے،فجر اور عشاء کے اوقات کے حوالے سے تقریباً ۲۰ منٹ کے حساب سے غلط ہے''

(۵) ......ہم نے بھی الحمدللہ احباب سمیت بیسوں مشاہدات کر کے حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں پایا کہ اس وقت ر(۱۸ درجے پر)وشنی مستطیل ہی ہوتی ہے کوئی مستطیر نہیں

ہوتی۔ خلاصہ جواب یہ کہ مذکورہ بالا شواہد سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوگئی، کہ مشاہدے کے حوالے سے بھی اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے کہ ۱۸ درجے کے وقت روشنی مستطیر ہوتی ہے بلکہ متقدمین ماہرین فن، علماء اور مفتیان حضرات کے مسلسل تجربات اس پر شاہد ہیں کہ اس وقت ظاہر ہونے والی روشنی بالکل مستطیل ہوتی ہے اور یہی صبح کاذب ہے۔

## علماء عرب کی تحقیقات وآراء

ذیل میں عرب شیوخ کی آراء اور تحقیقات پیش کئے جارہے ہیں، حتی کہ ''صبح صادق'' ہی کے قضیے کو حل کرنے کیلئے اسی موضوع پر مستقل کانفرنس اور فقہی مجالس منعقد کی گئیں، جن کے تحت رؤیت اور مشاہدات کیلئے عرب کے صحراؤں میں مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ فقہی مجلس نے اپنا یہ سلسلہ پورے سال پر مشتمل رکھا، جس کے نتائج کو اکھٹا کر کے خلاصہ یہ نکل آیا کہ پرانے نقشے (تقاویم) جن میں ''تقویم ام القری'' بھی شامل ہے، اصل ''شرعی صبح صادق'' سے 15 منٹ سے لیکر 25,23 منٹ تاخیر سے طلوع ہوتی ہے۔ جس کا فنی اعتبار سے زیر افق درجات 14.6 تا 15 ہیں یعنی سورج کے 15 درجے زیر افق کے بعد صبح صادق طلوع ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ ذیل میں عرب محققین ومشائخ کی تحقیقی آراء اور اسی موضوع پر منعقد ایک ''فقہی مجلس'' کی مختصر روئیداد نقل کررہے ہیں:

**۱...... شیخ د. سعد بن ترکی الخثلان:**

الشیخ الخثلان سے ’’مکہ مکرمہ‘‘ میں رائج اوقات نماز کے نقشے کے بارے میں استفتاء کیا گیا ہے۔جس کے جواب میں شیخ خثلان نے جوابی طور پر ایک مفصل فتویٰ بعنوان ” **خطأ اکثر التقاویم لوقت صلاۃ الفجر** “ لکھا ہے،جس سے قارئین کے استفادہ کے لئے ضروری اقتباسات نقل کئے جا رہے ہیں:

” معظم التقاویم فی العالم الاسلامی و منها تقویم ام القری یوجد لدیها اشکالیة فی تحدید دخول وقت صلا ة الفجر اذ، انها تعتبر الشفق الفلکی بدایة لوقت الفجر،و الشفق الفلکی هو الفجر الکاذب الذی حذر النبی ﷺ من الاغترار به کما جاء عند مسلم عن سمرة بن جندب رض ان رسول الله ﷺ قال : لا یغرنکم الخ ...... وهذا الشفق الفلکی یکون علی درجة 18وقد وضع علیه تقویم رابطة العالم الاسلامی وتقویم العجیری،اما تقویم ام القری فقد وضع علی درجة 19ای مع تقدیم اربع الی خمس دقائق ، وقد وجدت دراسات فلکیة حدیثة لتحدید الدرجة الصحیحة لبدایة الفجر الصادق،والذی استقرت علیه الدراسات انه ما بین 14.5 الی 15 ای ان الفارق بینها وبین تقویم ام القری مابین 15الی 23 دقیقة بحسب فصول السنة ۔

’’عالم اسلامی میں بہت سارے تقاویم (نقشے) جن میں ایک ’’تقویم ام

القری'' بھی ہے، ان میں درج نماز فجر کے وقت پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اس میں ''شفق فلکی'' کو وقت فجر قرار دیا گیا ہے۔جبکہ ''شفق فلکی'' حقیقت میں صبح کاذب ہی ہے جس سے دھوکہ کھانے سے نبی کریم ﷺ نے حدیث میں منع فرمایا ہے۔قال : لا یغرنکم الخ ----اور یہ ''شفق فلکی'' جو کہ 18 درجے پر ظاہر ہوتی ہے، اور اسی پر رابطة العالم الاسلامی اور العجیری نے اوقات نماز کے نقشے مرتب کئے ہیں۔اور یہ جو''ام القری'' ( مکہ مکرّمہ ) کا نقشہ ہے ،تو اس کو 4،5 منٹ کا احتیاط برتے ہوئے 19 درجے کی بنیاد پر بنایا گیا ہے۔اور میں نے صبح صادق کے صحیح وقت کی تعیین کے حوالے سے جدید علمی اور فنی ابحاث پڑھی ہیں۔صحیح اندازہ جس پر تحقیقاتی مجالس نے اتفاق کیا ہے وہ ہے: 14.5 اور 15 درجے کے درمیان ۔یعنی ( صبح صادق کے ) صحیح وقت اور'' ام القری'' کے نقشوں میں مندرج اوقات کے درمیان، سال کے مختلف موسموں کے اعتبار سے، 15 منٹ سے لیکر 23 منٹ ہے۔

## ۲...... الشیخ ڈاکٹرمحمد تقی الدین بن عبد القادر الھلالی :

(پروفیسر اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ، سعودی عربیہ)

اپنی تحقیقی روئیداد کو تذکرہ کرتے ہوئے اوقات نماز کا پوراپس منظر تحریر فرماتے ہیں:

قضیت شبابی و کھولتی وبعض شیوختی فی الشرق و لما رجعت الی المغرب بسبب الفتنة التی صارت فی العراق سنة

(1379ھ) اکتشفت بما لا مزید علیه من البحث و التحقیق والمشاهده المتکررة من صحاح البصر وانا معه لانی کنت فی ذلك الوقت ابصر الفجر بدون التباس ان التوقیت المغربی لاذان الصبح لا یتفق مع التوقیت الشرعی ، وذلك ان الموذن یوذن قبل تبین الفجر تبینا شرعیا ، فاذانه فی ذلك الوقت لا یحل صلاة الصبح و لا یحرم طعاما علی الصائم، وصرت افتی بذلك واعمل به الی یومنا هذا (۱)

”میں نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کا بعض حصہ مشرق میں گزار کر جب 1379ھ میں عراق کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے مغرب آیا تو مجھے نہایت بحث وتحقیق اور میری موجودگی میں صحیح البصر لوگوں کے بار بار مشاہدات کے بعد یہ حقیقت یقین کے ساتھ واضح ہوگئی کہ صبح کی اذان کا وقت ”شرعی وقت“ کے مطابق نہیں ہے۔اور مؤذنین شرعی طور پر صبح صادق ظاہر ہونے سے پہلے اذان دینے لگ جاتے ہیں،لہٰذا اسی وقت میں مؤذن کی اذان سے نہ صبح کی نماز جائز ہوسکتی اور نہ روزہ رکھنے والے کیلئے (سحری کے طور پر) کھانا ناجائز ہوسکتا ہے۔پس میں نے اسی وقت سے اسی پرفتوی دیکر اس کے مطابق عمل شروع کیا جو آج تک اسی طرح جاری ہے۔

---

۱۔ الفجر الصادق وامتیازه عن الفجر الکاذب ص ۱

## ۳......الشیخ عبد المحسن العبیکان (من شیوخ مکہ مکرمہ)

### (مقالہ: توقیت صلاۃ الصبح)

یہ مقالہ ریاض سے جاری ہونے والے جریدے " جریدۃ الریاض " میں شائع کیا گیا ہے۔اس میں فجر کو لغوی، کتاب السنّت کے حوالے واضح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل عنوان قائم کیا گیا ہے: " آراء العلماء فی توقیت التقاویم و الاذان الثانی قبل صلاۃ الفجر " اس عنوان کے تحت شیخ العبیکان نے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ، علامہ حافظ ابن حجرؒ اور شیخ القرافی کے اقوال اس حوالے سے ذکر کئے ہیں، کہ صبح صادق سے پہلے اذان دینا ایک بہت برا فعل اور نہایت قبیح عادت ہے جو اس زمانے میں عام ہوگئی ہے۔اور مؤذنین اس پر مرتب ہونے والے نقصانات کے ذمہ دار ہیں۔ لہٰذا اذان دیتے وقت نہایت احتیاط کرتے ہوئے یہ یقین کرنا چاہئے کہ وقت داخل ہو چکا ہے۔اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

> ونظیر ذالك ما یحصل الان فی الوقت الحاضر ،فان معظم التقاویم تدخل وقت صلاۃ الفجر قبل الوقت الشرعی ،ومنها تقویم ام القری......................**(توقیت الصلوٰۃ ص ۳،٤)**

"موجودہ دور میں اس (یعنی وقت سے پہلے اذان دینے) کی مثال یہ ہے کہ (فن فلکیات پر اعتبار کرکے) بہت سارے نقشے ایسے ہیں جن میں نماز فجر کا وقت شرعی وقت سے پہلے داخل ہو جاتا ہے، جن میں سے ایک " مکہ

مکرمہ سے شائع ہونے والا دائمی نقشہ اوقات نماز'' بھی ہے۔

اس کے بعد شیخ عبیکان'' تقویم ام القری'' (جوکہ 18 بلکہ 19 درجے کے مطابق تیار کی گئی ہے، تو اس) کی تردید میں مندرجہ ذیل محققین کی آراء و تحقیقات نقل فرمائے ہیں:

**٤۔ ......قال الشيخ محمد رشيدرضاء :**

و من مبالغة الخلف فى تحديد الظواهر طمع التفريط فى اصلاح الباطن من البر والتقوى،انهم حددوا اول الفجر وضبطوه بالدقائق وزادوا عليه فى الصيام امساك عشرين دقيقة قبله للاحتياط ،والواقع ان تبين بياض النهار لا يظهر للناس الا بعده بعشرين دقيقة تقريباً تفسير المنار:184/2۔**(حواله بالا ص٤٠٣ )**

''ظاہر کی تحدید اور اصلاح باطن یعنی نیکی اور تقوی میں تفریط کرنے والے خلف کے مبالغہ میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے پہلی صبح کی تحدید کرکے اس کو منٹوں کے حساب سے درج کر دیا اور پھر رمضان میں احتیاط کے طور پر اس سے پہلے 20 منٹ بڑھا دئے، حالانکہ عام طور پر دن کی روشنی (یعنی صبح صادق) اس وقت سے تقریباً 20 منٹ بعد ظاہر ہوتی ہے، تفسیر منار 184/2

**۵۔...... قال تقى الدين الهلالى :**

اكتشف بما لامزيد عليه من البحث و التحقيق ،والمشاهد المتكررة من صحيح البصر وانا معه۔ لانى كنت فى ذالك الوقت

ابصر الفجر بدون التباس۔ان التوقیت لاذان الصبح لا یتفق مع التوقیت الشرعی ،وذالك ان المؤذن یؤذن قبل تبین الفجر تبیانا شرعیا ، بیان الفجر الصادق و امتیازہ ص ۲ ........ (**حوالہ بالاص۴**)

**”بحث وتحقیق ،اور میری موجودگی میں ، کہ میں بغیر التباس کے مکملیقین کیساتھ صبح صادق دیکھ رہا تھا،صحیح البصر لوگوں کے بار بار مشاہدات کے بعد یہ حقیقت واضح ہوگئی، کہ صبح کی اذان کا وقت شرعی طور پر ظاہر ہونے والی صبح صادق کیساتھ قطعاً مطابقت نہیں رکھتا۔اور یہ کہ مؤذن شرعی طور پر ظاہر ہونے والی صبح صادق سے پہلے اذان دیتا ہے “**

## ٦۔ وقال الشیخ محمد بن عثیمین ؒ :

وبعض الاخوان خرجوا الی البر فوجدوا ان الفرق بین التوقیت الذی بایدی الناس وبین طلوع الفجر نحو ثلث ساعة ، فالمسئلة خطیرة جدا، ولهٰذا لا ینبغی لانسان فی صلاۃ الفجر ان یبادر فی اقامة الصلاۃ،والیتأ خر نحو ثلث ساعة او،۲۵،دقیقة حتی یتیقن ان الفجر قد حضر وقته:شرح ریاض الصالحین، ۲۱٦/۳..............................( **ایضاً ص ٥**)

**”اور بعض احباب باہر میدان میں نکل کر یہ حقیقت معلوم کر گئے کہ عام طور پر لوگوں کے پاس جو اوقات نماز کے نقشے ہیں،ان میں اور صحیح طلوع فجر کے درمیان ثلث الساعۃ ( گھنٹے کا تیسرا حصہ یعنی 20 منٹ ) فرق پایا جاتا ہے“**

## ۷۔ وقال الشیخ الالبانیؒ :

وقد رأيت ذالك بنفسى مرارا من دارى فى جبل هملان، جنوب شرق عمان ـ، وو مكننى ذالك من التاكد من صحة ماذكره بعض الغيورين على تصحيح عبادة المسلمين ان اذان الفجر فى بعض البلاد العربية يرفع قبل الفجر الصادق بزمن يتراوح بين العشرين و الثلاثين دقيقة..وما ذالك الا بسبب اعتماد هم على التو قيت الفلكى واعراضهم عن التوقيت الشرعى **(ایضاً ص : ٤)**

''اور میں نے جبل ہملان (جنوب شرق عمان ) میں اپنے گھر سے خود اس (صبح صادق ) کوکئی دفعہ دیکھا ہے۔اس سے مجھے اس بات کی صحت کی تاکید ہوگئی ۔جس کو مجھے بعض غیور احباب نے مسلمانوں کی عبادت (صلوٰۃ الفجر) کی تصحیح کے طور پر کہا کہ عرب کے بعض بلاد میں صبح کی اذان صبح صادق سے تقریباً 20 اور 30 منٹ کے درمیان، پہلے دی جاتی ہے........اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات نے فن فلکیات کے نقشوں پر اتنا اعتماد کیا کہ اصلی اور شرعی صبح صادق سے اعراض کر گئے''

## ۸۔ وقال الشیخ مصطفی العدوی :

فى بعض البلاد العربية ،بل فى كثير منها يؤذن للفجر قبل تبين الفجر الثانى و هو الفجر الصادق..وقد راقبت ذالك فى قريتى بمصر فاذا بهذا الخيط الابيض ( الفجر الصادق ) يظهر بعد

الاذان المثبت بالتقاویم بمدة تدور حول الثلث ساعة یواقیت الفلاۃ فی مواقیت الصلاۃ ص127.........( ایضاً ص : ۵)

’’عرب کے بعض بلاد میں بلکہ اکثر مقامات میں فجر ثانی یعنی صبح صادق سے پہلے اذانیں دی جاتی ہیں۔۔۔اور میں نے مملکتِ مصر میں اپنے گاؤں میں دیکھا ہے کہ خط ابیض (یعنی صبح صادق) پرانے نقشوں میں دئے گئے وقت پر اذان دینے سے تقریباً ثلث ساعۃ ( گھنٹے کا تیسرا حصہ یعنی 20 منٹ ) بعد میں طلوع ہوتی ہے۔

## ۹ ...... ایک علمی اورفقھی کانفرنس

’’ صبح صادق ‘‘ کے ظہور کا صحیح وقت کیا ہے؟ اس حوالے سے مملکت سعودیہ میں ملک شیخ عبدالعزیز (مفتی اعظم) کی اجازت سے ’’صبح صادق‘‘ پر تحقیق کے حوالے سے ایک فقہی کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس کے:

**چیئرمین آف کانفرنس:**

الشیخ ڈاکٹر، زکی بن عبد الرحمن المصطفی

**شرکاء کانفرنس:**

۱۔ ایمن بن سعید کردی ............................ (ماہر علم الفلکیات، المساعد)

۲۔عبد العزیز بن سلطان المرمش (ماہر فلکیات، اکیڈمی آف فن فلکیات اور جیوفزکس)

۳۔معتز بن نائل کردی.۔......... (ماہر فلکیات اکیڈمی آف فن فلکیات اور جیوفزکس)

٤ ۔ الشیخ د۔سعد بن ترکی الخثلان ... (قائم مقام رئیس ادارۃ التحقیق والافتاء)

٥ ۔ الشیخ محمد بن سعد الخرجی

(رئیس کتابۃ عدل الاولی بالریاض، ممثل وزارۃ العدل).

٦ ۔ الشیخ عبد الرحمن بن غنام الغنام

(وکیل وزارت معاون لامور الدعوۃ والارشاد، ونائب وزارت مذہبی امور)

٧ ۔ صالح بن عثمان ............................ **(متعاون)**

**اسی فقہی اور تحقیقی مجلس کے بارے میں الشیخ عدنان العرعور تحریر فرماتے ہیں:**

وقد شارك فی هذا البحث افاضل من علماء الدین والفلك.. (ص8) ''اس فقہی مجلس میں علماء دین اور ماہرین فلکیات نے شرکت فرمائی'' اس فقہی کانفرنس کا ریسرچ طریقہ کار اس طرح وضع کیا گیا تھا کہ ''ریاض'' شہر سے باہر کھلے صحراء میں میلوں کے فاصلے پر روشنیوں کے اثرات سے دور مشاہدات کیلئے کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں، جنہوں نے پورے سال ہر مہینے کے چند دن مشاہدات کر لئے ۔جس کا خلاصہ اور نتائج مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کر رہے ہیں:

ثم ذکروا الخلاصة ، فقالوا : من خلال الرصد المیدانی لمدة عام کامل لتحدید بدایة الفجرالصادق (الشفق الشرعی)فی منطقة الرصد تبین انه ینضبط باستخدام المعیار الفلکی عندما تکون الشفق تحت الافق بمقدار 4.6 درجة قوسیة وانحراف معیار ی

بمقدار 0,3 درجة قوسية ۔قلت : یعنی قرابة 21 دقیقة عن تقویم ام القری،تزیدقلیلاً او ینقص۔وقد اکدت اللجنة انها لم تجد اساسا مکتوباً لتقویم ام القری،بعد البحث والاستسقاء(۱)

'' پھرانہوں نے خلاصہ یوں بیان کیا : صبح صادق یعنی شفق شرعی کے ظہور کے اندازے کیلئے پورا سال میدانی مشاہدات کے دوران یہ واضح ہوگیا کہ فن فلکیات کی رو سے صبح صادق اس وقت طلوع ہوتی ہے جبکہ سورج ،افق سے 14,6 درجے نیچے ہو جبکہ انحراف معیاری 0,3 درجے ہو۔میں (شیخ العبیکان ) کہتا ہوں،اس کا مطلب یہ ہے کہ( صبح صادق )تقریباً 21 منٹ کم وبیش ام قری کی تقویم کے وقت کے بعد طلوع ہوتی ہے۔اور کانفرنس نے یہ کافی بحث وتمحیص کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ''تقویم ام القریٰ'' کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہے''

## ۱۰......شیخ عدنان العرعو (مسئلۃ تقدیم وقت اذان الفجر،وتأخیر توقیت العشاء)

شیخ عدنان العرعور نے صلوٰۃ الفجر کے صحیح وقت ''صبح صادق'' کے حوالے سے کافی تحقیق کے بعد ایک تحریر بنام'' مسئلۃ تقدیم وقت اذان الفجر،وتأخیر توقیت العشاء'' لکھی ہے جس سے ضروری اقتباسات یہاں نقل کئے جاتے ہیں: شیخ تحریر فرماتے ہیں:

لقد تتبعت هذه المسألة منذ اکثر من خمس وعشرین سنة وتبیّن

---

۱۔ توقیت الصلوٰۃ الصبح للعبیکان ص ۸

لی... التقاویم وضعت علی وقت الفجرالکاذب.(۱)

''میں اس مسئلے میں 25 سال سے غور وفکر کر رہا ہوں حتی کہ مجھ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ۔۔۔۔۔۔اوقات نماز کے موجودہ نقشے صبح کاذب کی بنیاد پر مرتب کئے گئے ہیں''

آگے پرانے نقشوں کے مرتبین کے بارے میں لکھتے ہیں:

والمشکلة نشأت من ان معظم الفلکیین والخبراء الجغرا فیین والعسکریین لایفرقون بین الفجرین ،لان ھذا لا یھمھم ،ولانھم یرون ان اول ضوء ھو الفجر عندھم ، فذالك وضعو ا التقاویم بناء علی ذالك (۲)

''ورمشکل یہ ہے کہ اکثر ماہرین فلکیات ،جغرافیہ اور عسکریین فجرین (صبح صادق اور صبح کاذب) میں فرق نہیں کرسکتے ، کیونکہ یہ لوگ اس کا اہتمام نہیں کرتے۔اور دوسری بات یہ کہ یہ لوگ (رات کے اخیر میں) ظاہر ہونے والی پہلی روشنی کو فجر کہتے ہیں ،تو انھوں نے اسی بنیاد پر نقشے مرتب کئے''

پرانے نقشوں کی غلطی اور شرعی طور پر درست اور صحیح وقت فجر کے بارے میں لکھتے ہیں:

واما فی الشرع ؛ فا لضوء الاول ھو الفجر الکاذب ، ومن ھناوقع

---

۱۔ مسئلة تقدیم وقت اذان الفجر، وتأخیر توقیت العشاء ص۳

۲۔ ایضاً ص۳

الخطأ، و كان مقداره مقدار ما بين الفجرين ،وهو عشرو ن دقيقة، وتزيدثلاثة دقائق او تنقص حسب طول اليل والنهار (ص ۳ )

''جبکہ شریعت میں ،پہلی ظاہر ہونے والی روشنی صبح کاذب کہلاتی ہے،لہٰذا یہاں آکر (فجر کی تعیین میں )غلطی ہوگئی۔اور فجرین( صبح کاذب اورصبح صادق )کے درمیان وقفہ،دن رات کے دورانیہ میں تفاوت کی وجہ سے،کم وبیش 20 منٹ ہوتا ہے۔''

اوراپنے اس دعوے پر دلیل کےطور پرمندرجہ ذیل تجربات نقل کرتے ہیں:

وقد قامت عدة مشاهدات و شهادات من فضلاء،وتمت عدة دراسات تبين بالدليل العلمى ،والرواية الواقعية،ان معظم التقاويم و منها تقويم ام القرى ،قد وقعت فى هذا الخطأ ،اذ وقت الفجر فيها على الكاذب۔ (ص ۳ )

ترجمہ:۔اوراس حوالے سے بار بار مشاہدات کرائے گئے،اورعلمی بحث و تمحیص پر مشتمل بہت سارے فقہی مجالس اس موضوع پرمنعقد کئے گئے، کہ اوقات نماز کے بہت سارے نقشے جن میں سے ایک ''تقویم ام القری'' ( مکہ مکرمہ کا نقشہ اوقات ) بھی ہے، میں یہ غلطی ہوگئی ہے کہ اس میں نماز فجر کاوقت دراصل صبح کاذب کا وقت ہے۔

شیخ عدنان العرعور نے صرف اپنی تحقیق اور فیصلے پراکتفاءنہیں کیا بلکہ علماءعرب میں سے بہت سارے محققین جنہوں نے اس غلطی کومحسوس کیا،ان کی مختصراً تفصیل کیساتھ تذکرہ

ضروری سمجھ کر نقل کر دیا، ذیل میں ملاحظہ ہو:

**۱۱۔ علماء ومشائخ سعودیہ :**

علماءِ عرب مملکت سعودیہ میں سے شیخ عمر بن عبدالعزیز العثمان، د سعید بن زعیر، عبد المحسن العبیکان، عبدالعزیز السدحان، سلیمان الدھمان، عبداللہ السلطان وغیرہ شیوخ کے بارے میں لکھتے ہیں :

قام اخوة شيوخ فضلاء من طلبة العلم فی السعودية ،باستطلاع الفجر،فی اكثر من مجموع اكثر من مرة،وتبين لهم صحة ماذكرنا .(ص ۵ ) ''علماءِ عرب،سعودیہ، میں سے بہت سے فضلاء نے کئی دفعہ فجر صادق کی تحقیق کی تو نتیجہ کے طور پر ان کو وہی بات درست ثابت ہوئی جو اوپر ہم نے بیان کیا''

**۱۲۔ علماء سوڈان** : کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

قام اخوة من انصار السنة فی السودان اباستطلاع الفجر ،وكنت معهم ، و تبين لهم صحة ما ذكرنا۔(ص ۵ )

''سوڈان میں انصار السنۃ کے ساتھیوں نے بھی وقتِ فجر کے حوالے سے تحقیق کی ، میں بھی ان کے ساتھ تھا، تو ان کو بھی وہی حقیقت سامنے آئی جو ہم نے اوپر ذکر کیا۔''

**۱۳۔ علماء مصر** : کے بارے میں رقمطراز ہیں:

شهادة من شيوخ مصر : قد صدرت فتوى من شيخ الازهر توافق

قريباً مما ذكرنا ،وصرح الشيخ محمد حسان والشيخ مصطفى العدوى بمثل ما ذكرنا ،وقال الشيخ العدوى : " وقد راقبت ذالك بقريتى بمصر فاذا بهذا الخط الابيض (الفجر الصادق )يظهر بعد الأذان المثبت فى التقاويم بمدة تدور حول الثلث ساعة ـ.........(ص ٦)

’’شیوخ مصر کا حوالہ یہ ہے کہ: جامعہ ازہر کے شیخ (مفتی) نے جوفتوی دیا ہے وہ ہمارے موقف سے قریب تر ہے۔اور الشیخ محمد حسان اور الشیخ مصطفیٰ العدوی نے تو صراحت کیساتھ وہی بات بیان کی جو ہم نے کہا ہے۔مثلاً الشیخ العدوی ہی تحریر فرماتے ہیں میں نے اپنے گاؤں صبح صادق کا مشاہدہ کیا تو معلوم ہوا کہ صحیح خط ابیض (صبح صادق) تقاویم کے مطابق دی گئی اذان سے ثلث الساعۃ ( گھنٹے کا تیسرا یعنی 20 منٹ ) تاخیر سے ظاہر ہوگئی۔‘‘

مذکورہ بالا شواہد کے علاوہ الشیخ عدنان العرعور صاحب نے مزید ایسے محققین کی طرف سے چند تحریرات کے حوالے دیکر لکھا ہے کہ پرانے نقشوں کے ابطال کے حوالے سے ان حضرات نے مستقل تصنیفات تحریر کی ہیں ۔چند اقتباسات کو قارئین کیلئے نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

## ۱۵ـ الدكتور سليمان بن ابراهيم الثنيان

الاولى : قام الدكتور سليمان بن ابراهيم الثنيان ببحث بعنوان " اوقات الصلوات المفروضة " ،وقد ذكر فيه انه قام برصد الفجر

لعام كامل ،وان وقت الفجر حسب تقويم ام القرى، متقدم عن التقويت الشرعي للفجر ما بين 15 دقيقة الى 24دقيقة حسب فصول السنة...(ص ٦)

**''اول یہ کہ ڈاکٹر سلیمان بن ابراہیم الثیان نے بعنوان'' اوقات الصلوٰۃ المفروضۃ'' ایک تحریر لکھتے ہوئے یہ ذکر کیا ہے کہ ''ام القریٰ'' کے نقشے میں صبح صادق کا دیا گیا وقت شرعی صبح صادق سے 15 سے 24 منٹ کے، پورے سال کے حساب سے، پہلے ہے۔**

## ۱۶۔ الشیخ عبد الله بن ابراهیم الترکی

الثانية : قام الباحث الشيخ عبد الله بن ابراهيم التركى ببحث اثبت فيه التفاوت بين الواقع و تقويم ام القرى فى وقت الفجر، و كان يشهد الشهود على طلعاته و مشاهداته (ص ٦)

**''دوسرا یہ کہ شیخ عبداللہ بن ابراہیم ترکی نے بھی اپنی تحقیق میں ''ام قریٰ'' کے نقشے میں وقت فجر کا کافی فرق ثابت کیا ہے۔اوراس مقصد کیلئے شیخ نے متعدد مشاہدات کئے ہیں ''**

**اور متاخرین علماء اسلام میں سے پاکستان کے چوٹی کے مفتیان کرام مثلاً مفتی اعظم رشید احمدؒ لودھیانوی اور رجوع سے پہلے کراچی کے تقریباً جملہ اکابرینؒ (یعنی مفتی اعظم محمد شفیعؒ ،شیخ الحدیث مولانا یوسف لودھیانویؒ کے علاوہ دیگر حضرات )اور دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے ممتاز مفتی محمد فرید صاحبؒ ان سب حضرات نے اپنی آنکھوں سے اس**

فرق کو معلوم کر کے اس وقت مروجہ نقشوں کا بہت سختی سے نوٹس لے لیا تھا۔اور باقاعدہ تحریری طور (18 درجے والے) پرانے نقشے میں فجر کا درج شدہ وقت صبح کاذب قرار دیا ہے۔علاوہ ازیں ہمارے علاقے (صوابی) میں بھی یہاں کے بزرگ علماء کرام جن میں مولانا قاضی اشرف خان صاحبؒ اور مولانا گل رحیم صاحب مدظلہم اور مولانا فضل وہاب صاحب دامت برکاتہم کے نام سرفہرست ہیں، نے اپنے اپنے علاقوں میں انہی مروجہ نقشوں کے خلاف عمل جاری رکھا ہوا تھا۔حتیٰ کہ مؤخرالذکر بزرک کے ساتھ فقیر اعتکاف میں اکثر سحری اس وقت کھایا کرتا تھا جبکہ عام مساجد میں ہم خود اذانیں سنتے رہتے تھے۔راقم کے بار بار کہنے کے باوجود فرماتے تھے کہ ان نقشوں میں صبح کا وقت بہت پہلے دیا گیا ہے لہٰذا یہ لوگ اذانیں وقت سے پہلے دے کر بہت بڑے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔اسی طرح فقیر کے ایک استاذ مولانا قاری مستمر خان صاحب کے بیان کے مطابق وہ قاضی موصوفؒ کے پاس رمضان میں اس وقت سحری کھایا کرتے تھے جبکہ اردگرد سے اذانوں کی آوازیں آنا شروع ہو چکی ہوتی تھی۔پھر عمومی طور پر پرانے نقشے کی مخالفت میں قاضی صاحبؒ علی الاعلان مشہور تھے، یعنی کھلے عام وقت صبح کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ان کے اس رویے پر پورے صوابی کے لوگ گواہ ہیں۔

علاوہ ازیں ہم نے احباب سمیت بیسوں مشاہدات کئے تو ہر دفعہ صبح صادق عام نقشوں سے موسم کے اعتبار سے ۱۵ تا ۲۰ منٹ بعد ظاہر ہوتی، اوراس کے برعکس شفق ابیض عام نقشوں کے اوقات سے ۱۵ تا ۲۰ منٹ پہلے مکمل طور پر غائب ہو جاتی تھی۔

علاوہ ازیں عرب ممالک سعودی عربیہ، مصر سوڈان، لیبیا، وغیرہ علمائے دین کے فقہی کانفرنس کے علاوہ عملی طور پر مشاہدات کا اہتمام کیا گیا ان سب سے جو نتیجہ سامنے آیا وہ 18 درجے خلاف اور 15 درجے کے بالکل موافق تھا۔ علاوہ ازیں جنوبی امریکہ اور برطانیہ وغیرہ یورپی ممالک میں رہنے والے علماء اسلام کی راہنمائی میں جو مشاہدات ہوئے وہ بھی سب کے سب 18 درجے کے خلاف سامنے آ گئے۔(۱)

---

ا۔ مذکورہ بالا جم غفیر نے جو مشاہدات کئے ہیں وہ اکابر حضرات (مفتی اعظمؒ اور بنوریؒ) سمیت سب 15 درجے کے مطابق تھیں، اور یہ تمام حقائق باقاعدہ ریکارڈ پر ہیں۔ جو لوگ جمہور اور اکابر کی رٹ لگائے پھرتے ہیں وہ مذکورہ بالا جمع غفیر کی گنتی کریں اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر ذرا سوچیں، کہ صرف دو بزرگوں (جو بقول پرانے نقشے کے مرتب خاص، فن سے ناواقف تھے، تو محض صرف ان) کی طرف سے بلا دلیل رجوع کی وجہ سے سب حقائق سے منہ موڑنا کونسی حق پرستی ہے؟ شخص پرستی کی انتہاء پر جا کر اپنے علم کی توہین کر کے اللہ عزوجل کو کیا منہ دکھائیں گے؟ قیامت کے دن تمھارے گریبان ہونگے اور ان بزرگوں کے مبارک ہاتھ ہونگے۔ وہ فرمائیں گے کہ ہمیں تو اس 18،15 کے بارے میں اتنا نہیں پتہ تھا جتنا تمھارے سامنے کتابیں لکھ لکھ کر تمھیں سمجھایا گیا۔ تم لوگوں نے ہمارا نام لے کر عوام المسلمین کی نمازیں کیوں برباد کی ہیں؟ اوقات کی معرفت کے لئے تمھیں مشاہدات کی دعوت دی گئی، مگر تم لوگ مشاہدات سے بدک کر بھاگتے رہے۔ تمھیں کتابوں میں حقائق دکھا کر مطمئن کرنے کے لئے ہر طرح کی کوشش کی گئی، مگر ہمارا نام لے کر حقائق کو پاؤں تلے روند ڈالا۔ تم لوگوں کی یہ زبوحالی دیکھ کر ڈر لگا ہے، کہ تم لوگوں نے علم اللہ کے لئے حاصل کیا تھا یا کہ ہمارے خاطر کتابوں کا رٹہ لگایا ہوا تھا؟

فصل دوم

# ہمارا طریقہ کار کیا تھا؟

اوقات نماز کے نقشوں میں اسی غلطی پر آگاہی کے بعد ہم نے ضروری سمجھا کہ علاقے کے علماء کرام اور خواص حضرات کی خدمت میں اس مسئلے کو پیش کیا جائے۔اس مقصد کے لئے احقر نے دو طرح کا کام کیا ایک خطوط کے ذریعے دوسرا بالمشافہ ملاقاتوں کے ذریعے۔چنانچہ خطوط کے طریقہ کار کو بھی دو طرح کا بنایا ایک ''عام علماء کرام'' کے نام دوسرا ان حضرات کے نام جنہوں نے اپنے مدارس وغیرہ سے باقاعدہ اوقات نماز کے نقشے شایع کئے تھے علاوہ ازیں جمہوری نقشے کے مرتبین سمیت ضلع صوابی کے دیگر اہل علم کے ساتھ مختلف مجالس ومواقع میں بالمشافہ گفتگو بھی ہو چکی ہے۔اگلے صفحات میں اس تمام روئیداد کو نقل کی جارہی ہے۔

# (ا)

## علاقہ کے علماء کرام سے روابط

اس کے تحت دو قسم کا کام ہو چکا ہے (الف) بذریعہ خط وکتابت (ب) بالمشافہ ملاقاتیں ان دونوں کی مختصر وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

### (الف)...... بذریعہ خط وکتابت

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ اسے بھی دو نوعیت میں رکھا گیا عام علماء کرام کے نام اور ان علماء کے نام جنہوں نے اوقات نماز کا باقاعدہ نقشہ شائع کیا ہوا تھا۔

**عام علماء کرام کے نام:** ضلع صوابی کے مشہور علماء کرام کو ذیل کا عریضہ ارسال کیا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب ............................................................ السلام علیکم

مزاج گرامی !!!

اہل علم حضرات اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ اوقات پنجگانہ کے دخول وخروج کا دار مدار شریعت مقدسہ پر ہے۔یعنی فقہاء کرام نے اوقات صلوٰۃ خمسہ کیلئے جو نشانیاں تحریر فرمائی ہیں کسی وقت کے دخول کیلئے ان نشانیوں کا موجود ہونا شرط ہے۔ وقت کے تعین کیلئے صحیح اور درست طریقہ تو یہ ہے کہ مشاہدہ کر کے اوقات صلوٰۃ معلوم کئے جائیں۔مگر آج دور جدید

میں ریاضی دانوں نے اوقات خمسہ کو متعین کرنے کیلئے اس مشکل کو آسان کر تے ہوئے مختلف جداول (نقشہ جات) مرتب کئے ہیں اور یہی نقشہ جا ت آج تقریبا تمام مساجد میں آویزاں ہیں۔ اور اسی پر عوام تو عوام ہیں خواص بھی اپنے صوم وصلوٰۃ کے اوقات میں ایسے اعتماد کر کے چلے آ رہے ہیں جیسا کہ یہ کسی مجتہد مطلق کے ہاتھوں مرتب شدہ ہیں۔ان (مرتبین) حضرات نے بڑی محنت کرتے ہوئے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے ان حضرات کی اتنی کاوش اوران کے خلوص پر کسی کو بھی شک نہیں ہے اور نہ ان حضرات کی کسی قسم کی توہین اور مطلق ابطال (معاذ اللہ) مقصود ہے بلکہ یہ فقیر تو اس عمل کو جائز ہی نہیں سمجھتا ہے لیکن غلطی اور خطاء کا امکان تو ہر جگہ پھر خاصکر سائنسی اصولوں میں بہت متوقع ہے۔ لہٰذا ان حضرات کی نیت پر شک کئے بغیر ان کے مرتب کردہ نقشوں کو پرکھنا شرعاً کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر چہ ان حضرات نے نقشہ جات کے اوپر اس کی صحت کا یقین دلایا ہوا ہوتا ہے مگر اس کے باوجود اگر کسی وقت کے تعین میں کسی غلطی کا امکان ظاہر ہو جائے (پھر خصوصاً حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ نے جن اوقات میں غلطی کی نشاند ہی فرمائیں) تو اس صورت میں اہل علم حضرات پر اس ناچیز کے فہم کے مطا بق یہ لازم ہو جاتا ہے کہ مشاہدات کے زریعے ان اوقات کی صحت کو متیقن فرما کر اپنی تسلی کر لیں۔

اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے مع چند احباب کے ان اوقات کا

مشاہدہ کیا جن میں واقعی اوقات صبح اور عشاء (شفق ابیض) کافی متفاوت پا ئے گئے۔ یعنی نقشہ میں صبح صادق کا وقت ظاہری مشاہدے سے، 15، 16 منٹ پہلے دیا ہوا ہے اسی طرح عشاء کا وقت ظاہری مشاہدے کے اعتبار سے 15، 16 منٹ تاخیر سے دیا ہوا ہے۔

حضرت مفتی رشید احمد لودھیانویؒ نے احسن الفتاویٰ جلد دوم میں مشاہدات کے ساتھ ساتھ متقدمین اور متاخرین اہل فن اور فقہاء کی عبارات سے یہ با ت ثابت کی ہے کہ پرانے نقشے (جوفنی اصطلاح میں 18 درجے زیرافق کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں ان) میں صبح صادق اور عشاء حنفی کے اوقات غلط ہیں ۔اسی تحقیق سے الحمد اللہ ہمارے مشاہدات کی مکمل تائید ہو رہی ہے۔آپ حضرات حضرت مفتی صاحبؒ کی تحقیق پڑھکر اپنے آپ کو مطمئن فرما سکتے ہیں۔ہم نے کمپیوٹر کے زریعے حضرت مفتی صاحبؒ کی تحقیق کے مطابق ضلع صوابی کیلئے ایک دائمی نقشہ مرتب کیا ہوا ہے جس کا چھوٹا سائز نمونے کے طور پر آپ حضرات کی خدمت ارسال کیا جارہا ہے۔آپ اس نقشے کے اوقات بے شک پرانے نقشے سے کافی متفاوت پائینگے مگر اس کے باوجود آپ حضرات نے تحقیق اور مشاہدہ کئے بغیر اس کو رد نہیں کرنا ہے کیونکہ اہل علم کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ محض اس بات پر کہ یہ نقشہ پرانے نقشوں سے مختلف ہے، اس کو رد فرمائیں۔ بلکہ آپ اپنے علاقے میں ایک ذمہ دار شخصیت کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے دونوں نقشوں میں سے کسی ایک کی

تصویب یا ابطال کا فیصلہ مکمل تحقیق اور تسلی بخش مشاہدات کے بعد فر مائیں گے۔آپ حضرات سے قوی امید ہے کہ اس معاملے میں سنجیدگی سے کام لیتے ہوئے اس ناچیز کو اپنی قیمتی مشوروں اور معلومات سے مستفید ضرور فر مائیں گے۔

**نوٹ:** صبح صادق کا مشاہدہ اگر مشکل ہو تو غروب شفق کا مشاہدہ تو ہر حال میں کرنا چاہیئے ۔ماہرین کے قول کے مطابق ان دونوں اوقات کا دورانیہ اور انکی کیفیت یکساں ہوتے ہیں۔

(احقر شوکت علی قاسمی)

۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

## اوقات نماز کے نقشوں کے مرتبین کے نام:

اور جن حضرات نے اپنے یا اپنے مدارس کے نام سے باقاعدہ نقشے شائع کئے ہوئے تھے، جن میں اس وقت مدرسہ سلمان فارسی ٹوپی، دارالنجاح مینئی ،اور مفتی ارشاد صاحب ( مرغز،صوابی ) شامل تھے ۔ان حضرات کی خدمت میں مندرجہ ذیل عریضہ ارسال کیا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب ..........................................................السلام علیکم

مزاج گرامی !!!!

آپ حضرات کی طرف سے اوقات نماز کا دائمی نقشہ شائع ہوا ہے۔ہم نے

مع چند احباب کے اس کے اوقات کا مشاہدہ کیا۔تو صبح صادق اور شفق ابیض کو کافی متفاوت پایا۔یعنی آپ حضرات کے نقشے میں صبح صادق کا جو وقت دیا ہے ہمارا مشاہدہ اس سے 15 تا 20 منٹ مؤخر تھا اور شفق ابیض (یعنی عشاء) کا جو وقت تحریر فرمایا ہے، مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ افق غربی پر سرخی کے بعد سفید پٹی نقشے میں عشاء کے دئے گئے وقت سے 15، 20 منٹ پہلے ختم ہو جاتی ہے۔لھٰذا اس حوالے سے آپ حضرات کی خدمت میں مندرجہ ذیل استفسارات عرض کرتا ہوں۔

(۱) کیا آپ حضرات نے شائع کردہ نقشہ کے سب اوقات کا مشاہدہ فرمایا ہے؟

(۲) پھر صبح صادق اور شفق احمر و ابیض کو کچھ خاص توجہ فرمائی ہے یا نہیں۔؟

(۳) اگر ان دو اقات کا خصوصی اہتمام مشاہدہ میں کیا گیا ہے تو برائے مہربانی مشاہدے کے دوران افق شرقی پر صبح صادق کی نشانیاں تحریر فرمائیے۔

اسکے علاوہ احسن الفتاویٰ ج/2 میں بعنوان ''صبح صادق'' مفتی صاحبؒ نے بڑی تفصیل کیساتھ اصولی بحث کرتے ہوئے پرانے نقشوں کی تردید فرمائی ہے جو ہمارے مذکور بالا مشاھدات سے بالکل موافق ہے۔لہٰذا اس حوالے سے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ:

(۴) نقشہ تیار کرتے وقت آپ حضرات نے احسن الفتاویٰ کی تحقیق مد نظر رکھی ہے یا نہیں۔۔؟

(۵) اگر مد نظر تھی تو برائے مہربانی آپ حضرات کے نقشے کی اساس کیا ہے؟

(۶) اگر مد نظر نہیں تھی تو خدمت میں عرض ہے کہ احسن الفتاویٰ کا مطالعہ فرما لیجئے۔

ہم آپ حضرات کی خدمت میں مفتی رشید احمد لودھیانویؒ کی تحقیق کے مطابق کمپیوٹر کے ذریعے تیار شدہ ایک نقشہ ارسال کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ آپ حضرات کے نقشے سے کافی متفاوت ہے جسکی وجہ سے یہ آنجناب کیلئے قبول کرنا شائد ذرا مشکل ہوگا لیکن حضرت مفتی صاحبؒ کی تحقیق اور ہمار ے مشاہدات کی بنا پر بغیر غور کئے اس کو رد کرنا بھی اہل علم حضرات کی شان نہیں ہے۔ آپ حضرات سے قوی امید ہے کہ اس معاملے میں سنجیدگی سے کام لیتے ہوئے اپنی تحقیق اور قیمتی رائے سے ضرور مستفید فرما کر مشکور فرما ئیں گے۔ دوبارہ خدمت میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا استفسارت پر توجہ فرما تے ہوئے اس فقیر کو جوابات سے آگاہ فرمایئے۔

احقر شوکت علی قاسمی (Mob# 03219890583)

۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

علماء کرام کے ساتھ مذکورہ بالا خطوط کے ذریعے روابط کا باعث اس فقیر کے دل میں وہ دکھ تھا کہ مسلمانوں کی اہم ترین عبادت (نمازِ فجر) کی حفاظت ہو جائے اور اسے وقت سے پہلے پڑھنے سے بچا کر وقت کے اندر پڑھی جائے۔ حتیٰ کہ اس مقصد عظیم کی خاطر عصری فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس فقیر نے دارالقرآن پنج پیر کے بزرگوں اور مولانا شاہ زمین صاحب (مانیری بالا) کے مدارس میں بھی خطوط ارسال

کیئے ہیں۔مگر اللہ کے ان پیاروں کی طرف سے کسی قسم کا جواب موصول نہ ہوا۔یہاں یہ بات دوبارہ ذہن نشین فرمالیجئے کہ ان خطوط وروابط کے کم وبیش چھ سال بعد خاموشی کے پردے سے ''مجلس التحقیق الاسلامی صوابی'' کی طرف سے بڑا چمکا دھمکا کر جمہوری نقشہ منظر عام پر آ گیا ہے۔

(ب)......بالمشافہ ملاقاتیں اور نتائج:

اس حقیقت سے بھی کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ علاقہ صوابی کے موجودہ متحرک فریق (مجلس التحقیق الاسلامی صوابی) یا دیگر (بندہ کے ہم عمر بلکہ کم عمر) حضرات سے لے کر حضرت شیخ حمداللہ جان صاحب مدظلہم تک کے کانوں تک اس فقیر نے یہ بات الحمدللہ پہنچادی ہے۔ذیل میں چند شواہد ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......ضلع صوابی کی رویت ہلال کمیٹی ''انجمن علماء اسلام'' کے ایک اجلاس بمقام میاں ڈھیری میں سب حاضرین سے بات ہوئی، یہاں تک کہ اسی اجلاس میں مدرسہ سلمان فارسی ٹوپی کے مہتمم جناب عبدالسلام صاحب پرانے نقشے تقسیم کررہے تھے،تو فقیر کے بیان پر جناب محترم نے پہلے تو (۱۸،۱۵ادرجے) اختلاف سے سو فیصد لاعلمی کا اظہار کیا پھر فوراً ہی اس وقت وجو نقشے تقسیم کرنے لگے تھے وہ تقسیم کرنا چھوڑ دئے اور آیندہ اس موضوع پر غور وفکر کا اظہار کیا۔اور یہ بات یاد رہے کہ پچھلے صفحات میں جو خصوصی خط ارسال کیا گیا تھا ان میں مدرسہ سلمان فارسی بھی شامل تھا۔

(۲)......ایک دفعہ'' انجمن نوجوانان اہل سنت دیوبند'' صوابی کے اجلاس میں بات

کرنے کا موقع ملا تفصیلی گفتگو ہوئی عمومی طور پر تقریباً سب حضرات نے بالکل بے اعتنائی کا مظاہرہ فرمایا۔ بہر حال یہ منظر مجھے یقین کے ساتھ یاد ہے کہ میری واضح بات ''دار النجاح'' کے مہتمم مولانا مختیار الدین صاحب سے چائے پروگرام کے اختتام تک چلتی رہی، مگر اس حوالے سے موصوف کی طرف سے پرخلوص جذبہ اس ناچیز کی سمجھ میں نہ آیا۔

(۳)......ختم القرآن کے سلسلے میں منعقدہ ایک پروگرام میں مفتی ارشاد صاحب کے ساتھ اسی (۱۸، ۱۵ درجے) حوالے سے گفتگو ہوئی۔ معاف فرمایئے گا مفتی صاحب نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ جس پر بندہ نے عرض کیا کہ حضور اس حوالے سے اس فقیر نے کچھ تحقیق کی ہے جس کے رو سے مروجہ نقشوں میں صبح اور عشاء کے اوقات میں اچھی خاصی تفاوت پائی جاتی ہے۔ فرمایا کہ وہ مجھے بھی دکھا دے، اور کہا کہ جناب ایوب (۱) کو دے کر وہ مجھے پہنچا دیں گے۔ ناچیز نے اس وقت طے شدہ تحقیقی مواد لے کر ایوب صاحب کے ذریعے مفتی صاحب کے پاس پہنچا دیئے۔ بعد میں معلوم ہوا (غالباً مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک اور ملاقات میں مفتی صاحب نے خود بتایا تھا) کہ ہمارے علماء ساتھیوں نے مشورہ کیا اور فیصلہ یہ طے پایا کہ چونکہ اس نقشے میں بہت فرق ہے لہٰذا اسے نامنظور کر دیا گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اور اب بھی مفتی صاحب کے مدرسے کی جانب سے باقائدہ نقشہ شائع ہوتا رہتا ہے۔ یہاں بھی وہ بات یاد رکھ لیجئے گا کہ خصوصی خطوط میں

---

۱۔ اُس وقت صوابی اڈے میں ''مکتبہ ابوبکر'' کے مالک موضع درہ کے جناب محترم ایوب صاحب ہوا کرتے تھے۔

ایک خط مفتی موصوف کو بھی ارسال کیا گیا تھا۔

(۴)......"مدرسہ احیاء القرآن مانیری پایاں" کے کتب خانہ میں قائلین ۱۸ والے (جو کہ متعلقہ موضوع سے لاعلمی کے اقرار کے باوجود آج کل بڑے سرگرم ہیں، چنانچہ ان) مدرسین کے ساتھ بہت تفصیل کے ساتھ بات ہوئی۔جن میں اکثر تعداد ان حضرات کی تھی جو آج کل "دارالعلوم صوابی" کے نام سے مانیری پایاں کے ایک مدرسے میں دینی علوم کے تدریس میں مصروف ہیں۔تفصیلی بات کرنے کے بعد ان کرم فرماؤں کا یہ اندازِ جواب یہ فقیر زندگی بھر نہیں بھولے گا، فرمایا کہ "ہم اس فن کو نہیں سمجھتے" اور کہتے ہی بات سے صرف نظر کیا۔گویا کہ ہم اس حوالے سے کچھ سننے اور سمجھنے کے لئے کبھی بھی تیار نہیں۔احقر نے ازراہ تفنن عرض کیا کہ دیکھو بھئی یہ جو آپ لوگ ماشاء اللہ پگڑیاں باندھ کر آج مشکل کتب کی تدریس کرتے ہیں کیا انہیں پڑھنے اور سیکھنے سے پہلے آپ لوگ یہ فنون جانتے تھے؟ تو اسی طرح اوقات کے مسئلے کو بھی سیکھ لیجئے۔اگر اس میں کسی فن کی ضرورت پڑتی بھی ہے تو وہ کونسا بقراط، سقراط یا ابن سینا کے فلسفوں کا معجون ہے جو آج کسی فردِ بشر کی دائرہ سمجھ سے بالاتر ہو چکا ہے۔اور تحقیقی جواب پہلے ہی سے یہ فقیر عرض کر چکا تھا کہ کسی نقشے کو پرکھنے کے لئے کسی فن (فلکیات وغیرہ) کی قطعاً ضرورت نہیں۔اس کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ "شرعی اصولوں کو مدنظر رکھ کر عینی مشاہدات" کی ہے۔اور اس میں اگر صبح صادق کا مشاہدہ بوجہ چند وجوہ مثلاً رات کو اٹھنا، آبادی سے دور جا کر رات میں سفر کرنا وغیرہ وغیرہ مشکل ہے تو بات ماننے کی ہے

مگر وقت عشاء (شفق احمر وابیض) کا مشاہدہ تو نہایت آسان ہے۔اس سے کسی عالم کی طرف سے فنی عذر پیش کرنا کونسی اسلامی بات ہے۔مگر پھر بھی ان کا جواب وہی تھا جو اوپر لکھا گیا۔

(۵)......ان خصوصی مواقع کے علاوہ بندہ نے ایسا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیا جس میں کچھ فضلاء ساتھی موجود ہوں اور وہاں حفاظت صلوٰۃ وصوم کی بنیاد پر نقشہ اوقات کی بات بندہ نے نہ کی ہو۔

(۶)......صوابی کے موضع شاہ منصور ٹاؤن میں تبلیغی اجتماع ہو رہا تھا وہاں اتفاقاً مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب (ساکن باجا) کے ساتھ پنڈال میں کھڑے کھڑے اچھی خاصی بات ہوگئی تھی جس پر مولانا نے مکمل عزم کے ساتھ ارادہ فرمایا تھا کہ اس اجتماع وغیرہ سے فارغ ہوتے ہیں تو ان شاء اللہ اس اہم موضوع کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

(۷)......مولانا حافظ فضل حکیم صاحب کے مدرسے (دارالعلوم الاسلامیہ عیدگاہ صوابی) میں ایک پروگرام میں اپنے صوابی خاص کے فضلاء کے سامنے بھی یہ موضوع رکھا گیا، مگر ان میں ماسواء چند ساتھیوں کے ابھی تک سارے اس مسئلے کی حقیقت ہی سے بے خبر ہیں۔

(۸)......حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہم العالیہ (حال مقیم جنوبی افریقہ، جن کا جمہوری نقشہ پر نام بھی درج ہے، ان) کے ساتھ بھی اسی موضوع پر متعدد دفعہ گفتگو ہوئی ہے مگر حضرت کی طرف سے سب باتوں کا خلاصہ ایک ہی جملہ قرار دیا جا سکتا

ہے کہ ''اکابر بزرگوں نے ۱۸ درجے کی تائید کی ہے'' اس کے علاوہ کسی قسم کی مدلل بات نہیں فرمائی۔حتیٰ کہ حضرت نے اپنے فتاویٰ دار العلوم زکریا جلد دوم میں جو ابحاث نقل فرمائی ہیں وہ بھی اکثر مولانا اسماعیل قاسمی ساکن برطانیہ کی ایک کتاب ''برطانیہ اور اعلی عروض البلاد میں صبح صادق اور کاذب کی تحقیق'' کے مختلف پیرگرافوں کی تلخیص ہے ۔حالانکہ اسی کتاب پر ہم نے تبصرہ کر کے حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا جس میں حضرت سے ثالث کے طور فیصلے کی درخواست کی گئی تھی ،مگر اس کا بھی کوئی جواب حضرت نے ارسال نہیں فرمایا۔

(۹)......مسجد غز کے ایک پروگرام میں جناب ذاکر الرحمٰن کے گھر کے بالائی منزل میں مفتی رضوان صاحب کی کتابوں کی بات چلی تو حضرت شیخ مولانا اعزاز الحق صاحب مدظلہم تشریف فرما تھے ان سے بھی اس موضوع پر بات ہوگئی تھی ۔اسی طرح تفصیل کے ساتھ ایک مرتبہ حضرت کے ساتھ ان کے گھر پر (یعنی ان کی بیٹھک میں ) بھی اسی فکر کے ساتھ بات ہوگئی تھی کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی نمازیں، جو کہ پورے سال وقت پر پڑھنا ضروری ہے، وقت سے پہلے پڑھنے سے بچ جائیں ۔اور یہ عظیم مقصد 15 درجے کے مطابق مرتب نقشے کو استعمال کرنے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

(۱۰)...... ہمارے نہایت قابل قدر ساتھی محترم مولانا اعجاز صاحب (ساکن موضع اسماعیل آباد ) کیساتھ تو متعدد دفعہ ملاقاتیں اسی موضوع پر نہایت تفصیل کے ساتھ ہوگئی ہیں ۔حتیٰ کہ بعض مشاہدات میں بھی محترم موصوف کو شامل رکھا۔ بالخصوص عشاء کے

مشاہدات میں ہمارے بتانے کے بغیر خود ہی افق غربی کو دیکھ کر کئی دفعہ تسلی کر چکے ہیں کہ واقعی شفق ابیض ۱۵ درجے کے مطابق ہی غائب ہوئی۔ جس کی وجہ سے قریب قریب ۱۵ درجے کے نقشے کی صحت کے قائل ہو گئے تھے۔ مگر افسوس کہ مولانا صاحب جب مذکورہ بالا بعض حضرات کے ساتھ ملاقات فرماتے ہیں تو عقیدت سے مجبور ہو کر اپنے یقینی مشاہادات کو کئی دن بعد مشکوک قرار دے گئے۔

(۱۱)......اسی طرح ایک دفعہ بندہ اور مولانا اعجاز صاحب شام کے وقت موضع درہ میں جناب مولانا فضل سبحان صاحب (آف درہ، استاذ الحدیث مدرسہ للبنات، رحمانیہ) سے اسی حوالے سے ملاقات کے لئے گئے۔ وہاں پر مسجد میں جب مولانا صاحب تبلیغی بیان سے فارغ ہو گئے تو فقیر نے اوقات نماز کی اہمیت، اس کی معرفت کے لئے کوشش اور پرانے نقشے میں اپنے مشاہدات کی روشنی میں غلطی کے ادراک کے حوالے سے ساری تفصیلات سنا دی۔ اور اس وقت ۱۵ درجے پر چند اشکالات کے جوابات پر مشتمل تحریریں بھی ساتھ تھیں، وہ بھی دکھا دئے۔ مگر مولانا صاحب کی طبیعت پر کوئی خاص اثر نظر نہیں آیا۔

اسی روئیداد کو سامنے رکھ کر الحمد للہ کوئی معروف شخصیت کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے ساتھ اوقاتِ نماز (صبح صادق و کاذب اور عشاء) کے حوالے سے مروجہ نقشوں کی صحت وعدم صحت پر بات چیت نہ ہوئی ہو۔

عوام و خواص کا ردعمل:

اتنی دردمندانہ اور مؤدبانہ و پرامن کوشش کے باوجود علوم نبوت کے وارثان اور امت مرحومہ کے ذمہ دار لوگوں کا ردعمل کیا ہونا چاہئے تھا؟ اتنی فکرمند اور ''حفاظت صلوٰۃ'' مقصد پرمبنی دعوت کا کیا جواب ہونا چاہئے تھا؟ انصاف اور دیانت کی نظر سے دیکھا جائے تو ان حضرات نے وہ کام نہیں کیا جو انہیں شرعی طور پر کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ عوام الناس کی طرف سے بزبان حال ان حضرات کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ یہ عوام المسلمین کی عبادات کے محافظ رہیں، اور دیانۃ اس کے لئے ہر ممکن کوشش سے پیچھے نہ ہٹیں گے۔ چاہے اس راہ میں انہیں تکلیف اٹھانا پڑے یا استطاعت کے مطابق مالی تاوان برداشت کرنا پڑے، مگر اس راہ میں اپنا تحقیقی سفر جاری رکھتے ہوئے ان سب امور کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کریں گے۔ لہٰذا ہماری طرف سے ان پیاروں کو دل کی گہرائیوں سے یہ گزارش پہلے بھی تھی اب بھی ہے اور آئیندہ بھی یہی رہے گی کہ خدا را اللہ کے احکام کی خاطر کسی بھی غیر حجت (عالم یا کتاب) کا لحاظ ہرگز نہ کیجئے گا، کل اللہ کے دربار میں بہت سارے ہمارے اکابر ہمارے اس طرز اداء پر ہمیں ملامت کردیں گے، کہ ہم نے کسی بھی تحریر یا تقریر میں تم لوگوں کو یہ نہیں کہا تھا کہ ہمارے موقف کے مقابلے میں تم لوگ غور وفکر کا دامن بھی چھوڑ دو۔ ہماری تحریرات تو درحقیقت ان لوگوں کے لئے تھیں جن کے سامنے ابھی اس سے زیادہ وضاحت نہ آئی ہو۔ اب آپ کے سامنے اگر اتنی تحقیقات واضح طور پر منسہ شہود پر آ گئیں تو تمھیں ہماری اس زندگی سے

سبق سیکھنا چاہئے تھا جس میں ہم نے کسی کا بھی لحاظ جائز نہیں سمجھا ، مثال میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلھم العالیہ کا نام پیش کیا جاسکتا ہے کہ دیوبند کے مفتی حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے رمضان میں تداعی کے ساتھ قیام اللیل کے جواز کا فتویٰ صادر فرمایا تو اس کے برعکس اس وقت محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنے زمانہ طالبعلمی میں عدم جواز کا فتویٰ تحریر فرمایا۔ جس میں انہوں نے کسی قسم کی پرواکئے بغیر کی اکابر کی مطلق اتباع کی بجائے احکام شریعت کی حفاظت کوملحوظ رکھ کرحق پرستی کا مظاہرہ کیا

ہمارا تبصرہ یہ ہے کہ یہ خود انکی صفا باطن کا بھی نتیجہ ہوسکتا ہے مگر اس سے زیادہ اس کا سبب ان کے گھر میں اکابر کا وہ عملی نمونہ تھا جو آپ دن رات اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے رہتے تھے۔ وہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی اعظم محمد شفیعؒ کی تربیت تھی ، جو عین اکابر کی تعلیم تھی۔ جس کی وجہ سے اتباع حق آپ کی فطرت بن چکا۔ یہی وجہ ہے کہ اب حال میں سینکڑوں معمر علماء دیوبند کے اجتماعات نے باتفاق اسلامی بینکاری کے خلاف فتوے دئے ، اور حضرت کی تمام تحقیقات کو بیک قلم مسترد کردیا مگر علمی حقائق کی بنا پر اسلامی بینکاری کے جواز کے موقف میں حضرت کی استقامت میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ کاش آج ہمارے فضلاء اکابر کی سوانح سے بھی سبق حاصل کرتے تو آج ہم حقائق کے مقابلے میں محض اتباع اکابر و جمہور کی بدولت تحقیق کے میدان میں اتنے زوال کے شکار نہ ہوتے۔

**ہمارا گلہ شکوہ کس سے ہے؟** ہمارا گلہ علاقے کے بزرگ علماء کرام سے

کبھی نہیں ہوسکتا ہم اپنے بزرگوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہے ہیں کہ کہیں ہم سے ان بزرگوں کی بے احترامی کا ارتکاب نہ ہوجائے۔اللہ کے ان پیاروں نے اپنے وقت اور جوانی کے عالم میں اس وقت حالات کو سامنے رکھ کر دین اسلام کی تدریسی اور تقریری خدمات سرانجام دی ہیں۔انہی کی تو برکات ہیں کہ آج ہم جیسے دنیا دار بھی علوم دینیہ کے طالب علم بنے ہوئے ہیں ان بزرگوں کی محنتیں نہ ہوتیں تو پتہ نہیں آج ہم جہالت کے کن گھاٹیوں میں پڑے رہتے ، نہ معلوم کہاں کہاں ٹوکریں مارے پھرتے رہتے ۔ہم ان بزرگوں کے احسانات کا بدلہ موت تک بھی پورا نہیں کرسکتے ۔ہم یہ جرأت کبھی نہیں کرسکتے ہیں کہ موجودہ علمی بحران کے ذمہ داران بزرگوں کو قرار دیا جائے ہم اپنے اس بیان پر جن وانس ، زمین وآسمان اور اللہ عزوجل کو گواہ بنا کر دست بستہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ حضرات اپنے منصبی ذمہ داریوں پر پورے اترے ہوئے ہیں ۔اللہ کریم ہمارے بزرگوں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور جو بقید حیات ہیں اللہ کریم ان حضرات کا وجود ہمارے لئے باعث برکت اور تسلی کے لئے زندہ وتابندہ رکھے ، اللہ کریم ان کی شفقتیں ، محبتیں اور دعائیں ہم گناہگاروں کے لئے دنیا میں ہدایت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنادے۔آمین !

ہمارا گلہ ان نوجوان فاضل دوستوں سے ہے جن کا دستار فضیلت سے فارغ ہوتے ہوئے ابھی اتنا عرصہ نہیں ہوا ، ابھی ان کا خون شباب شباب میں تو ہے۔ پتہ نہیں ان کے لئے کن کن بزرگوں ، ماؤں بہنوں اور امت کے دیگر عام وخاص لوگوں

نے دعائیں مانگی ہونگی۔ جن کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علوم نبوت کا تاج ان کے سروں کے اوپر رکھ دیا ہے۔ ابھی تو ان کے ختم بخاری کے پروگراموں کی نعتیں بھی لوگوں کو یاد ہونگی۔ ان کو شائد پتہ نہ ہو مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ امت مرحومہ کی امید کی نظریں انہی کی طرف سسک سسک کر دیکھ رہی ہیں۔

جب ان بھائیوں کے سامنے حفاظت صلوٰۃ کی بنیاد پر صبح صادق کا مسئلہ پیش کیا گیا کہ پرانے نقشوں میں فجر اور عشاء کے اوقات میں اچھا خاصا مغالطہ لگا ہے۔ اس پر تحقیق کی راہ چلتے ہوئے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ تو حقیقی ایمان وخالص اسلامی علم کا تقاضا یہ تھا کہ یہ لوگ یہ بات سنتے ہی ایسے بے چین ہو جاتے جیسا کہ کوئی خبر دیتا ہے ارے بھائی تیرے گھر پر چور ڈھاکہ مارنے لگے ہیں۔ ادنیٰ مثال یہ ہوگی ایک شخص کا کسی امتحان کا پرچہ ہونے والا ہو مگر وہ شخص یہ سمجھ کر کہ ابھی وقت بہت باقی ہے پہنچ جاؤنگا ، آرام سے گھر بیٹھا ہو، اچانک اس کا ایک شاگرد آ کر خبر دیتا ہے کہ استاجی ! پرچہ امتحان کے وقت میں خضرت کو مغالطہ لگا ہے، درحقیقت وقت امتحان شروع ہو چکا ہے۔ آپ ایمان سے بتائے گا کہ شاگرد کی یہ بات سنتے ہوئے استاجی محترم کتنی سپیڈ میں اٹھے گا؟

ایک دنیاوی نقصان کے خطرے پر انسان کا کچھ سے کچھ حالت بن جاتی ہے، مگر فقیر کی طرف سے نماز فجر کو لاحق خطرہ جب ان ذمہ داران امت کی خدمت میں عرض کر دیا گیا تو ان اللہ کے بندوں نے نہ صرف یہ کہ اس بات کو درخور اعتناء نہیں سمجھا بلکہ اسے الٹا ایک فساد وشر کا پیش خیمہ قرار دے دیا، چونکہ شر وفساد کے خلاف جدوجہد

مسلمانوں کا اہم فرائض میں شامل ہے لہٰذا ان پیاروں نے مقابلہ پر آ کر چھ سال کے مسلسل خاموشی کے بعد بالآخر پرانے نقشے پر ملمع کاری کر کے شائع کر دیا۔ ہماری اتنی منت وسماجت پر مبنی کوشش ، بالمشافہ ملاقاتوں اور خط وکتابت کے طویل سلسلے اور مشاہدات کے لئے بار بار گزراشات کے باوجود ان حضرات کی طرف سے جب یہ رزلٹ موصول ہوا۔تو اس دور میں بھی جبکہ آج تحقیق کے لئے اللہ کے فضل سے کسی چیز کی کمی نہیں رہی ، اہل علم کے اس علمی اور نظریاتی زوال پر فقیر کا دل آج تک رو رہا ہے۔

یہ تھا صبح صادق کی تحقیق کے حوالے سے ہمارا طریقہ کار ولائحہ عمل اور دوسروں پر اس کے مثبت ومنفی اثرات کا تذکرہ۔اب قارئین پر یہ حقیقت واضح ہونا چاہئے کہ ۱۵ درجے کی یہ تحقیق کسی فرد واحد کا محض ایک رائے یا ایک قول نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے جو کہ آسمان (یعنی افق شرقی وغربی) کے مناظر کو بار بار عینی مشاہدات کے بعد نوٹ کی گئی ہے۔اور پھر فنی طور پر اس کی تحدید کر کے درجات میں اسے ۱۵ زیر افق مقرر کیا گیا ہے۔لہٰذا اگلے صفحات میں قائلین ۱۵ کا مختصر تذکرہ ملاحظہ فرمائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆☆☆☆☆

فصل سوم

# مشاہدات

## فجر و عشاء

اوقات نماز کے نقشوں میں ۱۸اور ۱۵ درجات کے اختلافات میں ہم نے ۱۵ درجے کو ترجیح کل جدید لذیذ کی بنیاد پر نہیں دی ہے بلکہ علمی تحقیق کے بعد عینی مشاہدات کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ حقائق کی رو سے صبح صادق اور عشاء حنفی کا وقت اس وقت شروع ہو جاتا ہے جس وقت سورج افق سے ۱۵ درجے نیچے ہو۔ اگلے صفحات میں ان مشاہدات کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو کہ صبح اور عشاء دونوں کے لئے کئے گئے ہیں۔ فقیر نے کوشش کی ہے کہ ہر مشاہدہ میں خود بھی شریک ہو۔ نیز یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے مشاہدات سال کے مختلف ایام میں بہت زیادہ کئے ہیں مگر جیسا کہ جمہوری نقشے کی تائید میں ذکر کردہ جدید مشاہدات سے بھی یہ بات واضح ہے کہ موسم کا صاف ملنا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے لہٰذا جن مشاہدات میں کسی قسم کا بہام یا گرد و غبار کی وجہ سے یقین کے درجے میں نہیں تھے انہیں ہم نے خود ہی غیر معتبر قرار دے کر حذف کر دئے ہیں۔ ان میں جو مشاہدات بالکل واضح تھے ہم نے انہیں درج کر دئے ہیں۔

# ﴿مشاہدات فجر﴾

## مشاہدہ نمبر۱

**تاریخ** :۷ رمضان ۱۴۲۷ھ بمطابق 30-09-2006

**بمقام** : مسجد تقویٰ کے شمال کی طرف کھیت میں

**شرکاء** : جناب حافظ اسماعیل صاحب ، احقر (شوکت علی) ، حافظ ساجد ، حافظ محمد یاسر، حافظ اختر علی ، جناب نورالاسلام

**دورانیہ مشاہدہ** : 4:40 تا 5:00 بجے

**کیفیت** : میدان میں جا کر مشرق کی جانب معمولی سی جنوب کی طرف ایک جگہ پر روشنی نمودار تھی، ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ روشنی گاؤں میاں ڈھیری کی ہے ۔لیکن جب 4:55 کا تقریباً ٹائم ہوگیا تو سب نے محسوس کیا کہ وہی روشنی اندھیرے میں تبدیل ہونے لگی ۔اب معلوم ہوگیا کہ یہ تو صبح کاذب کی روشنی تھی۔اس کے بعد چند سیکنڈ کا گزرنا تھا کہ افق پر شمالاً جنوباً کھلی روشنی شروع ہوگئی۔الحمدللہ سب حضرات نے یہ منظر دیکھ کر نہایت خوشی کا اظہار کیا۔اس دن نئے نقشے میں احتیاطی 3 منٹ جمع کرتے ہوئے صبح صادق کا وقت تھا:4:59 بجے۔

## مشاہدہ نمبر2

**تاریخ** : ۸ رمضان ۱۴۲۷ھ بمطابق 01-10-2006

**بمقام :** مسجد تقویٰ کے شمال کی طرف کھیت میں

**شرکاء :** احقر (شوکت علی) ، جناب ہمایون خان، حافظ اختر علی ،
جناب نور الاسلام

**دورانیہ مشاہدہ :** 4:40 تا 5:00 بجے

**کیفیت :** جائے مشاہدہ میں جا کر دیکھا کہ مشرق کی جانب ایک روشنی معمولی سی جنوب کی طرف ایک جگہ پر نمودار تھی، جب 04:56 کا تقریباً ٹائم ہوگیا تو سب نے محسوس کیا کہ وہی روشنی اندھیرے میں تبدیل ہونے لگی، تب معلوم ہوگیا کہ یہ صبح کاذب کی روشنی تھی۔اس کے بعد چند سیکنڈ کا گزرنا تھا کہ افق پر شمالاً جنوباً کھلی روشنی شروع ہوگئی۔الحمد للہ سب حضرات نے یہ منظر دیکھ کر نہایت خوشی کا اظہار کیا۔اس دن نقشے میں احتیاطی 3 منٹ جمع کرتے ہوئے صبح صادق کا وقت 4:59 بجے تھا۔

## مشاہدہ نمبر 3

**تاریخ :** ۱۰ رمضان ۱۴۲۷ھ بمطابق 03-10-2006

**بمقام :** مسجد تقویٰ کے شمال کی طرف کھیت میں

**شرکاء :** احقر (شوکت علی) ،حافظ اختر علی صاحب ،جناب نور الاسلام

**دورانیہ مشاہدہ :** 4:25 تا 5:03 بجے

**کیفیت :** آج ساتھی میدان میں اسلئے اتنے پہلے پہنچ گئے تھے تا کہ صبح کاذب کا بالکل ابتدائی وقت (طلوع) مشاھدہ کیا جائے لہٰذا 4:25 بجے ساتھی حاضر ہوگئے ۔اس

وقت افق شرقی پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی یہاں تک کہ تقریباً 04:40 بجے کا وقت ہو گیا تو بہت واضح طور پر ایک جگہ پر گول روشنی بالکل سفید رنگ میں ظاہر ہونا شروع ہو گئی جس کو ایک عام شخص بھی بہت آسانی کیساتھ بغیر کسی اشتباہ کے مطالعہ کر سکتا تھا۔ سمت الرءس سے مشرق کی طرف آسمان کے تقریباً تہائی حصے کی مقدار تک بلندی میں رکی رہی۔ جب بالکل 04:57 بج گئے تو اس روشنی کا کم ہونا شروع ہو گیا حتی کہ چند لمحوں میں ختم ہو گئی ،اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ صبح کاذب کی روشنی تھی۔ اور پھر ختم ہونے کے فوراً بعد دوسری روشنی اسی جگہ سے نمودار ہونا شروع ہو گئی مگر یہ روشنی سفیدی اور چمک میں پہلے والی سے کم تھی (یعنی خالص سفید نہیں تھی) اس کے بعد چند سیکنڈ کا گزرنا تھا کہ افق پر شمالاً جنوباً کھلی روشنی شروع ہو گئی۔

الحمدللہ سب حضرات نے یہ منظر دیکھ کر مکمل اطمینان کا اظہار کر دیا۔ اس دن ہمارے نقشے میں احتیاطی 3 منٹ جمع کرتے ہوئے صبح صادق کا وقت تھا: 05:01 بجے تھا۔

## مشاہدہ نمبر 4

**تاریخ :** ۹ اور ۱۰ جمادی الاولیٰ، ۱۴۲۸ھ، کی رات (بمطابق ۲۶ اور ۲۷ مئی)

**شرکاء :** راقم اور مولوی حافظ محمد ساجد دریائے سندھ ہنڈ موٹروے ہوٹلز (اس وقت پشاور تا اسلام آباد زیر تعمیر تھا، یہاں دریا کے کنارے مچھلیوں ک ء ہوٹل بنے تھے جہاں لوگ کثیر تعداد میں بطور پیکنیک کے طور پر آ کر مچھلیاں کھاتے تھے۔ چنانچہ اس مقام کو عام لوگ موٹر وے کے نام سے جانتے تھے) میں صبح صادق کے مشاہدے کے لئے

رات کو غالباً ۱۲ بج کر ۴۵ منٹ پر پہنچ گئے۔

افق پر کچھ بادل کی وجہ سے فجرین کا مشاہدہ تو ایسا تو نہیں ہو سکا کہ دونوں میں واضح طور پر فرق نوٹ کر سکے۔ مگر اتنا نہایت واضح طور پر معلوم ہوا کہ ۳:۴۰ بجے افق شرقی پر مکمل اندھیرا چھا گیا۔ معلوم ہوا کہ یا اندھیرا صبح کاذب کے بعد آنے والا اندھیرا تھا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ افق کچھ بادلوں سمیت نظر آنا شروع ہو گیا۔ (یعنی افق پر روشنی آنے کی وجہ سے وہاں بادل نظر آ گئے) بہرحال ۳:۴۰ پر صبح کاذب کی انتہاء یا غیبوبت واضح طور پر مشاہدہ میں آ گیا۔

اسی دن نئے نقشے کے مطابق احتیاطی وقت جمع کر کے ۳:۴۳ بنتا تھا۔

## مشاہدہ نمبر 5

**تاریخ** :۳ رمضان ۱۴۲۸ھ بمطابق 16 ستمبر 2007ء

**بمقام** : صوابی گاؤں سے باہر بجانب مشرق'' طوطالئی پُل''

**شرکاء** : مولانا حافظ بختیار علی مولوی حافظ محمد ساجد حافظ اختر علی

حافظ خورشید علی ،حافظ ذیشان علی ،حافظ حیدر علی (درجہ سادسہ کا طلب علم)

اور احقر شوکت علی

**کیفیت** : پرانے نقشے میں صبح صادق کا وقت 04:28 بے لکھا ہوتا ،ہم جائے مشاہدے میں 30 :04 بجے پہنچ گئے تو بجانب مشرق مائل بجنوب سفید روشنی ایک گولے کی طرح (جس کا اوپر والا سرا نوکیلا تھا) نظر آ رہی تھی۔ فقیر نے پہلے مشاہدات

میں ذاتی تجربے کی بنیاد پر حاضرین کو متنبہ کیا کہ سامنے ظاہر ہونے والی روشنی کوئی عارض کی وجہ سے نہیں بلکہ لگتا ہے یہ صبح کاذب کی روشنی ہے (جب کہ 18 درجے والوں کے نزدیک صبح صادق ہے) مشاہدے میں اس طرف دھیان ضرور رکھنا۔ (تنبیہ کے طور پر یہ بات اس لئے بتلادی کہ اگر یہ صبح کاذب کی روشنی ہے تو قبل صبح صادق اس نے بہت معمولی وقت کے لئے غائب ہونا ہے اور پھر جلدی یہاں سے دوسری روشنی نے نکلنا ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ بے خیالی میں یہ فرق محسوس ہی نہ ہو اور یوں صبح صادق کو پہلے سے ہی طلوع ہوتے ہوئے سمجھ بیٹھ جائیں)

ہم بدستور کھڑے تھے۔ اسی اثنا میں حافظ بختیار علی نے کہا کہ یہ روشنی اپنی جگہ پر وہی کیفیت کے ساتھ نظر آرہی ہے جو پہلے تھی، اس میں تو کوئی زیادتی، انتشار و پھیلاؤ وغیرہ نہیں نظر آرہا۔ اس پر ناچیز جواباً کہا یہی تو اصل صفت ہے صبح کاذب کی، یہ الفاظ کہتے ہوئے ساتھ دوبارہ کہہ دیا بہر حال خیال کرنا یہ روشنی غائب ہونے لگے گی تو متوجہ ہوکر صبح صادق کو نوٹ کرنا۔ جونہی 04:43 بجے کا وقت ہوگیا تو موجود روشنی غائب ہونا شروع ہوگئی، جسے سارے حاضرین واضح طور پر محسوس کررہے تھے۔ چند لمحات کے بعد دوبارہ تقریبا 04:44 پر دوبارہ روشنی واضح طور پر نکلنا شروع ہوگئی۔ جس کو سب حاضرین نے دیکھ کر صبح صادق قرار دے دی۔ الحمد للہ اس دن صبح صادق کا وقت 15 درجے کے نقشے میں 04:45 لکھا ہوا تھا۔ ہم نے سحری افطار کے لئے مرتب نقشوں میں انتہائے سحری کا وقت 04:41 لکھا ہوا تھا۔

## مشاہدہ نمبر 6

**تاریخ** : ۲۳رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ بمطابق 13 ستمبر 2009ء

**بمقام** : مدرسہ تعلیم القرآن شاہ منصور کی چھت کے اوپر۔

**شرکاء** : مولانا حافظ محمد اعجاز صاحب، اور یہ فقیر شوکت علی۔

**تفصیل** : ہم دونوں موٹر سائکل پر مولانا کے گاؤں سے غالباً 3:40 پر نکلیں ۔راستے میں شاہ منصور ٹیکنیکل کالج کا بھی اندازہ لگایا وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ پہاڑی پر سے دیکھنے کی وجہ سے نیچے گاؤں پنج پیر کی آبادی نظر آرہی ہے جہاں سے بجلی کی چمک دمک ایک بدیہی بات ہے۔چنانچہ ہم وہاں سے فوراً مڑ کر سیدھا دارالعلوم شاہ منصور کے پاس جا کر ایک طرف کھڑے ہوگئے جہاں افق شرقی اواضح طور پر، بغیر کسی پریشانی کے نظر آرہا تھا۔ہم تھوڑی دیر کھڑے ہوگئے ۔پھر سوچا کہ اگر مدرسے کی بلڈنگ کے اوپر چڑھا جائے تو شاہد افق اور بھی واضح نظر آئے ۔ہم فوراً مدرسے میں داخل ہوکر جب چھت پر چڑھے تو رمضان کی 23 تاریخ کی وجہ سے افق کے قریب اوپر کمزور چاند بھی موجود تھا جس کی وجہ سے عمومی طور پر مکمل اندھیرا نہیں محسوس ہورہا تھا تاہم اس کے علاوہ باقی فضاء الحمدللہ بہت واضح منظر دیکھائی دے رہا تھا۔ابھی وقت تقریباً 4:15 سے متجاوز کر گیا تھا۔

افق شرقی پر دونوں نظریں جمائے رکھے تھے کہ اتنے میں گاؤں سے اذان فجر کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں ۔ہم سمجھ گئے غالباً پرانے نقشے کا وقت ہوگیا چونکہ گاؤں

کا نظام عوامی ہونے کی بنا پر اذان کے معاملے میں کبھی کبھی تو ڑا بہت تقدیم و تاخیر کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد مدرسے کے لاؤڈ سپیکر بھی آن ہو گیا۔ حتی کہ جونہی دوسری دفعہ اللہ اکبر کی صدا آ گئی تو فوراً افق شرقی پر ایک جگہ پر روشنی چمکتی ہوئی نمودار ہو گئی، چونکہ ہمارے پاس پرانے نقشے کا ''وقت صبح صادق'' تھا نہیں۔ مگر عام اذانوں اور خصوصاً دارالعلوم کی اذان اور روشنی کی اس کیفیت سمیت ساری باتوں کو ملا کر اتنی بات تو واضح طور پر ثابت ہو گئی کہ پرانے نقشے میں دئے گئے وقت میں افق پر روشنی نمودار ہو گئی۔

مگر دیکھتے دیکھتے اندازہ ہوا کہ یہ روشنی اسی طرح اپنی جگہ پر قائم ہے۔ مولانا نے کہا کہ یہ روشنی تو اسی طرح ہی ہے بڑھتی ہی نہیں۔ ناچیز نے کہا دیکھتے جائیں پتہ چل جائے گا (امکان یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دُور کسی بلب کی روشنی ظاہر ہو گئی ہو، چناچہ) اگر یہ کاذب کی روشنی ہوئی تو ضرور ان شاء اللہ الرحمٰن یہ ختم ہو کر اسی جگہ معمولی دیر کے لئے اندھیرا آئے گا مگر اندھیرے کا یہ وقفہ نہایت قلیل ہونے کی وجہ سے اگر اس کی طرف خاص توجہ نہ کی گئی تو دیکھنے والے کو مغالطہ لگتا ہوا یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ یہ پہلی والی روشنی میں تبدیلی آ گئی یا پہلی کی غیبوبت کے بعد ابھی دوسری روشنی ظاہر ہو رہی ہے؟

آپس میں یہ باتیں ہوتی رہیں کہ اچانک بالکل بغیر کسی اشتباہ کے مکمل طور پر اندھیرا آ گیا جسے مولانا نے بھی بالکل واضح طور پر محسوس کیا (چونکہ مولانا صاحب نظریاتی طور پر اس فقیر کی تحقیق سے متفق نہیں تھے اگر چہ پچھلے سارے مشاہدات عشاء میں غیوب

شفق کا تقریباً ایک سال سے مشاہدہ فرماتے رہیں، جسے مولانا صاحب ایک دو منٹ کے اندازے کے فرق کے ساتھ نوٹ کرتے رہیں) گھڑی میں دیکھتے ہوئے معلوم ہوا کہ 4:43 منٹ سے معمولی کم تھا۔ راقم نے گاؤں کی مسجد میں معتکف مولوی محمد ساجد کو فون کرکے پوچھا کہ وقت کیا ہے تو اس نے بتلایا کہ آج کی تاریخ میں صبح صادق کا وقت 4:46 منٹ ہے۔ آگے ایک منٹ سے بھی جلدی افق پر باقاعدہ روشنی نمودار ہوگئی جس کی رنگت اور کیفیت پہلی والی روشنی بہت مختلف تھے۔ گویا کہ مشاہدے اور نقشے (۱۵ درجے والے) میں ڈھائی ،تین منٹ کا فرق سامنے آگیا۔ یہاں بھی وہی احتیاطی پہلو مدنظر رکھا جائے تو فرق بالکل نہ ہونے کے برابر باقی رہ جاتا ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ دارالعلوم میں پہلی روشنی (یعنی کاذب) کے ظہور کے وقت اذان دی گئی اور اقامت اس وقت شروع ہوگئی جبکہ درمیان میں اندھیرے کا منظر آگیا۔کاش یہ حضرات پرانا نقشہ استعمال کرنے کے باوجود معمول سا مزید انتظار فرماتے تو کم از کم نماز کی حفاظت تو ہوجاتی۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

## ﴿مشاہدات عشاء﴾

### مشاہدہ نمبر 1

**تاریخ** :۲۹ شعبان ۱۴۲۷ھ بمطابق 23-09-2006

**بمقام** : فرزند کے مارکیٹ کے چھت کے اوپر

**شرکاء** : احقر (شوکت علی) ، اختر حافظ صاحب ، سہیل حافظ صاحب

**دورانیہ مشاہدہ** : 6:25 سے 7:15

**کیفیت** : نقشے میں دیئے گئے وقت سے تقریباً 5 منٹ پہلے بیاض مکمل طور پر ختم ہو گیا

(والحمدللہ علٰی ذالک)

## مشاہدہ نمبر 2

**تاریخ** : ۵ رمضان ۱۴۲۷ھ بمطابق 28-09-2006

**بمقام** : فرزند کے مارکیٹ کے چھت کے اوپر

**شرکاء** : حضرت مولانا قاری مستمر خان صاحب، حافظ مشتاق احمد ،

جناب ہمایون خان ، جناب ثناءاللہ اور احقر (شوکت علی)

**دورانیہ مشاہدہ** : 6:55 سے 7:10 تک

**کیفیت** : نقشے میں دیئے گئے وقت سے 2،3 منٹ پہلے بیاض مکمل طور پر ختم ہو گیا

(والحمدللہ علٰی ذالک)

## مشاہدہ نمبر 3

**تاریخ** : ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ بمطابق 11 جون 2007ء

**بمقام** : بدرئی پل جھانگیرہ روڈ جنوب والی سائیڈ مغرب کی جانب

**شرکاء** : مولانا حافظ اعجاز صاحب (گاؤں اسماعیل آباد والے) حافظ مولوی محمد ساجد، حافظ ذاکر حسین ، حافظ اختر علی ، احقر شوکت علی

**کیفیت:** ۸: ۲۷ پرتو صاف معلوم ہورہا تھا کہ حمرۃ غائب ہوگئی، البتہ ابھی مولانا اعجاز صاحب کو کچھ شبہ حمرۃ کا باقی تھا۔ مگر ۸:۳۱ پرتو اعجاز واضح طور پر بولے کہ ابھی تو حمرۃ بالکل غائب ہوگئی۔ اس کے بعد 08:40 پر افق پر سفید پٹی بھی بالکل غائب ہوگئی، البتہ شک کے درجے میں کچھ سفیدی محسوس کی جارہی تھی جوکہ 08:45 پر اس کا بھی مکمل طور پر خاتمہ ہوگیا۔ اس حقیقت کو مولانا اعجاز صاحب کے علاوہ سارے ساتھی تسلیم کررہے تھے البتہ ان کو اب بھی کچھ اشتباہ باقی تھا۔ مگر اس کا ازالہ اس طرح ممکن ہے کہ اس سے پہلے جب انہوں نے 08:31 پر حمرۃ کی غیوبت تسلیم کی تو حمرۃ کے بعد بیاض زیادہ سے زیادہ 15 منٹ ہی باقی رہ سکتا ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے بھی مولانا اعجاز صاحب کا توقف قابل غور ہے۔

اس کے علاوہ یہ صورت حال یا تو مولانا اعجاز صاحب کا زیادہ احتیاط کے نتیجے میں محض خیال کا درجہ قرار دیا جاسکتا ہے، یا اگر واقعی کچھ سفیدی باقی تھی تو وہ بیاض مستطیل ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ صبح صادق سے پہلے بیاض مستطیل صبح کاذب ہوتی ہے اسی طرح بالعکس شفق ابیض کے بعد بھی بیاض مستطیل ہلکی اور مدہم روشنی باقی رہ جاتی ہے۔ شاید مولانا اعجاز صاحب کو یہی کچھ محسوس ہورہا ہو۔

**نوٹ :** آج (05-09-09) کو راقم اسی دن کے اوقات دیکھ رہا ہے کہ 11 جون کو عشاء اول 08:27: اور عشاء دوم 08 :46: لکھا ہوا ہے۔

## مشاہدہ نمبر 4

**تاریخ :** 12 ستمبر 2007ء

**بمقام :** بدرئی پُل ، گاؤں سے باہر بجانب مغرب

**شرکاء :** مولانا قاری مستمر خان صاحب (فقیر کا استاذ محترم) مولوی حافظ محمد ساجد، حافظ اشتیاق ، حافظ اختر علی اور احقر (شوکت علی)

**کیفیت:** چونکہ رویئت ہلال کے حوالے سے شرکاء حاضر ہوئے تھے، تو مشاہدہ بالکل ابتداء وقت سے جاری ہوا۔ دیکھتے دیکھتے یہاں تک 15 : 07 پر حمرۃ غائب ہوگئی ۔اس کے بعد سفیدی باقی تھی جب 07:32 کا وقت ہو گیا تو بیاض بھی مکمل طور پر نظرو ں سے غائب ہوگیا۔ نئے نقشے کے مطابق عشاء اول (یعنی غیوب حمرۃ) 07:17 بجے جبکہ عشاء دوم (یعنی غیوب بیاض) 32 : 07 بج ہی لکھا ہوا تھا۔

## مشاہدہ نمبر 5

**تاریخ :** 23 مئی 2009ء

**بمقام :** اسماعیل آباد، آبادی کے آخری حدود کی مسجد سے آگے کھیت میں بجانب مغرب (یہ مولانا اعجاز صاحب کا گاؤں ہیں جن کا قصہ مشاہدہ نمبر (۳) میں گزر چکا ہے۔

**شرکاء :** مولانا حافظ محمد اعجاز صاحب، مولانا حافظ محمد ساجد اور یہ فقیر شوکت علی۔

**کیفیت:** مقام مشاہدے پر ہم تینوں تقریباً اس وقت پہنچے جب کہ 08 بجنے میں کچھ وقت باقی تھا۔ افق غربی پر موجود سرخی اور اس کے اوپر بیاض مستطیر صاف واضح طور پر

بالکل صاف نظر آرہے تھے۔ موسم بالکل صاف تھا۔ جب 08:15 بج گئے تو مولوی ساجد نے کہا کہ سرخی غائب ہوگئی۔ مگر ہم دونوں (راقم اور مولانا اعجاز صاحب) کو ابھی سرخی کا کچھ شائبہ ہو رہا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد بالاتفاق سب نے تسلیم کیا کہ ابھی سرخی مکمل طور پر ختم ہوگئی ہے۔ اس وقت ٹائم تھا 08:18 بجے۔

اس کے بعد بیاض کو دیکھتے رہے۔ جب 08:28 کا ٹائم ہوگیا تو سب نے بالاتفاق بیاض مستطیر کو غائب ہوتا ہو قرار دے دیا۔ بلکہ اس کے بعد وہاں مزید ٹھیرنا کسی نے بھی مناسب ہی نہیں سمجھا کہ ابھی تو مکمل طور پر اندھیرا چھا گیا ہے۔

**اس دن نئے نقشے اوقات:**

عشاء اول : 08:13 بجے عشاء دوم: 31 : 08 بجے

(واللہ تعالیٰ اعلم)

## مشاہدہ نمبر 6

**تاریخ :** ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ بمطابق 10 ستمبر 2009ء

**بمقام :** اسماعیل آباد، آبدی کے آخری حدود کی مسجد سے آگے کھیت میں بجانب مغرب

(یہ مولانا اعجاز صاحب کا گاؤں ہے جن کا قصہ مشاہدہ نمبر ۳ میں گزر چکا ہے)

**شرکاء :** مولانا حافظ محمد اعجاز صاحب، مولوی حافظ اشفاق صاحب اور یہ فقیر شوکت علی۔

**تفصیل :** احقر نے مولانا حافظ محمد اعجاز صاحب کو فون کر کے مشاہدہ شفق کے لئے آنے کا کہا۔ چنانچہ راقم اور مولوی اشفاق جائے مشاہدہ پر تقریباً ساڑھے سات بجے

پہنچے۔ چونکہ یہ جگہ نہ صرف مولانا صاحب کا گاؤں تھا بلکہ یہاں ان کا گھر بہت قریب تھا، چنانچہ مولانا نے ہمارے پہنچنے سے پہلے وہاں مشاہدہ شروع کیا تھا۔ مولانا نے کہا کہ میں تو پہلے سے دیکھ رہا ہوں کہ حمرۃ پہلے ہی غائب ہو چکی ہے حتیٰ کہ ابھی تو مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ بیاض بھی غائب ہو گیا ہے۔ (مولانا کی بات ختم ہوگئی)

خدا گواہ ہے کہ ہمیں اس دن یہ علم ہی نہیں تھا کہ آج شفق ابیض کی غیبوبت کا ٹائم ہے۔ راقم نے برادر مولانا حافظ بختیار علی کو (7:31 پر) فون کر کے پوچھا کہ غیوب شفق کا وقت کیا ہے۔ محترم بھائی نے فون پر بتایا کہ 11 ستمبر کو عشاء ثانی کا وقت 07:32 pm ہے۔ (چونکہ نقشے میں جفت عدد نہیں تحریر اس لئے 11 تاریخ کا وقت 7:32 بتا دیا) مسجد میں واپس آ کر دیکھا تو 9/9/9 کو 7:36 لکھا تھا جب کہ 11/9/9 کو 7:32 لکھا تھا تو اس اعتبار سے فرق نکال کر 10/9/9 کا وقت 7:34 بنتا ہے۔ گویا کہ تقریباً 3 منٹ کا فرق ہو گیا۔ اب ہو سکتا ہے یہ وہی احتیاطی فرق ہو جو عام طور پر نقشوں میں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

**نوٹ** : ان مشاہدات میں جہاں عشاء اول (یعنی غیوب حمرۃ) اور عشاء ثانی (یعنی غیوب بیاض) کا جہاں تذکرہ آیا ہے کہ نقشے میں دیکھا، آج صبح صادق کا وقت فلاں تھا وغیرہ وغیرہ تو ان سب میں مراد نیا نقشہ یعنی 15 درجے کے مطابق اوقات ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆☆☆☆☆

# باب سوم

## احتیاط کس میں ہے؟

بعض علماء کرام کی طرف سے احتیاط کے مشورے سامنے آتے ہیں کہ روزہ ۱۸ درجے پر بند کیا جائے اور نماز فجر ۱۵ درجے کے مطابق پڑھی جائے۔ علمی طور پر تو ہم پہلے اس مشورے کی مخالفت کرتے تھے۔ البتہ اب عملی طور پر اس سوچ کے ساتھ اتفاق کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ کہ واقعی کوئی احتیاط (فی الصلوٰۃ والصوم) پر عمل کرنے کا خواہاں ہو۔ اس فصل میں دیکھتے ہیں کہ اگر یہی مقصد (احتیاط) کو مدنظر رکھا جائے تو پھر انصاف و دیانت کا تقاضاء کیا ہونا چاہئے، یا بالفاظ دیگر پھر احتیاط کس نقشے میں مناسب اور زیادہ مفید ہے؟

# تعجب و حیرانگی اُن پر

## (جو ''احتیاط'' کی سمجھ سے بھی قاصر ہیں)

انسان کی حیرانگی کی انتہاء نہیں رہتی کہ جب ان حضرات کی زبانوں سے یہ فتوے سنتا ہے، فرماتے ہیں ''15 درجے کا نقشہ غلط ہے اس کے مطابق نماز نہیں ہوتی'' قارئین غور فرمائیں، کہ مثلاً یکم جنوری کو 18 درجے کے مطابق صبح صادق کا وقت 05:47am ہے اب ظاہر ہے کہ 05:47am سے لیکر طلوع آفتاب کی ابتدا تک ان کے نزدیک نماز فجر پڑھنا درست ہے، تو درمیان میں جب 15 درجے کے مطابق 06:02am کا وقت آئے گا تو اس وقت نماز کس طرح ناجائز ہو جائے گی؟ حالانکہ یہی وقت (06:02am) ۱۸ درجے اور ۱۵ درجے دونوں میں مشترک ہے؟ ہاں ان کی یہ بات روزے کے حوالے سے عقلاً درست ہو سکتی ہے۔ مگر نماز فجر کے حوالے سے ۱۵ درجے والے نقشے کا غلط ہونا ایک ناقص ترین عقل رکھنے والا شخص بھی درست تسلیم نہیں کر سکتا چہ جائیکہ یہ جملے ''اصحاب علم'' کے زبانی سنی جائیں، اور وہ حضرات اسے مجالس میں بڑے فخر کے ساتھ فرماتے پھریں؟

اور اسی طرح انصاف کی بات یہ بھی ہے کہ قائلین ۱۵ درجے، ۱۸ درجے والے نقشے کے بارے میں یہ کہنے کا کسی طرح حق نہیں رکھتے کہ وہ کہے کہ ۱۸ درجے کا نقشہ غلط ہے اور اس کے مطابق روزہ درست نہیں ہو سکتا۔ ہاں ان حضرات کی بات نماز فجر کے حوالے سے بالکل

درست ہے کیونکہ ان کے نزدیک ۱۸ درجے کے بعد ۱۵ درجے تک ابھی صبح صادق طلوع نہیں ہوئی، تو ظاہر بات ہے کہ اس دوران اگر نماز فجر ادا کی گئی تو وہ قائلین ۱۵ درجے کے نزدیک کسی طرح بھی جائز نہ ہوئی۔ اس سے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آجاتے ہیں:

(۱)......دونوں نقشوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنے کے لئے قطعی طور پر (بالخصوص علماء کے لئے) یہ ضروری ہے کہ عینی مشاہدات سے اس (نقشے) کی درستگی کی یقین دہانی کرلے۔

(۲)......بلاتحقیق محض ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ۱۸ درجے پر عمل روزے کے حوالے سے تو درست ہوسکتا ہے مگر نماز فجر اس کے مطابق کسی صورت میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(۳)......لہٰذا دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر یہ بات قطعی طور پر کہی جاسکتی ہے، کہ جن حضرات کا شرح صدر دلائل کی روشنی میں کسی ایک جانب نہیں ہے تو ان پر لازم ہے کہ روزہ ۱۸ درجے کے مطابق بند کرے اور نماز فجر ۱۵ درجے کے مطابق پڑھے۔

معلوم ہوا کہ نماز کے حوالے سے ان (قائلین ۱۸) کا اختلاف شرعاً اور عقلاً کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ اگر 18 درجے صبح صادق ہے تو 15 درجے پر بطریقہ اولیٰ صبح صادق ہونا چاہئے اس وقت میں اختلاف کرنا تو کم از کم ہماری سمجھ سے باہر ہے، پتہ نہیں 18 والوں کو نماز فجر میں جھگڑا کرنے میں کیا نظر آرہا ہے؟ جبکہ 18 درجے کا قول متفق علیہ بھی نہیں اور نہ یہ نص قطعی کا درجہ رکھتا ہے۔ اور جب ایسا نہیں تو 18 درجے کا وقت بہر حال شک سے خالی نہ رہا۔

ہمیں صد افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ 18 درجے والوں کا یہ رویہ امت کی نمازوں کے حوالے سے ایک تباہ کن فکر کی غمازی کرتا ہے جس میں یقینی وقت میں نماز

پڑھنے سے تو مسلمانوں کو ڈرایا جاتا ہو اور خواہ مخواہ مشکوک وقت میں نماز پڑھنے پر زور دیا جارہا ہو؟ ہاں یہ حضرات اگر اس اختلاف کو محض روزے کے حوالے سے پیش کرے تو یہ بات عقلی طور پر ایک مثبت سوچ کی عکاسی کرتی ہے۔مگر رمضان کے علاوہ پورے سال 15 درجے کی مخالفت کرنے سے ان حضرات کی دیانت مجروح نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا؟ لہٰذا نماز کی فرضیت اور بالخصوص نماز فجر کی اہمیت اور خوف الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ نماز کے حوالے سے 15 درجے کی مخالفت کسی طرح بھی جائز نہ ہو۔18 والے اگر یہ غلو چھوڑ دیں تو بندہ یہ امید رکھتا ہے کہ انشاء اللہ قائلین 15 بھی روزے کے حوالے اپنے موقف میں ضرور لچک پیدا کریں گے۔اور اسی سے دونوں عبادات (صلوٰۃ وصوم) کی حفاظت یقینی ہوسکتی ہے۔اسی احتیاطی پہلو کے حوالے سے گذشتہ (۱۴۳۲ھ کے) رمضان میں اہل برطانیہ میں اسی اختلاف نے کچھ تشدد اختیار کیا ہوا تھا یہاں اسی روئیداد کو نقل کرنا فکر مند ساتھیوں کے لئے ان شاء اللہ فائدے سے خالی نہ ہوگا۔

## نماز فجر کے حوالے سے دارالعلوم کراچی کا بنابر احتیاط عمل ۱۵ درجے کے نقشے کے مطابق

اس کا پس منظر یہ ہے کہ حویلیاں (ایبٹ آباد) کے جامعہ حدیقۃ القرآن کے ناظم تعلیمات مولانا سید مکرم شاہ طوفانی صاحب نے جامعۃ الرشید سے صبح صادق کے حوالے سے ایک استفتاء کیا جسے جواب سمیت ذیل میں ملاحظہ فرمالیجئے گا۔

## استفتاء مع الجواب:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ادباً گزارش ہے کہ ہمارے ہاں ضلع ایبٹ آباد میں اوقات نماز کے لئے دو جدول رائج ہیں ایک جدول میں اوقات نماز (فجر وعشا) کی تخریج سورج کے ۱۵أ زیر افق کے مطابق کی گئی ہے جبکہ دوسرے جدول میں ۱۸أ زیر افق کے مطابق۔ پورا سال دونوں جداول پر پُرسکون ماحول میں عمل ہوتا ہے بلکہ عملاً تو غیر رمضان میں اذانِ فجر عموماً اس وقت دی جاتی ہے جبکہ سورج ۱۵أ درجے زیر افق پہنچ چکا ہوتا ہے لیکن جو ہی رمضان کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے تو اختلاف کا ایک طوفان کھڑا ہوجاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل علماء نے رمضان المبارک کے حوالے سے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے ختم سحری کے لئے پرانے جدول کا وقت جبکہ اذان فجر کے لئے جدید جدول کا وقت متعین کیا ہے کہ ختم سحر ۱۸أ درجے کے مطابق کیا جائے اور اذانِ فجر ۱۵ درجے کے مطابق دیا جائے۔

(۱) کیا مذکورہ صورت درست اور مستحسن ہے یا نہیں؟ (۲) کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ مذکورہ صورت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نہیں مانتے یہ بات کہاں تک درست ہے؟ (۳) رمضان اور غیر رمضان میں اذان ونماز کے لئے ۱۵ درجے والا نقشہ درست ہے یا نہیں؟ (۴) کیا جامعۃ الرشید کے موجودہ ذمہ دار الخضرت مفتی رشید احمدؒ کے ۱۵أ والے تحقیق سے متفق ہیں یا نہیں؟ (۵) ہمارے ضلع ایبٹ آباد کا طول بلد ۱۲:۳۷ شرقی جبکہ

عرض بلد ۳۴:۶ شمالی ہے جس کے مطابق یکم جنوری کے اوقات مندرجہ ذیل ہیں فجر 5:58 طلوع 7:12 زوال 12:10 عصر حنفی 3:30 غروب 5:08 عشاء 6:22 کیا یہ اوقات درست ہیں؟

(المستفتی سید مکرم شاہ طوفانی)

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ مذکورہ صورت مستحسن اور احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ تفصیل کے لئے رجوع فرمائیں: احسن الفتاویٰ: ج ۲

۲۔ دارالعلوم کراچی سے قدیم زمانے سے بنابر احتیاط اس صورت کی رائے دی جاتی ہے اور یہی معمول بہا ہے۔ آپ کے استفتاء کے بعد بھی وہاں کے دارالافتاء سے رجوع کیا گیا جس پر انہوں نے اسی رائے کا اظہار کیا۔

۳۔ جامعۃ الرشید کے تحقیق کے مطابق رمضان وغیر رمضان دونوں کے لئے ۱۵ درجے والا نقشہ درست ہے۔

۴۔ جامعۃ الرشید کے موجودہ ذمہ داران حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے مکمل طور پر متفق ہیں۔ مع ھٰذا حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے عمل کے مطابق احتیاط پر عمل بہتر جانتے ہیں۔

۵۔ درست ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد خلیق دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی، ۲۵۔۴۔۱۴۳۲ھ

چنانچہ راقم نے مذکورہ بالا سوال وجواب بعینہ برطانیہ مولانا یعقوب احمد مفتاحی

صاحب کے پاس ارسال کر دیا گیا تو انہوں نے اسے اپنے ویب سائٹ میں لگا کر شایع کر دیا۔جس پر ۱۸درجے کے قائلین نے نہایت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔مزید پھر کیا کیا ہوا وغیرہ۔اس کے بارے میں اگلے صفحات میں خط وکتابت سے انشاء اللہ باقی تفصیلات حاصل ہوجائیں گے۔

## مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب کی گفتگو فون پر اس فقیر کے ساتھ:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ گزشتہ رمضان میں ایک رات تراویح سے فارغ ہوکر راقم فقیر ابھی مسجد میں ہی تھا کہ مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب کا فون آیا،فرمایا کہ آپ (راقم ) کی طرف سے احتیاط پر مبنی جامعۃ الرشید کا فتویٰ ہم نے یہاں برطانیہ میں شایع کر دیا تو ۱۸درجے والے حضرات نے اس کی بڑی شدت سے مخالفت اختیار کی ہماری بار بار سمجھانے کے باوجود وہ اس حرکت سے باز نہیں آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس فتویٰ میں دارالعلوم کراچی کا موقف غلط شایع کیا گیا ہے۔لہٰذا آپ (مراد راقم )ان حضرات کو جواب کے طور پر ایک خط ارسال کریں تاکہ یہ مسئلہ نزاع رفع دفع ہوجائے ۔لہٰذا اس کی تعمیل میں راقم نے مولانا صاحب کے نام مندرجہ ذیل عریضہ ارسال کیا،آگے جو حالات سامنے آتے رہیں وہ ساتھ ساتھ ملاحظہ فرماتے جائیں:

### خط از فقیر بنام مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب ا

محترم مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
(ناظم حزب العلماء یوکے)

ہم نے مولانا مکرم شاہ طوفانی صاحب کی طرف سے دارالعلوم کراچی کا جو فتویٰ ارسال کیا تھا۔اس میں احتیاط پر مبنی پہلو کی وضاحت کرکے جامعۃ الرشید کے مفتیان کرام نے دارالعلوم کراچی کا مسلک یہ ذکر کیا تھا۔کہ حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے وقت سے آج تک دارالعلوم کا اسی پر عمل جاری اور ساری ہے۔یعنی انتہاء سحر 18 پر جبکہ اذان فجر 15 پر۔اوراس پر باقاعدہ جامعۃ الرشید کے مہر اور مفتیان کرام کے دستخط موجود ہیں اور اسے آپ حضرات نے اپنی ویب سائٹ میں لگا دیا ہے۔

دارلعلوم کراچی میں اگر عرصہ دراز سے احتیاط کو مدنظر رکھ کر اسی فتوے کے مطابق عمل ہورہاہے اور باقی مسلمانوں کو یہی حکم دے رہاہے تو یہ ایک خوش آیند بات ہے،اس پر کسی کو ناراضگی کیا ضرورت ہے؟ سلیم الطبع لوگ تو ایسی صورت پر فوراً مطمئن ہوکر خوش ہوجاتے ہیں۔کیونکہ اس میں ایک طرف تو اتفاقی صورت پیدا ہوتی ہے تو دوسری طرف دونوں عبادات (روزہ اور نماز) کی حفاظت بھی ہے۔اور کسی بھی نقشے کی ترتیب میں اولین مقصد یہ شامل ہوتا ہے، ورنہ محض چارٹ بنانا کون سی اسلامی خدمت ہے؟ نقشہ جات مرتب کرکے اوقات کی نگرانی کا مقصد ہی تو یہ ہوتا ہے کہ روزہ نماز کے اوقات معلوم ہوکر نقصان سے بچایا جاسکے،اور یہی دونوں جانب کے نقشوں کے مرتبین کا بنیادی مقصد ہے۔چنانچہ ہم نے اسی فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے

اس طریقہ کار کی تائید کی تھی مگر اس شرط کے ساتھ کہ 18 درجے والے اس کو عملی طور پر یقینی بنائے، تاکہ اصل مقصود حاصل ہو جائے مگر بدقسمتی سے ایسی کوئی صورت ان حضرات سے نہ بن سکی جس میں 18 درجے پر سحری تو بند ہو مگر 15 درجے سے پہلے اذان دینے اور بالخصوص نماز پڑھنے کا بھی سد باب یقینی ہو۔

## ناراض گروپ کی شرعی ذمہ داری اور اخلاقی جرأت کا تقاضاء:

اب اگر کسی کو اس پر ناراضگی ہے اور اسے جھوٹ پر مبنی اشاعت قرار دیتا ہے تو اس کا فرض یہ بنتا ہے کہ جامعۃ الرشید کے ذمہ دار مفتیان سے باز پرس کرے کیونکہ یہ بات دراصل وہ کہہ رہے ہیں ہم اور آپ تو اسے منتقل کرنے والے ہیں ہم اگر اسے نہ بتائیں تو کوئی اور یہ انکشاف کرسکتا ہے۔ ہونا تو بہرحال اسی طرح ہی تھا کہ کسی بھی تیسرے شخص کے زریعے اس فتوے نے ”ناراض گروپ“ کے ہاتھ لگنا تھا۔ اگر یہ کسی نامعلوم ایجنسی کے وساطت سے ان ناراض ساتھیوں کو ملتا تو اس وقت ان کا ردعمل کیا ہوتا؟ اب بھی ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ سب سے پہلے اسی فتوے کا نقل اٹھا کر دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء میں اس کی تصدیق کرادیں۔ پھر احتیاط پر مبنی اس فتوے اور حضرت شیخ السلام صاحب مدظلہم کے موقف میں تضاد کی وضاحت انہی سے مانگیں۔ جو جواب ملے گا تو اپنی ناراضگی کا اظہار بھی وہاں فرمادیں۔ اسی طرح کرنے پر ہم بھی سمجھ جائیں گے کہ یہ حضرات شرعی تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرسکتے ہیں۔ لہٰذا ہم اور آپ کسی طرح بھی اس پر مورد ملامت نہیں قرار دئے جاسکتے ہیں۔

علاوہ ازیں بے جا الزامات سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ محققین کا طرہ امتیاز یہ ہوتا ہے کہ جو بات کرتے ہیں دلیل کے ساتھ کرتے ہیں محض الزام لگانا یا سنی سنائی باتوں کو پھیلانا یا اپنے نظرئے کی بنیاد پر اس بات کو رد کرنا جو اس سے متصادم ہو، خواہ مخواہ اختلاف وتفرقہ کو ہوا دینا جیسی عادات سے اہل حق کا دامن بالکل صاف ہوتا ہے۔ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ جدید مسائل میں اختلافات کی صورت میں فریقین یا اختلافی موقف کے دونوں جانب دلائل پر غور کرتے ہیں، پھر دونوں کے استدلال اور قوت دلیل کو مدنظر رکھ کر ایک رائے اختیار کرتے ہیں۔مگر اپنے موقف کو بلا موقع ومحل عوامی انتشار وفرقہ واریت کا باعث کبھی نہیں بننے دیتے۔اب مذکورہ بالا فتوے کے جواب میں ناراض گروپ کا خواہ مخواہ انکار کر کے ای میلز میں دارالعلوم کا حوالہ دے کر سحری وافطار کا نقشہ شائع کرنا اور احتیاط کے اس فتوے کو سراسر جھوٹ قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟ باوجود اس کے کہ یہ نقشہ دارالعلوم کراچی سے شائع بھی نہیں ہوا بلکہ کسی نے انہی کی طرف منسوب کر کے بنا دیا۔احتیاط کے اس فتوے کی اتنی شدید مخالفت جیسے رویے سے تو یہ آثار نظر آتے ہیں کہ یہ لوگ امت مرحومہ کے اتفاق پر خوش ہی نہیں ہیں، بلکہ چاہتے ہیں کہ اس معاشرے میں اختلاف کی آگ ہر وقت لگی رہے۔

کسی کے نزدیک اگر واقعی انتہاء سحری 18 درجے پر واقع ہوتی ہے، چلو تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ اس میں روزہ کی حفاظت کی اتفاقی صورت پائی جاتی ہے مگر کیا نماز فجر جو کہ پورا سال برابر کا فرض ہے، کی متفق علیہ صورت یہ نہیں ہے کہ اسے

15 درجے پر جائز مان لی جائے؟ جب واقعی نماز فجر کے حوالے سے اتفاقی صورت 15 درجے ہی ہے تو پھر کسی ادارے سے یہی ہدایات جاری دیکھ اس پر ایک شخص نالاں کیوں ہوجاتا ہے؟ ہاں وہ شخص ایسا کرسکتا ہے جس کا حفاظت صلوٰۃ سے سروکار تو کوئی نہ ہو البتہ محض ''نظریہ 18'' کی حفاظت اس کے ہاں بہت اہمیت رکھتی ہو۔ اللہ کریم ہم سب کو ایسی عادت سے بچائے جو اختلاف اور آپس میں منافرت کا باعث بن رہی ہو، اور ایسے عمل کی توفیق عطا فرمائے، جس سے اسلامی معاشرے میں اتفاق واتحاد، پیار محبت، اور پر امن ماحول پروان چڑھے۔

**ہم کیا کہتے ہیں؟** مگر اس کے باوجود ہم قائلین 18 والوں (مثلاً دارالعلوم کراچی کی طرف سے فتویٰ) کے اس طریقہ کار کو درست نہیں سمجھ رہے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ احتیاط پر مبنی فتوے کا عملی طور پر کوئی فائدہ ہی نہیں ہے، جب تک یہ حضرات باقاعدہ طور پر 15 پر مبنی نقشہ مرتب کر کے شائع نہ کریں۔ ہم نے تقریباً ایک سال پہلے ہی ایک تحریر میں احتیاط پر مبنی اس فتوے پر مختصر اتبصرہ کر کے شائع کیا تھا جسے الگ طور پر ساتھ منسلک کر کے خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے۔ اور یہاں بھی اس کی عبارت (بلفظہ) نقل کیا جاتا ہے: ملاحظہ فرمائیں:

## اہل علم اور ذمہ دار حضرات کی خدمت میں

**(دارلعلوم کراچی کے فتوے کے حوالے سے)**

**آج کل موبائل پر پے درپے یہ پیغامات (SMS) آرہے ہیں کہ دارالعلوم کرا چی کا فتویٰ ہے کہ احتیاط کے پیش نظر روزہ ۱۸درجے پر بند کیا جائے اور اذان**

**فجر ۱۵ درجے پر دی جائے۔ اور یہاں اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ (فتویٰ نمبر 1/830)**

بہت اچھی بات ہے کہ اس میں دونوں عبادات کی صحت و ادائیگی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اور اسی پر ہم سب کو عمل کرنا بہتر ہے، مگر سوال یہ ہے کہ یہ پیغامات آج (یعنی قبل رمضان) کیوں بھیجے جا رہے ہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اس فتوے کی ضرورت ۱۸ درجے والوں کو کیوں پڑی ہے؟

**درحقیقت:** درحقیقت یہ فتوی اگر ۱۵ درجے والے حضرات بار بار نشر کریں تو یہ انداز کچھ وزن رکھتا ہے کہ ان کے نزدیک سال کے پورے ۱۲ مہینوں میں لوگ نماز درست پڑھتے ہیں، اب چونکہ رمضان آ گیا تو احتیاطاً (۱۵ درجے کے وقت سے) روزہ پہلے اگر بند کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ہونا چاہیئے۔ قائلین ۱۵ درجے کی طرف سے تو اس تشریح کے ساتھ اس فتوے کا رمضان کے مہینے کی آمد میں نشر کرنا بالکل سمجھ میں آتا ہے۔ مگر ۱۸ درجے والوں کی طرف سے اس کا نشر کرنا رمضان کے مہینے میں سمجھ سے بالاتر ہے۔ وہ کیوں؟

(۱)...... وہ اس لئے کہ جب انہوں نے نقشے بنائے ہی ۱۸ درجے پر ہیں، ان کے نقشوں میں اختتام سحری لکھا ہی ۱۸ درجے کے مطابق ہے تو ظاہر ہے کہ لوگ اسے دیکھ کر اسی وقت روزہ بند کریں گے۔ تو یہ بات (کہ روزہ ۱۸ درجے کے مطابق بند ہو) نقشے کے اوقات میں تو لکھی ہوئی ہے۔ لہٰذا ۱۸ درجے کے مطابق بنے ہوئے نقشے کی موجودگی میں روزے کے حوالے سے ان حضرات کا فتویٰ کی صورت میں الگ ترغیب دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۲)...... جبکہ نماز کے حوالے سے بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے کہ یہ تو

درست ہے کہ اگر صبح کی نماز ۱۵ درجے کے مطابق پڑھی جائے تو بالاتفاق نماز درست ہو جائے گی ، مگر نماز کی درستگی کی ضرورت صرف رمضان میں ہی کیوں پیش آ گئی ؟ اگر ۱۸ درجے والے حضرات نماز فجر کی درستگی کے لئے اس فتوے کی نشر واشاعت میں واقعی سنجیدہ ہیں تو اس مقصد کے لئے ہمارے پاس مندرجہ ذیل تجویز پر عمل کارگر ہوسکتا ہے، وہ یہ کہ: ''جو چیز عام ہے یعنی پورا سال تو اسے نقل واندراج میں بھی عام ہی رکھی جائے اور جو چیز خاص یا مؤقت ہے تو اسے بھی خاص یا مؤقت ہی رکھی جائے'' مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے علماء اور بزرگان دین کی مجالس وتقاریر میں اصلاحِ نفس اور اعمال صالحہ وغیرہ کی باتیں سالہا سال ہوتی رہتی ہیں اسی وعظ ونصیحت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت پورا سال برابر رہتی ہے مگر جب خاص مواقع مثلاً رمضان المبارک، عیدین اور قربانی وحج وغیرہ کے ایام آتے ہیں تو ان حضرات کے بیانات وتقاریر کا رُخ انہی موضوعات کی طرف پھر جاتا ہے، کیونکہ ان کی ضرورت ابھی آ گئی۔اور جب وہ ایام وحالات گزر جاتے ہیں تو موضوع سخن پھر تبدیل ہو جاتا ہے۔اب اگر کسی اور خاص موضوع کے حالات ہیں تو ٹھیک ورنہ عام اصلاحی بیانات کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔یہ مطلب نہیں کہ ان خاص اعمال کے بارے میں تعلیم وتعلم بغیر ان ایام کے درست نہیں ،مطلب یہ ہے کہ جب عوام الناس کی راہنمائی کے لئے کوئی بارآور کام کرنا مقصود ہو تو زیادہ مناسب اور بہتر طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے سامنے ضرورت کے پیش نظر بات رکھی جائے۔اور ہمیشہ سے یہی طریقہ چل رہا ہے۔

اس بنا پر اگر دیکھا جائے کہ نماز جو کہ سال کے ۱۲ مہینوں میں یکساں طور پر اپنے

وقت میں پڑھنا ضروری ہے، اور اگر قائلین ۱۸ درجے کے نزدیک بھی صبح کی نماز ۱۵ درجے کے مطابق (بنابر احتیاط) پڑھنا ضروری ہے، جیسا کہ فتویٰ سے ظاہر ہے، تو پھر اسے عمومی طور پر مستقل نقشوں میں درج کرنا چاہیئے، بالفاظ دیگر باقاعدہ طور پر نقشہ ۱۵ درجے کی بنیاد پر مرتب کیا جائے، اور ساتھ ایک نوٹ تحریر کیا جائے کہ اذان فجر سے ۱۵، ۲۰ منٹ (جتنا بھی کسی علاقے کا فرق ہوا اتنا) پہلے روزہ بند کر دیا جائے، یا جیسا بھی یہ یاددہانی مناسب ہو نقشے میں اسے مستقل جگہ دی جائے۔ علاوہ ازیں یہ نقشہ باقاعدہ طور پر دارالعلوم کراچی کی جانب سے مصدقہ شائع کیا جائے۔ لہٰذا فتوی کی تشہیر اتنی ضروری اور کارآمد نہیں جتنا کہ اس طور پر نقشے کی اشاعت، میں سمجھتا ہوں کہ فتوے کی تشہیر کی کوئی چنداں ضرورت نہیں بشرط یہ کہ اس طرح نقشہ دارالعلوم کے نام سے مصدقہ شائع کیا جاسکے۔ کیا پورے سال صبح کی نماز کی صحت کو یقینی بنانے کے لئے احتیاط کی صورت اس کے علاوہ اور ہوسکتی ہے؟

**موجودہ احتیاط** : اس کے برعکس احتیاط کی موجودہ صورت کہ نقشے میں صبح یا اذان فجر جیسے عنوانات کے تحت تو ۱۸ درجے کا وقت درج ہو اور فتویٰ الگ طور پر شائع کیا گیا ہو چنانچہ کسی کو نقشہ ملا، کسی کو دونوں ملے، پھر کسی نے فتویٰ محض احتیاط ہی کی حد تک سمجھا اور اصل وقت صبح کی نماز وغیرہ کا وہی سمجھا جو نقشے میں مصدقہ درج ہے کسی نے فتویٰ احتیاط کو عمل میں لایا تو اختلاف پیدا ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس طریقہ کار سے روزے اور نماز دونوں کے لئے کبھی بھی احتیاطی صورت نہیں نکلتی، جس سے موجودہ خلفشار ختم ہو۔ سوال یہ ہے کہ دارالعلوم کراچی میں جب بمطابق فتویٰ (۱۵ درجے پر) عمل ہو رہا ہے، تو پھر اسی کے مطابق باقاعدہ

نقشہ کیوں نہیں سامنے آتا جس میں روزے کے لئے بے شک احتیاطی صورت جس طرح بھی مناسب ہو دی گئی ہو؟

احقر: **شوکت علی قاسمی**، محلّہ شمشہ خیل صوابی، 02-08-2010

**نتیجہ:** جب اوقاتِ نماز کا نقشہ 18 درجے کی بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے اور احتیاط کا مشورہ الگ دیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ ہم نے تو مذکورہ بالا تبصرے میں یہ لکھا ہے کہ عام مسلمانوں کو کافی پریشانی ہوگی، اور اس کے نتیجے میں کوئی شخص اسی فتوے کے مطابق عمل کرنے کا قابل نہیں رہے گا۔ مگر ابھی تازہ ترین ایک واقعہ عرض کرنا چاہوں گا کہ احتیاطی فتوے کا فائدہ بھی کوئی ہے یا ہم نے جو تبصرہ میں لکھا تھا وہی نتیجہ سامنے آتا ہے۔ (واقعہ یہ ہے کہ)

**''اسی 2011ء کے رمضان میں بتاریخ 4 اگست 2011ء کو راقم اپنے ایک بیمار رشتہ دار کی خدمت کی غرض سے پشاور کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال (L.R.H) میں موجود تھا۔ سحری سے فارغ ہو کر وہاں بالا حصار گیٹ پر ''گول مسجد'' میں نمازِ فجر کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ جونہی 4 بج کر 5 منٹ پر گھڑی کی سوئی پہنچی تو امام صاحب آگے بڑھ کر مصلے پر تشریف لے گئے اور پیچھے صفیں بن کر تکبیر ہوئی اور جماعت شروع ہوگئی۔ حالانکہ اس دن 15 درجے کے مطابق اذان فجر کا ٹائم: 4 بج کر 12 منٹ تھا، جبکہ 18 درجے کے مطابق انتہاء سحر کا ٹائم: 3 بج کر 54 منٹ تھا''**

اب احتیاط کے فتوے کو دیکھا جائے تو قائلین 18 والے اپنے پیروکاروں کو کہاں تک اس قابل بنا سکتے ہیں کہ ان کی نمازیں خطرے سے بچ جائیں۔ جب کہ اس کے

برعکس راقم 15 پر عمل اختیار کرنے کے باوجود 3 بج کر 40 منٹ پر سحری سے فارغ ہوکر مسجد میں موجود تھا، بلکہ مسجد لوگوں سے تقریباً 40 فیصد بھری ہوئی تھی۔ حالانکہ پیش امام سمیت ان لوگوں کو احتیاط کی کسی صورت یا فتوے کا ہرگز علم نہیں تھا۔ مگر اس کے باوجود 50 فیصد لوگ سحری سے فارغ ہوکر اپنے روزے بند کر چکے تھے۔

اب تجزیہ کیا جائے تو ان عوام کا روزہ تو دونوں اقوال کی رو سے جائز اور درست ٹھہرا مگر نماز 15 درجے کی رو سے کسی کی بھی درست نہ ہوئی۔ اب یہاں فکر کی بات یہ ہے کہ نماز کس طرح دونوں اقوال کی رو سے 100 فیصد درست ہو جائے؟ اس کی صرف ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ اوقات نماز کا باقاعدہ نقشہ 15 درجے کے مطابق بنایا جائے، تو اس سے پورے سال کی نمازیں تو 100 فیصد درست ہوجائیں گی۔ رہ گیا روزہ تو اس کے لئے ''صورتِ احتیاط'' کی اشاعت سے (بنا بر 18 درجے) روزے کی حفاظت بھی ممکن ہے، کیونکہ 50 فیصد لوگ تو ویسے ہی سحری جلدی ختم کرتے ہیں۔ ان پر تو 15 یا 18 کا اختلاف اثر انداز ہی نہیں ہے۔ اصل مسئلہ فرض نماز کا ہے جو سال کے 12 مہینے برابر کا فرض ہے ---۔ لہٰذا قائلین 18 درجے والے حضرات جب تک اوقات نماز کا باقاعدہ نقشہ 15 درجے مطابق نہیں بناتے اس وقت تک ان کی طرف سے نمازوں کی خاطر ''احتیاط'' کا فتویٰ (کہ اذان فجر 15 درجے کے مطابق ہو) جاری کرنا کوئی معتد بہ فائدے والا کام نہیں کہلایا جاسکتا۔ (احقر شوکت علی قاسمی، صوابی، 12 اگست، 2011ء)

یہ خط راقم نے ''حزب العلماء یوکے'' اور مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی برطانیہ کے

جنرل سکرٹری حضرت مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب کے نام 18 درجے والوں کے لئے ارسال کیا تھا۔مگر 18 والوں نے اسے غور سے پڑھ کر احتیاطی پہلو اختیار کرنے کی بجائے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم سے رابطہ کیا چونکہ سوال انگریزی میں لکھا گیا تھا تو جواباً حضرت مفتی صاحب نے بھی انگریزی میں فرمایا کہ ہمارا جواز کا فتویٰ 18 سے ایک درجہ کم وبیش نہیں ہے مگر احتیاط والا عمل حضرت والد صاحبؒ کے وقت سے دارالعلوم میں چلا آرہا ہے۔مگر بقول حضرت مفتاحی صاحب انہوں نے مفتی صاحب کے پاس ہمارے موقف پیش کرنے میں غلط بیانی کی ہوئی تھی ،گویا کہ 15 والے کہتے ہیں کہ داالعلوم کی طرف سے 18 درجے کاذب کا فتویٰ جاری ہوا ہے ۔ حالانکہ راقم کی طرف سے اس قسم کا کوئی اشارہ بھی نہیں کیا گیا تھا لہٰذا ان کی خدمت میں ایک اور تحریر بھیجی گئی اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

**دوسرا خط از فقیر:**

**محترم مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**

آپ کی طرف سے ای ملیز کے ذریعے بعض حضرات کے خط وکتابت کو پڑھ کر بڑا تعجب ہوگیا کہ کوئی شخص مسئلے کو سلجھانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک واضح مسئلے کے آڑ میں اپنا اختلافی شوق پورا کرنے جارہا ہے۔ایک صاف ستھرا اور سیدھا سادا مسئلہ تھا، جسے ان حضرات نے خواہ مخواہ الجھا کر عوام میں بے چینی پیدا کردی، یہاں تک کہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہم تک بات کو ایک غلط رنگ میں پیش کرگئے

۔سیدھی بات تو یہ تھی کہ دارالعلوم کراچی نے احتیاط کو مدنظر رکھ کر جو عمل اختیار کیا ہے، بہت اچھا اور دونوں عبادات کا محافظ ہے۔اور ہم نے بھی اسی حد تک کہ اس میں دونوں عبادات کی حفاظت ہے آگے فارورڈ کیا۔اب اس کو سمجھنے میں کتنی دیر لگتی ہے؟ یا اسے جائز ہونے میں شرعی مانع کیا ہے؟ یا اس پر عمل کرنے میں کونسا فساد اور نقصان لازم آتا ہے جس پر یہ لوگ راضی نہیں ہیں؟ اب اسے ایک نئے ایشو کا رنگ دینا اور خوامخواہ انتشار پھیلانے کا ذریعہ بنانا، کونسا اسلامی طریقہ ہے؟

جامعۃ الرشید نے اپنے فتوے میں دارالعلوم کراچی کا یہی عمل نقل کیا ہے۔اور ہم نے بھی اپنی تحریروں میں اسی کا تذکرہ کیا ہے۔ہاں اس کی افادیت میں کلام ایک الگ بحث ہے، اس کے ساتھ اختلاف ہوسکتا ہے مگر احتیاطی پہلو کی مخالفت ہم نے کسی تحریر میں نہیں کی ہے۔اور نہ مذکورہ بالا عمل کے علاوہ کوئی اور بات ہم نے دارالعلوم کے ذمہ داروں کی طرف منسوب کی ہے، جس کے پاداش میں ہمیں موردالزام ٹھہرایا جائے۔اس موضوع پر ہمارے حوالے سے اگر ایک شخص بات کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ ان حضرات کے سامنے ہماری تحریریں پیش کرے۔ ہماری تحریروں کا اپنا مطلب نکال کر ان کے سامنے ذکر کرنا بہت بڑی ناانصافی ہے۔اور اختلافی ابحاث میں ایسی روش بہت بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی طرف سے مولانا حنیف صاحب کو جو خط آیا ہے اسی میں یہی تو لکھا ہے کہ احتیاط کے پیش نظر دارالعلوم میں اسی طرح ہو رہا ہے۔حضرت صاحب کی عبارت ملاحظہ ہو:

Keeping in mind, the practice in Ramadhan in Darul Uloom Karachi is that Suhoor ends at 18 degrees whilst the Adhan of Fajr is called out at after the sun reaches 15 degrees below the horizon. This is done on the basis of " IHTIAT " so as to enable practice on both the views of 18 and 15 degrees.

کیا مفتی صاحب نے اس عبارت میں وہی بات نہیں فرمائی جو جامعۃ الرشید کے فتوے میں درج ہے؟ علاوہ ازیں ہمارے پہلے تبصرے کے الفاظ یہ ہیں ''بہت اچھی بات ہے کہ اس میں دونوں عبادات کی صحت وادائیگی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اور اسی پر ہم سب کو عمل کرنا بہتر ہے'' کیا یہ تبصرہ حضرت صاحب کی منشاء کے خلاف ہے؟ اب تو بات واضح ہوگئی کہ ہم نے جامعۃ الرشید کی وساطت سے دارالعلوم کراچی کا جو عمل نقل کیا تھا، اس کی تصدیق حضرت صاحب نے بھی فرمادی، لہٰذا یہ ایشو ابھی ختم کرکے عوام کو احتیاط پر عمل کرنے دینا چاہیئے۔

(احقر شوکت علی قاسمی، 26 اگست، 2011ء)

اب 18 والے، جمہوری نقشے کے مرتبین حضرات جواباً ارشاد فرمائیں کہ 15 درجے پر نماز ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی ؟ یا نماز فجر کی حفاظت اگر پیش نظر رکھی جائے تو کس نقشے پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہے؟ یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ دارالعلوم کراچی کا عملی موقف کس نقشے کے موافق ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دست بستہ دعا گوہ ہیں کہ درپیش اختلافی مسائل میں ہماری راہنمائی فرما کر ہمیں صحیح صحیح سمجھ اور کسی کی پرواہ کئے بغیر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے ، اور ہر قسم کے مغالطے یا شک وشبہ سے ہمارے دل ودماغ کو محفوظ فرمائے۔ جو حضرات اس پرفتن دور میں بھی دین اسلام کی کسی قسم ( تعلیم تعلم ، درس وتدریس، بیعت وارشاد، دعوت وتبلیغ ،تصنیف وتالیف اور اللہ کی راہ میں قتال ) کی خدمت میں مشغول ہیں اللہ عز وجل ان پیاروں کا حامی وناصر ہو کر ہر قسم کی بلیات وحوادث سے حفاظت فرمائے ، اور ان کی یہ سعی قبول فرمائیں۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

واللہ تعالیٰ اعلم

(احقر: شوکت علی قاسمی)

۳۰ ربیع الاول ،۱۴۳۳ھ

بمطابق ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆☆☆☆